فہرست مضامین اردو ترجمہ عین الفقر

ہدیہ عین الفقر در خدمتِ سلطان نجیب مدظلہ

گر قبول افتد مرا عالی شرف اعلیٰ نصیب

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

باب دہم

عین الفقر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۔ لَم یَزَل وَ لَا یَزَالُ یَخرُجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَ یُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ ۔ لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیْئٌ وَ ھُوَالسَّمِیْعُ البَصِیر ط

تمام کی تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا لم یزال لازوال ہے۔ (وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ صرف زندہ سے زندہ کو پیدا کرے) وہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے (وہ قادر مطلق ہے)۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں (خواہ وہ ملائکہ ہوں۔ جنات ہوں یا بنی آدم) وہ سنتا اور دیکھتا بھی ہے۔ (حالانکہ نہ وہ کان رکھتا ہے نہ آنکھیں)

اور سیّد السادات اٹھارہ ہزار عالم کل مخلوقات سے اشرف رسول ہدایت دین حق کے مظہر (کی ذات پر ہزاروں ہزار بلکہ بے شمار درود نازل ہوں) "حدیث قدسی" لَو لَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ ط اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرتے تو کائنات کو ہی پیدا نہ کرتے۔ آپ کی نعت ہے۔ قولہ تعالیٰ قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اگر

تم اللہ کی محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ بھی آپ ہی کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین۔

جان لو! کہ اس کتاب کا نام عین الفقر رکھا گیا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے طالبوں۔ فنا فی اللہ فقراء ہر خاص و عام (خواہ) وہ مبتدی ہو متوسط ہو یا منتہی سب کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ اور صراط مستقیم کے اس طریق سے سراسر مشاہدات تجلیات نور انوار توحید عین ذات کھل جاتے ہیں۔ علم الیقین ۔ عین الیقین۔ حق الیقین (حاصل ہو جاتا ہے) اور وہ حق سے محبت کرنے لگتا ہے۔

حدیث قدسی۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ میں تھا اک مخفی خزانہ۔ میں نے چاہا کہ میری پہچان کی جائے۔ پس میں نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ چاہیے کہ اس حدیث قدسی (کے رازو اسرار کو سمجھ کر) اس پر ثابت قدم رہے۔ لیکن شرع شریف۔ راہ راستی اور راہ محمدی ﷺ کے خلاف غلط قدم نہ اٹھانے لگے۔ (کہ اپنے آپ کو ہی خدا سمجھنے لگے) اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم انھیں استدراج میں مبتلا کر دیں گے۔ بلکہ وہ جانتے بھی نہ ہوں گے۔ قال النبی ﷺ کُلُّ طَرِیْقَتٍ رَدَّتْھَا الشَّرِیْعَتُ فَھِیَ زِنْدِیْقَتٌ۔ ہر وہ راہ جس کو شریعت رد کر دے وہ کفر کی راہ ہے راہ شیطانی۔ ہوائے نفسانی اور

کمینی دنیا (راہ سلوک) کی راہزن ہے۔ لوگوں کو اس سے خبردار رہنا چاہیے۔ قال النبی ﷺ مَنْ طَلَبَ شَیْئاً فَلَا شَیْئٌ یَجِدُ لَہٗ وَ مَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس کسی نے (دنیاوی) شے کو طلب کیا وہ کبھی کوئی بھلائی نہ پائے گا۔ اور جس نے مولیٰ کو طلب کیا اسی کیلئے (کل و جز) سب کچھ ہے۔

یہ چند کلمات طیر سیر صوری و معنوی کی خاطر لکھے گئے ہیں۔ فقر کا مقصود ففروا الی اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو ہے اور دنیا کا طالب ففرو من اللہ۔ اللہ سے الٹا (دنیا کی طرف بھاگنے والا) مردود ہے۔

بیت

میرا جسم و جان توحید میں مل کر ہو گیا توحید
عین توحید مطلق میں لا سویٰ کی نہ کی دید
عرش و کرسی بالا میں گیا شریعت کی راہ
ہر مقام خوشی سے دیکھا از مقام وحدت اللہ
ہر طرف توحید جانو ہر سطر توحید بالیقین
دائما مطالعہ توحید کر تا کہ ہو حق الیقین

قال النبی ﷺ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ۔ جو کچھ کسی برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے ٹپکتا ہے۔

جان لو۔ فقیر باھُوؒ قدس سرہ العزیز کہتے ہیں کہ طالبان راہ مولیٰ آگاہ رہیں کہ۔۔۔

خدا تعالیٰ مشرق و مغرب۔ جنوب و شمال۔ تحت و فوق میں نہیں۔

خدا تعالیٰ آفتاب و ماہتاب۔ آب و آتش۔ باد و خاک میں نہیں۔
خدا تعالیٰ وقت و حال ۔ خط و خال ۔ صورت جمال کو دیکھنے میں نہیں۔

خدا تعالیٰ وردو وظائف تسبیح (خوانی) میں نہیں۔
خدا تعالیٰ زہد و تقویٰ پارسائی ۔ ہر در کی گدائی میں نہیں۔
خدا تعالیٰ گدڑی پہنے اور لب بستہ خاموش رہنے میں نہیں
عقلمند بن اور آگاہ ہو جا کہ خدا تعالیٰ کا سر صاحب راز کے سینہ میں ہے۔ اگر تو (اس راز کے حصول کیلئے) آئے تو دروازہ کھلا ہے (چلا آ) اگر تو نہیں آنا چاہتا (تو تیری بد قسمتی ہے) کہ اللہ تعالیٰ تیرے آنے یا نہ آنے سے قطعاً" بے نیاز ہے۔

مثنوی

یا اللہ ہر صاحب راز کے سینے میں تیرا گھر ہے
تیری رحمت پیوستہ ہے کھلا فضل کا در ہے
تیری بے نیاز درگاہ پہ جو بھی آتا ہے
محروم نہیں جاتا کچھ لے کے جاتا ہے

قدرت توحید دریائے وحدت الٰہی مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے جو کوئی چاہتا ہے کی حق کو حاصل کرے اور واصل باللہ ہو جائے تو اسے (چاہیئے) کہ اول کامل مکمل مرشد کی تلاش کرے اس کا دل ہی (راز) کا خزانہ ہوتا ہے (کیونکہ) اسم اللہ کے تصور اور ذکر اللہ کی تاثیر سے فقیر کا وجود نور ہوتا ہے۔ جو کوئی محرم دل ہو جاتا ہے وہ حق تعالیٰ کی اس نعمت (عظمیٰ) سے محروم نہیں رہتا۔

قال النبی ﷺ۔ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ۔ پہلے رفیق راہ (مرشد کامل) کی تلاش کرو پھر راہ (سلوک) اختیار کرو۔ قال النبی ﷺ۔ لا دین له من شیخ له۔ اس کا کوئی دین نہیں جس کا کوئی شیخ نہیں۔ قال علیہ السلام۔ مَنْ لَّا شَیْخَ لَهٗ فَیَتَّخِذُهُ الشَّیْطَانُ۔ جس کا کوئی شیخ نہ ہو۔ اسے شیطان پکڑ لیتا ہے۔ (راہ شریعت اور راہ سلوک سے اسے روک دیتا ہے)

دل کیا ہے؟ دل چودہ طبقات سے وسیع تر (ملک) ہے۔ حدیث قدسی۔ لَا یَسَعُنِیْ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَ لٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبُ عَبْدِالْمُؤمِنْ۔ میں نہیں سماتا زمین و آسمان کی وسعتوں میں) لیکن قلب عبد مومن میں سما جاتا ہوں۔ قال علیہ السلام۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَاتِکُمْ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری (ظاہری) صورتوں کو دیکھتا ہے۔ اور نہ ہی تمہارے ظاہری ریاکارانہ) اعمال کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تمہارے قلب اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

کامل مرشد کی کیا نشانی ہے؟ کہ وہ ایک دم سے دونوں جہان طے کروا دیتا ہے۔

کامل مرشد کی کیا نشانی ہے؟ کہ وہ چشم زدن میں مقام فنا فی اللہ میں استغراق بخش دیتا ہے۔ نہ وہ قصہ خواں ہوتا ہے نہ زبانی ذاکر۔

کامل مرشد کی کیا نشانی ہے؟ کہ اس کی ایک نظر ہمیشہ کی عبادت سے بہتر ہوتی ہے۔ (کیونکہ وہ ایک نظر سے قلب کو زندہ اور نفس کو

مردہ کر دیتا ہے)

کامل مرشد کی نشانی کیا ہے؟ کہ وہ دست بدست دارالامان میں پہنچا دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا" جو (اللہ کے گھر) میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

اے نامرد کوشش کر کہ تو نامردی کے مرتبہ سے گزر کر مردوں کے مرتبہ میں داخل ہو جائے۔

نامرد کا مرتبہ کیا ہے؟ اور مرد کا مرتبہ کیا ہے؟

نامرد کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ (کی راہ کے دشمنوں) نفس اور شیطان سے (حالت) جنگ میں رہتا ہے۔

غازی اور (مرد کا) مرتبہ یہ ہے کہ وہ یکبارگی اغیار (دشمنوں) کے سر کاٹ ڈالتا ہے۔ نفس سے ہوائے (نفسانی) کو جدا کر دیتا ہے۔ حالت (جنگ) سے نکل کر امن میں آ جاتا ہے۔ یعنی استقامت (حاصل کر لیتا ہے) جو کرامت (دکھانے) اور مقامات (طے کرنے سے) بہتر ہے۔

کامل مرشد کی کیا نشانی ہے؟ کہ وہ حضوری کے سوا کوئی دوسرا سبق (طالب) کو نہیں دیتا۔ کیونکہ طالبوں کو (محض) ذکر کی تلقین کرنا (اس کے نزدیک) صد گناہ اور ہزار ہا نقصان کا باعث ہے۔ کامل صاحب استغراق کو کہتے ہیں۔ جبکہ ذکر (کسی کو پکارنا) دوری اور ہجر و فراق کا نام ہے۔ صاحب مسمّٰی کو اسم (پکارنے) سے کیا مطلب؟

پس کامل مکمل و اصل مرشد اسی کو کہ سکتے ہیں جو غیر ماسوی

اللہ سے باہر نکال کر (دل) سے پریشانی کے دفتر دھو ڈالے۔ اور ریاکاری کی ریاضت اختیار نہ کروائے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو۔ اور اپنے نفس (کی برائیوں) کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب (قرآن مجید) بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ اے صاحب علم (جو ظاہری علم پڑھ کر بھی (اللہ کی راہ سے) جاہل ہے (جان لے) کہ کامل مرشد کی ایک نگاہ ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیونکہ (تحصیل) علم میں سردردی۔ سر بسر قیل و قال ہے۔ اور صاحب نظر سے معرفت اور وصال (الٰہی) حاصل ہو جاتا ہے۔

اگر کامل مکمل مرشد چاہے تو طالب اللہ کو ریاضت میں ڈال کر اسے زہد و تقویٰ میں (کامل کر دیتا) ہے۔ بعض فقیر (طالب کو) ذکر اللہ میں مشغول کر کے صاحب تاثیر بنا دیتے ہیں۔ بعض فیضان نظر سے (طالب اللہ) کو روشن ضمیر نفس پر امیر کر دیتے ہیں۔ کہ وہ دنیا کی طمع سے فارغ ہوائے نفسانی اور (خواہشات) شیطانی کو ترک کر دیتے ہیں۔ ہوائے نفسانی کو ترک کر کے وہ اپنے رزاق کی طرف رغبت اور اپنے نصیب پر (قناعت کر لیتے ہیں) مقرب اللہ ہو کر غیب (دانی سے حصہ حاصل کر لیتے ہیں)۔ اسی قسم کے ذاکر اور فقیر دونوں جہان کا حُسن ہیں۔

بعض فقیر اسم اللہ (کے ذکر) میں مشغول ہو کر مخلوقات میں شہرت کے لئے غوغا مچاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے قیدی ہوتے ہیں۔ (ان کا ذکر) دام و درم دنیا کے حصول کے لئے جال کا کام دیتا ہے۔

ان دونوں (قسم کے فقیروں کو) دنیا کے ذکر سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ان کی پہچان دنیا کی تعریف یا مذمت سے کی جا سکتی ہے۔ کامل فقیر تو دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے۔ اور اس طرح کے ذکر سے اس کے دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور فقیر جو طالب دنیا ہو دنیا کا ذکر اخلاص (محبت) سے کرتا ہے۔ جس کے ذکر سے (دل میں) دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے (ایسی حالت میں) وہ بارہ سال۔ چوبیس سال یا چالیس سال تک اسی (کیفیت میں مبتلا) رہتا ہے۔ اور اگر (کامل مرشد) عطا کرنا چاہے تو بے ذکر فکر بے زہد و تقویٰ۔ ایک دم میں وصال کو پہنچا دیتا ہے۔ جس جگہ کہ احوال لازوال۔ استغراق فنافی اللہ بقا باللہ وصال (حاصل) ہو وہاں مدت مدید سالہا سال مشقت کی کیا حاجت رہ جاتی ہے

بیت

باھو اسم و جسم یک ہوا ہے یک وجود
اب سر پنہاں نے کیا ہے رخ نمود

اس مقام پر ما سویٰ اللہ دیگر حرام ہو جاتا ہے۔ اسم جسم سے اور جسم اسم سے پیوست ہو جاتا ہے۔

بیت

جسم کو کچھ اس طرح کر دے بسم میں پنہاں
جس طرح الف ہوتا ہے اسم میں پنہاں

طالب اللہ اسم اللہ کو مثل جان پہن لیتا ہے۔ جیسا کہ جان کے اندر ھُو زندگی کا نشان ہے۔ (یعنی) ذات با ذات صفات با صفات۔ قال علیہ السلام۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا۔ اس نے اپنے رب کو بقاء میں پا لیا۔

چاہئے کہ طالب ہمیشہ) دم با قدم اور قدم با دم رہے۔ (ہر دم اور ہر قدم پر ذکر اللہ میں مستعد رہے)۔

بیت

تیس سال بعد محقق ہوا خاقانی سے
کہ یکدم باخدا ہونا بہتر ہے ملک سلیمانی سے

جواب باھو قدس سرہ

کئی سو سال چاہئیں کہ فنا فی اللہ میں ہو فانی
دم تو نامحرم ہے اس جا غلط کہتے ہیں خاقانی

سنو! کہ جاہل کا لباس جہالت ہے۔ اور جہالت ہی شیطان کا لباس ہے۔ عالم کا لباس علم ہے اور عقل و دانش کا لباس کلام اللہ ہے۔ جو شیطان کی جہالت سے (طالب) کا نگہبان ہے۔ فقیر کا لباس

نور معرفت سبحانی ہے۔ جس سے وہ ہر دو جہان میں طیر سیر کرتا ہے۔ جاہل کا لباس مقہوری کا باعث ہے اور عالم کا لباس مغفرت کا ذریعہ ہے۔ جاہل اور عالم اور فقیر کا ایک دوسرے سے یہی فرق ہے کہ جاہل عام ہے۔ عالم خاص ہے اور فقیر عارف باللّٰہ خاص الخاص ہے۔

جاہل جس نے جہالت کا لباس پہن رکھا ہو وہ کفر شرک جہالت کی بات ہی کرتا ہے۔ اور عالم جس نے علم کا جامہ پہن رکھا ہو اس کی زبان پر قال اللّٰہ قال الرَّسُولُ نص و حدیث کا ذکر ہی ہوتا ہے۔ اور جس نے فقر کا جامہ پہن رکھا ہو اس کا ہر سخن اسم اللّٰہ اور الا اللّٰہ کی معرفت کے متعلق ہوتا ہے۔ قال النبی ﷺ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیۡہِ۔ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس میں سے نکلتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ وَاذۡکُرۡ رَبَّکَ اِذَا نَسِیۡتَ۔ اپنے آپ کو بھول کر اپنے رب کا ذکر کرو۔

سنو! جو مرشد کہ فنا فی اللّٰہ صاحب حضور ہے۔ اس کے لئے (طالب) وحدت میں غرق کرنا اور حضوری میں پہنچانا اور مجلس پیغمبر علیہ السلام سے مشرف کرنا اور سرفراز کرنا کونسا مشکل و دور ہے۔ کیونکہ ذکر فکر زہد تقویٰ سے حضوری میں پہنچا دینا آسان تر ہے۔۔ مست کا یہ سودا دست بدست ہے۔ (کامل مرشد) طالب اللّٰہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضوری (مجلس) میں پہنچا کر (حضور پاک ﷺ) کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور جو مرشد اس قدر طاقت و قوت نہیں رکھتا اسے مرشد نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ راہزن

ہے۔ رہزن زن کو کہتے ہیں۔ شیطان بھی زن کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ۔ ان کے ہاتھوں کے اوپر اللّٰہ کا ہاتھ ہے۔

بیت باھُوؒ

دست گیری مرد کی کرتا کہ تو بھی مرد ہو
راہبری ہرگز نہیں جب تک نہ ساتھ مرد ہو

لیکن شرط یہ ہے کہ طالب اللّٰہ جو کچھ (ظاہری) آنکھ سے دیکھے وہی (باطنی) آنکھ سے بھی دیکھے (تاکہ اس میں کسی استدراج کا شائبہ نہ رہے) کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ کا نام ہادی ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان اہلِ ہدایت کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ قَالَ عَلَیۡہِ السَّلَام۔ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیۡ مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَاَی الۡحَقَّ۔ بیشک شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ جس نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ (خواہ طالب نے یہ دیدار خواب۔ مراقبہ۔ مکاشفہ۔ عین العیان یا حضوری میں کیا ہو) قولہ تعالیٰ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡھِمۡ سُلۡطٰنٌ۔ بیشک جو میرے بندے ہیں۔ تو ان پر غالب نہیں آ سکتا۔

پس کامل مرشد محمد رسول اللہ ﷺ کا محب ہوتا ہے۔ اور ناقص مرشد شیطان (کا دوست ہوتا) ہے۔

جب کوئی صاحب نظر (کامل مرشد) کسی طالب اللّٰہ پر نظر ڈالتا ہے

تو اس ے (وجود) میں بے گمان ذکر جاری ہو جاتا ہے۔اور اس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے۔نفس کو سوزش اور خواری ملتی ہے۔ایسے شخص کو ہمسایہ لوگ دیوانہ کہتے ہیں۔وہ خلق سے بیگانہ اور خداتعالیٰ سے یگانہ ہو جاتاہے۔اور اپنی زبان سے یہ ترانہ شوق سے پڑھتا ہے

بیت

خلق کو بھی رد کیا جس کو دیکھیں وہ بھی رد
خلق تو رد کردی ساری فقر ہے بس لا یرد

قال علیه السلام۔لَا یَشْغُلُهُمْ شَیْئٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تعالیٰ طَرْفَةَ الْعَیْنِ ط آنکھ جھپکنے کے لئے بھی کوئی شئے ان کو ذکر اللہ سے اپنی طرف متوجہ نہیں کرتی

بیت

باھُوؒ دونوں جہان اور دنیا ہمیں یاد نہیں ہے
دونوں جہان سے آزاد نکل آئے ہیں ہم

قال اللہ تعالیٰ ۔مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی ط۔(دید ر اِلٰہ کے وقت حضورپاک ﷺ) کی نہ تو آنکھ بہکی اور نہ ہی بھٹکی۔ سالک بھی دو قسم کے ہوتے ہیں سالک مجذوب اور مجذوب سالک۔ مالک الملکی فقیر ان دونوں (متذکرہ مراتب کے فقراء) سے منفرد ہوتا ہے۔مالک الملکی (فقیر) محبوب ______ (خدا اور رسول ﷺ) اور وہم (وحدانیت) سے صاحب تصرف (دین ودنیا) ہوتا ہے۔جب وہ

اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اس کے وجود میں وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔حق سے انس پیدا ہو جاتا ہے اور غیرماسویٰ اللہ سے فرار اختیار کرتا ہے۔مشتاق اشتیاق (دیدار الٰہی) رکھتا ہے۔شب وروز سوزش فراق (میں جلتا) ہے اور نفس اس کا ہلاک ہو جاتا ہے۔چنانچہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تک اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کرے اور کتوں کی طرح (عاجزی) سے زمین پر (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) نہ لوٹے۔اپنے گھر کو راہ خدا میں خرچ نہ کردے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ سب کچھ خرچ نہ کرڈالو جس سے تم محبت کرتے ہو کا وظیفہ نہ پڑھنے لگے۔(جو لوگ ایسا کرتے ہیں) یحبہم و یحبونہ۔وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے۔ان کی ظاہری اور باطنی دوستی (اللہ و رسول) سے ہوتی ہے اللہ ان سے راضی ہے وہ اللہ سے راضی ہیں۔(جب تو ایسا نہیں ہے) تو تیرا یار جانی تجھ پر کیسے راضی ہو جائے گا؟

فقیر باھُو کہتا ہے کہ راہ فقر میں استقامت چاہئے نہ کہ ہوائے نفسانی اور کرامت کیونکہ استقامت خاص (کا مرتبہ ہے) اور کرامت حیض و نفاس کا مرتبہ ہے۔اے یار سن لے!طالب اللہ کو حیض و نفاس سے کیا کام۔پہلے دل کو تسلیم کرلو بعد ازاں بحق تسلیم اختیار کرلو۔

بیت

خنجر تسلیم سے ہو ذبح گر
ہر زبان اس کو ملے جان دگر

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام۔ لَا یَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ۔ فرشتہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جہاں کتا موجود ہو۔

دل گھر کی مانند ہے۔ ذکر فرشتہ کی مثل اور نفس کتے کی طرح ہے۔ جو دل حب دنیا۔ ظلمات و خطرات شیطانی اور ہوا و ہوس نفسانی سے پُر ہو۔ اس دل پر حق سبحانہ تعالیٰ کی نظر رحمت نہیں پڑتی۔ اور جس دل پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت نہ ہو وہ دل گمراہ ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے۔ وہ حسد حرص کبر سے بھر جاتا ہے۔ چنانچہ حسد کی وجہ سے قابیل نے (اپنے بھائی) ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ اور حرص نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوا دیا۔ (کہ شجر ممنوعہ کو چھو لیا) اور کبر نے ابلیس کو لعنت کے مقام پر پہنچا دیا۔

پس جو دل ہوس کا گھر ہے۔ وہ ہمیشہ حرص حسد کبر غرور کی وجہ سے کمینی دنیا کی خاطر پریشان رہتا ہے۔

قال علیہ السلام۔ حُبُّ الدُّنْیَا وَ الدِّیْنُ لَا یَسْعَانِ فِیْ قَلْبٍ کَالْمَاءِ وَ النَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ۔ دین اور دنیا کی محبت ایک ہی دل میں نہیں سما سکتی جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔

بیت

ہے زبان پر اللہ اللہ اور دل میں گاؤ خر
کیسے ہو گا ایسی تسبیح کا اثر

فقیر وہی ہے جو دونوں آنکھیں (مَا سویٰ اللہ) سے بند کر لیتا ہے۔ (اور دنیا میں ملوث ہونے کی بجائے) اٹھارہ ہزار عالم اور ہر دو جہان کا (محض) تماشہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی۔ آپ ﷺ کی نظر شب معراج (نہ تو اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھنے کے لئے بھٹکی) اور نہ ہی (اشتیاق تجلیات ذات) میں بہکی۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ۔ یا اللہ میں تجھ سے (دنیا داروں کے دروازہ) پر منہ کے بل گرنے والے فقر سے پناہ چاہتا ہوں۔ یا یہ کہ جو فقیر چاندی۔ سونا۔ درہم و دینار اکٹھا کرنے کے لئے ہو اور وہ اسی (مال دنیا) پر فرعون کی مانند خوش ہو۔ قارون کی طرح بخیل ہو۔ نمرود کی مانند اس پر فخر کرتا ہو اور شداد کی طرح دنیا کو عزت دیتا ہو۔ (اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں)

قولہ تعالیٰ۔ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ۔ (دنیا) کو مومنین ذلت کا ذریعہ جانتے ہیں۔ اور کافروں کے لئے (افتخار) و عزت کا باعث ہے (مومنین) فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہیں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

سن!(اے بنی آدم) کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے (دوسری تمام مخلوقات) پر فضیلت بخشی ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ اٰدَمَ ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا۔

اور اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ ہم نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔

"اَیْ لِیَعْرِفُوْنِ" اور میری پہچان بھی کریں۔

پس عابد و عارف وہی ہے جو خود کو اس عبادت تک پہنچائے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔ اپنے رب کی عبادت کرو حتیٰ کہ تجھے (حق) الیقین حاصل ہو جائے۔

غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین نے فرمایا۔ وَ مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَتَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوَصُوْلِ فَقَدْ كَفَرُوْ اَشْرَكَ بِاللّٰہِ تعالیٰؒ اور جس نے حصول وصول (استغراق فی اللہ) کے بعد عبادت کا ارادہ کیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفرو شرک کیا۔

سن لو! کہ جو کوئی عبودیت کے مراتب سے گزر کر مقام ربوبیت میں فنا فی اللہ صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ اس کو عبادت کی کیا حاجت ہے؟ (عبادت سے مراد فرض نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوات نہیں ہے۔ کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ بلکہ اس سے مراد ذکر۔ فکر۔ مراقبہ۔ مکاشفہ وغیرہ ہے) جب فنا فی اللہ ہو گیا تو پھر ان عبادات کی طرف رجوع کفر شرک باللہ ہے۔ (باخدا ہو کر خدا کو

ذکر سے پکارنا کہاں کی عقلمندی ہے)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ مَا نَظَرْتُ شَيْئًا" اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهِ فِيْهِ۔ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ (کا نور) ہی دیکھا۔ (جب یہ حالت ہو تو پھر ذکر فکر مراقبہ کی کیا حاجت رہ جاتی ہے؟

حدیث قدسی۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا يَشَاءُ۔ میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ پس جو اس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔

یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہی اس کے قریب ہوں۔ جیسا کہ وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ پس اے پیغمبر علیہ السلام جب میرا بندہ میرے متعلق یہ گمان رکھے کہ وہ (دیدار رب العالمین سے مشرف ہوجائے) تو اسے چاہئے کہ عین بعین اپنی ذات کا معائنہ کرے اور عین میں (اس نور ربوبیت کو پالے)

قولہ تعالیٰ۔ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ وہ تمہارے نفوس کے اندر موجود ہے۔ تم اسے دیکھتے کیوں نہیں؟

لیکن شرط یہ ہے کہ دیکھنے والا انسان ہو۔ جو (باطنی) آنکھ کھول کر دیکھے۔ نہ کہ حیوان۔ جو صرف ظاہری آنکھ رکھتا ہے)

حدیث قدسی۔ خُلِقَتْ الْحِمَارُ بِصُوْرَتِ الْبَشَرِ۔ انسانی صورت میں گدھا پیدا کیا گیا ہے۔

اگر کسی کو معرفت الٰہی حاصل نہ ہو۔ اگر اس نے ہزار کتاب پڑھ رکھی ہو اور وہ (حضوری) سلک سلوک سے آگاہ نہ ہو۔ اس کی

زبان تو زندہ مگر دل مردہ ہو۔ایسا علم پڑھنے والا وہ جانور (گدھا)
ہے جس پر (کتابوں) کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔
قولہ تعالیٰ۔نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہم تمہاری
شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہیں۔

بیت

جان اپنی بیچ کر اسم اللہ کر خرید
اسم اللہ کر خرید عین العیان کر اس کی دید

قولہ تعالیٰ۔تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِهٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ اس کی
آیات میں فکر کرو اس کی ذات میں فکر نہ کرو۔

بیت

شہ رگ سے وہ نزدیک ہے کہتے ہیں دور ہے
تو خود ہی اس سے دور ہے وہ تو حضور ہے

قولہ تعالیٰ۔وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے
جہاں کہیں تم ہو۔ اللہ تعالیٰ تو تیرے ہمراہ ہے۔اے (مادر
زاد اندھے) تو ہی اس سے گمراہ ہے۔قولہ تعالیٰ۔وَمَنْ کَانَ
فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَتِ اَعْمٰی جو اس دنیا میں اندھا
رہا۔(جس نے باطنی آنکھ کھول کر دیدار نہیں کیا) وہ آخرت میں
بھی اندھا رہے گا۔(دیدار الٰہی سے مشرف نہ ہو گا)
اگرچہ لوگ حصول دنیا کے لئے علم سیکھتے ہیں۔اور روزی
معاش کی خاطر بادشاہوں سے آشنائی حاصل کر لیتے ہیں۔(لیکن محض

حصول دنیا کی خاطر پڑھا ہوا علم آخرت میں کام نہ آسکے گا)
قولہ تعالیٰ۔اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَ وَضَعْنَا عَنْکَ
وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ یارسول علیہ السلام۔کیا ہم نے آپ
کے لئے آپ کا سینہ (شرح صدر) نہیں کر دیا۔ آپ کی ذات سے
وہ بوجھ بھی اتار لیا جس نے آپ کی پیٹھ دوہری کر دی تھی۔
علم وہی (نافع) ہے جو سینہ میں (شرح صدر) ہو۔نہ کہ وہ علم
جس کے پڑھنے سے سینہ میں حسد و کینہ پیدا ہو جائے۔
اے حق شناس!تو بھی سن لے!اللہ تعالیٰ سے پیوستہ ہو کر (باخدا
ہو جا) اور جو بھی غیر ماسویٰ اللہ ہے اسے دل سے مٹا دے۔اور
اللہ تعالیٰ کے فرمان۔قولہ تعالیٰ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ
رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔اور باقی
رہنے والا تیرے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہے۔(جیسی کیفیت
پیدا ہو جائے)

بیت

جو بھی مجھ کو چاہتا ہے دیکھتا ہے خوب تر
راز وحدت کیسے جانے گاؤ خر

جب اسم اللہ صاحب راز کے دل پر منقش ہو جاتا ہے۔اور اسم
اللہ کی تجلی دل پر غالب آ جاتی ہے۔قلب (عشق الٰہی) میں جلنے لگتا
ہے۔مقام وحشت پیدا ہو جاتا ہے۔اور نفس مغلوب ہو جاتا
ہے۔نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔حضرت شاہ محی الدین کا
قول ہے۔اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَ الْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ

سے انس اور غیر اللہ سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔

بیت

باھُو اسم اللہ ہو گیا ظاہر جبین پر
برزخ فی اللہ لے گیا حق الیقین پر

الحدیث۔ وَ مَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَهُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَهُ الْعُقْبٰی وَ مَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ۔ جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے لئے دنیا ہے جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا اس کے لئے عقبیٰ ہے اور جس نے مولا کا ارادہ کیا اس کے لئے کل (سب کچھ) ہے۔
حدیث قدسی۔ دَعْ نَفْسَکَ وَ تَعَالٰی ط اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ۔

بیت

دنیا و آخرت کا غم دل سے نکال دے
اس گھر میں دنیا رہے یا خیال یار

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ الْمُحِبِّ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوبِ ط عشق ایک آگ ہے جب وہ محب کے دل میں داخل ہوتی ہے تو ما سوائے المحبوب (سب کچھ) جلا ڈالتی ہے۔
ہمہ اوست در مغز و پوست (وحدت المقصود یہی) ہے۔
پس عارف باللہ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ بھی اسم اللہ ہوتا

ہے اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے وہ بھی اسم اللہ ہوتا ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط تم جس طرف بھی رخ کرو اللہ کا چہرہ اسی طرف (موجود پاؤ گے) وہ واسع علیم ہے (ایسا شخص) اسم اللہ ہی سے سنتا ہے۔ وھو علی کل شي محیط وہ ہر شے کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس مقام پر عاشق کو فقر سے فخر حاصل ہو جاتا ہے۔
قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ وَ اَفْتَخِرُ بِهٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور تمام انبیاء و مرسلین پر بھی میرا یہ افتخار ہے۔
الحدیث۔ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَ بُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ ط فقراء کی محبت انبیاء کا اخلاق ہے اور فقراء سے بغض فرعون کی خصلت ہے۔
الحدیث۔ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ وَ یَسْمَعُ کَلَامَهٗ یُحْشَرُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ط جس نے فقیر کے چہرہ پر (عقیدت) کی نظر ڈالی اور اس کا کلام سنا اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ کرے گا۔
حدیث قدسی۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ ط میں اس کا ہم جلیس ہو جاتا ہوں جو میرا ذکر کرے۔
فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے اور خدا تعالیٰ کے ذکر میں ایک دم کے لئے مشغول ہونا فقہ کے

ہزار مسئلے سیکھنے سے افضل تر ہے۔کیونکہ فقہ (کے مسائل) سیکھنا بنائے اسلام ہے ۔قرآن مجید کی تلاوت ظاہری عبادت ہے جس کی ہر وقت قضاء ممکن ہے۔لیکن دم اگر (گذر گیا) تو اس کی قضاء کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - مَنْ لَّمْ يُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ فَرْضَ الْوَقْتِ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص کہ دائمی فرض ادا نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ كُلُّ نَفَسٍ يَّخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ ط سانس گنتی کے ہیں جو سانس ذکر اللہ کے بغیر نکلتے ہیں وہ مردہ ہیں۔

ابیات

دم کی نگہ داری کرکہ عالم ہی دم ہے
دانا کے نزدیک عالم سے بہتر دم ہے
عمر ضائع نہ کر تجھ پر افسوس و حیف
فرصت عزیز جان کہ وقت ہے قاطع سیف

چونکہ جان کنی کے وقت توفیق الٰہی سے (ذاکر) دم ہی رفیق (راہ ہوتا) ہے اس لئے طلب اللہ کے بغیر جو کچھ بھی ہے وہ (سب) گمراہی ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللّٰهِ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا ذکر خیر (صرف) ذکر

اللّٰہی ہے اور طلب خیر (بھی صرف) طلب اللّٰہی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ : وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ط اور اس کا کہنا مانو جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے اور جو اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور اس کام میں حد سے گذر گیا۔

حدیث قدسی - مَنْ طَلَبَنِيْ وَ مَنْ وَّ جَعَلْنِيْ عَرَفَنِيْ وَ مَنْ عَرَفَنِيْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ عَشِقَنِيْ وَ مَنْ عَشِقَنِيْ فَقَتَلْتَهٗ وَ مَنْ قَتَلْتَهٗ عَلَيَّ دِيَتَهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ۔
جو کوئی مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے جو مجھے پالیتا ہے وہ میری پہچان کر لیتا ہے ۔وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔وہ میرے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔جو میرا عاشق ہوا میں اسے قتل کر دیتا ہوں اور جس کو میں نے قتل کیا اس کی دیت بھی میرے ذمہ ہے۔پس میں ہی اس کی دیت ہوں۔خدا تعالیٰ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میری طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے وہ میری دوستی اختیار کر لیتا ہے۔جو میرا عاشق ہوجاتا ہے ۔میں اسے قتل کر دیتا ہوں اور جس کو میں قتل کر دیتا ہوں اس کی دیت مجھ پر لازم ہو جاتی ہے۔پس اس کی دیت میں ہی ہوں کہ میں اس کا ہو جاتا ہوں۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَّجَدَّ فَقَدْ وَجَدَ ط
جو شخص جس چیز کے لئے کوشش کرتا ہے اسے پالیتا ہے۔

حدیث قدسی - اِنَّ فِيْ جَسَدِ آدَمَ مُضْغَةٌ وَ فِي الْمُضْغَةِ فُؤَادٌ وَّ فِي الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَّ فِي الْقَلْبِ رُوْحٌ وَ فِيْ

اَلرُّوحِ سِرٌّ وَفِي السِّرِّ خَفِيٌّ وَفِي الْخَفِيِّ اَنَا ط

بے شک انسان کے وجود میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے (جسے دل کہتے ہیں) اور اس کے اندر فواد ہے اور فواد کے اندر قلب (کا نورانی وجود) ہے اور قلب میں (روحانی) روح ہے اور روح میں سر (اسرار ربانی) ہے سر میں خفی ہے اور خفی میں انائے (رحمانی) ہے۔

جب فنا فی اللہ فقیر اس مقام پر پہنچتا ہے انائے (رحمانی) میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس پر نشہ غالب ہو جاتا ہے۔ اور تین قسم کا نور (تین مقامات پر ظاہر ہو جاتا ہے)

ایک قسم کا (نور) پیشانی پر
دوسری قسم کا (نور) آنکھوں پر
تیسری قسم کا (نور) دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر وہ تین قسم کی عبادت پر مداومت اختیار کرے گا تو معرفت میں داخل ہو جائے گا اور اگر (چھوڑ دے گا) تو سلب ہو جائے گا۔ چاہیے کہ پیشانی سجدہ میں، نظر شریعت پر اور تصدیق دل (کے ساتھ) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع اختیار کرے۔

"سلوک" میں "انا" کی بھی دو اقسام ہیں۔

ایک قسم "قم باذن اللہ" اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو اور دوسری قسم "قم باذنی" میرے حکم سے اٹھ کھڑا ہو کی ہے۔

چنانچہ بایزید (بسطامیؒ نعرہ زن ہوئے) سبحانی ما اعظم شانی میں پاک ہوں اور میری شان سب سے بلند ہے۔

منصور (حلاجؒ) نے انا الحق کا (نعرہ) بلند کیا (جبکہ) انا ایک سر ہے جو اس سر (راز کو) فاش کرتا ہے۔ وہ سر اس (شخص) کا سر لے لیتا ہے (جیسا کہ منصور کو "اناالحق" کہنے کی پاداش میں سولی پر لٹکایا گیا) جب پیغمبر صاحب صلوات اللہ علیہ اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ط تیری ذات پاک ہے مجھ سے تیری معرفت کا حق میری خواہش کے مطابق ادا نہ ہوا اور مجھ سے تیری عبادت کا حق (میری خواہش کے مطابق) ادا نہ ہوا۔

پس معلوم ہوا کہ یہ مقام بھی خام ہے اس سے آگے بڑھ کر مقام "لا تخف" "مقام لاخوف" میں داخل ہونا چاہیے۔ قولہ تعالیٰ
اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط جان لو! کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن (و غم)

دانا بن اور آگاہ ہو جا کہ یہ فقر فخر محمدی ﷺ ہے۔ قولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ط تم سب خیر امت ہو جسے (جمیع لوگوں کی رہنمائی کے لئے) بنایا گیا ہے۔

قم باذن اللہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مرتبہ ہے اور قم باذنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کا مرتبہ ہے۔ (اس کی وجہ یہ ہے) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید کا (مقام) زبان پر ہے جو (مقام تبلیغ) ہے اور امت محمدی ﷺ کی توحید سرتا قدم دل و جان کے ساتھ ہے۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا۔ جیسا کہ آگ میں لوہا۔ کھانے میں نمک، جو کوئی نمک کی کان میں گر گیا وہ نمک ہو

گیا۔ جیسا کہ دودھ میں پانی ہوتا ہے اسی طرح وحدت فقر میں (فقر فنا فی نور اللہ ہو جاتا) ہے۔

قَالَ اللّٰہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ - لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ؎ میرے لئے مع اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

قولہ تعالیٰ - اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ؎ بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کر دی ہے (تاکہ) اللہ تعالیٰ آپ کی (شفاعت سے) آپ سے پہلی (امتوں) اور آپ کے بعد آنے والے (امتیوں) کے گناہ بخش دے۔

جب پیغمبر علیہ الصلوات والسلام اس مقام پر پہنچے تو شکرانہ کے طور پر بہت زیادہ عبادت کرنے لگے (پس کسی دوسرے کی کیا مجال ہے) کہ فرض عبادت کو چھوڑ دے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ؎ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

الحدیث - کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِّلظَّاہِرِ فَھُوَ بَاطِلٌ ؎ جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

بیت

علم حاصل کر اور پھر اس جگہ آ جا
جاہلوں کی بارگاہ حق میں ہرگز نہیں کوئی جگہ

قال علیہ السلام - مَنْ تَزَھَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ جُنَّ فِیْ آخِرِ عُمْرِہٖ اَوْ مَاتَ کَافِرًا ؎ حضور پاک ﷺ نے فرمایا جس نے علم کے بغیر زہد اختیار کیا وہ آخری عمر میں پاگل ہو جاتا ہے یا کافر ہو کر مرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

بیت

علم حق نور ہے اس کے مثل روشن کوئی انوار نہیں
علم ہو تو با عمل علم بے عمل جز خر بار نہیں

وہ گدھے کا بوجھ ہے۔

قولہ تعالیٰ - فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ؎ پس جو کوئی ایک رائی (کے دانہ) برابر نیک عمل کرے گا تو اسی کے مطابق اس کا اچھا صلہ پائے گا اور جو کوئی رائی (کے دانہ) بھر برا عمل کرے گا وہ اس کے مطابق ہی برا صلہ پائے گا۔

بیت

علم باطل مثل مکھن علم ظاہر مثل شیر
بے شیر جب مکھن نہیں بے پیر ہو گا کیسے پیر

علم وہی ہے جو (نامعلوم سے) معلوم تک پہنچا دے اور اس کی خبر دے۔ ورنہ وہ علم نہیں (حجاب ہے)

قال علیہ السلام - اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ ؎ علم ہی اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے۔

بیت

وہ علم جو دوست تک پہنچاتا ہے کتاب میں نہیں
یہ جو ہم پڑھا کرتے ہیں کسی حساب میں نہیں
اگر ولی نے صحبت جانان کی لگام پکڑ لی
عمر دوام پالی اس کا پاؤں رکاب میں نہیں

قولہ تعالیٰ ۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ط (بے عمل عالم) اس گدھے کی مانند ہے جس کی کمر پر (کتابوں) کا بوجھ لادا گیا ہو۔

بیت

اہل مدرسہ سے اسرار معرفت طلب نہ کر
کہ کیڑا کتاب کھا کر بھی نکتہ داں نہیں ہوتا

یہ حدیث نبوی ﷺ فقر کے بارے میں ہے۔

لابی ذر غفاری یا ابا ذر تمشی وحدک فاللہ تعالیٰ فی السمآء فرد وانت فی الارض فرد فکن فردا یا ابا ذر ان اللہ جمیل یحب الجمال قال علیہ السلام یا ابا ذر تدری ما ھمی وفکری لای شیء اشتیاقی فقال اصحابہ اخبرنا یا رسول اللہ بھمک وفکرک ثم قال آہ آہ آہ واشوقاہ الیٰ لقاء اخوانی یکون من بعدی شأنھم کشأن الانبیآء وھم عند اللہ بمنزلۃ الشھدآء یفرون من الآبآء والامھات والاخوان والاخوات والابنآء ابتغاء مرضات اللہ تعالیٰ وھم یترکون الاموال للہ ویذلون انفسھم بالتواضع لا یرغبون فی الشھوات وفضول الدنیا یجتمعون مجنونین من حب اللہ وقلوبھم الی اللہ وروحھم من اللہ وعلمھم للہ اذا مرض واحد منھم ھو افضل عند اللہ من عبادۃ الف سنۃ و

ان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلعم قال الواحد منھم یموت فھو کمن مات فی السمآء لکرامتھم عند اللہ وان شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ قال الواحد منھم یؤذیہ قملۃ فی ثیابہ فلہ عند اللہ اجر سبعین حجۃ وعمرۃ وکان لہ اجر عتق اربعین رقبۃ من اولاد اسماعیل علیہ السلام کل واحد منھم باثنی عشر الف دینار وان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد منھم یذکر اھل الودود ثم یغتم یکتب لہ بکل نفس الف الف درجۃ وان شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد منھم یصلی رکعتین محبا للہ فی جبل العرفات لہ ثواب مثل عمر نوح الف سنۃ وان شئت ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الواحد

منھم تسبیحۃ خیر لہ یوم القیامۃ من ان یسیر مع جبال الدنیا ذھبا وان شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من نظر نظرا الیٰ احدھم احب الی اللہ من نظرہ الیٰ بیت اللہ تعالیٰ ومن ینظر الیہ فکانما ینظر الی اللہ تعالیٰ ومن سرہ فکانما سر اللہ تعالیٰ ومن اطعمہ فکانما اطعم اللہ تعالیٰ وان شئت ان ازیدک یا ابا ذر قال قلت بلیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الواحد یجلس الیھم قوم مصرون مثقلون من الذنوب ما یقومون من عندھم الا المخففون لا علم ان ارباب القلوب یکاشفون باسرار الملکوت تارۃ علیٰ سبیل الرؤیا الصالحۃ وتارۃ فی الیقظۃ علیٰ سبیل کشف المعانی بمشاھدۃ الثالثۃ کما یقومون فی المنام و ھذا من اعلی الدرجات کما ان الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین اجزاء النبوۃ فایاک وان خطاک یکون من العلم ان کان کل من جاوز حد قصورک ففیہ ھلک متحیرین والجھر خیر من عقل یکون الیٰ انکار من ھذہ الامور الاولیاء اللہ تعالیٰ ومن انکر ذالک الاولیاء لزمہ انکار الانبیاء

وَ کَانَ خَارِجاً مِنَ الدِّیْنِ کُلِّہٖ(۱)

قَولُہٗ تَعَالٰی: وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (۲)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذرؓ! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو، فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور یقیناً پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے"۔

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذرؓ! "تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: آہ، آہ، آہ واشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے، جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاء جیسی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کا ہو گا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور خداوند تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ ہو گی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے۔ اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ ان کے دل محبت الٰہی کی طرف کھچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہو گی اور ان کے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہو گی۔

اے ابوذرؓ! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان میں سے ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہو گی گویا آسمان والوں سے کوئی مر گیا۔

اے ابوذرؓ! اگر چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مارے گا تو بھی اللہ

۱۔ جامع الصغیر و فوائد و کنز الحقایق

۲۔ سورہ کہف، ۱۸۔ ۲۸

تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہو گا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے۔ اور ان کے لئے ایسا ثواب ہو گا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے۔ اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔ اے ابوذرؓ! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: ان میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کرے گا اور سانس لے گا، تو ہر سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں، انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ان میں سے جبل عرفات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں، انہوں نے عرض کیا ہاں رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کہے گا تو وہ تسبیح قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہو گی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر نظر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہو گی۔ اور جو کوئی انہیں دیکھے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اور جو انہیں خوش کرے گا گویا اس نے خدا کو خوش کیا۔ اور جو انہیں کھانا کھلائے گا گویا اس نے خداوند تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے۔ جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے، تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔"

بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو انہیں اسرار ملکوتی

رویائے صالحہ کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں' جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ اور کبھی بذریعہ مشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے اعلیٰ ہے۔
اور انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے فقر کا یہ حال ہے کہ وہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور صبح و شام دن رات ہر وقت اس میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے:
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبر ﷺ! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ وہ اس کے دیدار کے طلب گار ہیں۔ بیست دنیا کی تلاش میں ان پر سے اپنی نظر نہ اٹھایئے۔

نیز یہ آیت بھی فقر کے متعلق ہے۔ قوله تعالیٰ۔ يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ط "اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس لوٹ جا تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

یہ آیت بھی فقر کے بارے میں ہے۔ قوله تعالیٰ۔ وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ط اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے (کہ وہ یکتائی چھوڑ کر دو رنگی اختیار کر لے۔)
غوث الاعظم محی الدین قدس سرہ العزیز کے رسالہ میں تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا یا غوث محی الدین: لَيْسَ الْفَقِيْرُ عِنْدِيْ لِمَنْ لَّيْسَ لَهٗ شَيْئٌ بَلِ الَّذِيْ لَهٗ اَمْرٌ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ اِذَا قَالَ لِشَيْئٍ كُنْ فَيَكُوْنُ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَ اَحْبَابِكَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكُ حُبِّيْ

فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مُحْيِ الدِّيْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ اغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفَقِيْرِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِيْ وَ اَنَا يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا رَاَيْتَ الْمُحْرَقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْكَسِرَ بِكَثْرَتِ الْفَاقَتِهٖ فَتَقَرَّبْ اِلَيْهِ فَلَيْسَ حِجَابٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ ط حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا 'یا غوث میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جو کچھ بھی نہ ہو مگر (فقیر وہ ہے) جو صاحب امر ہو۔ وہ جس چیز کو کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔
یا غوث اپنے اصحاب اور دوستوں سے فرما دیجئے کہ جو آپ سے میری محبت کا طلب گار ہے اس پر لازم ہے کہ فقر اختیار کرے۔ جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو وہی اللہ ہے۔
یا غوث اپنے دوستوں سے فرما دیجئے کہ وہ فقیر کی دعوت کو غنیمت شمار کریں کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔
یا غوث محی الدین جب تو کسی کو فقر کی آگ میں (جلا ہوا) اور فاقوں سے شکستہ (حال) دیکھے پس تو اس کے نزدیک ہو جا کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔
قال علیہ السلام۔ اَلْفَقْرُ شَيْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَ خَزِيْنَةٌ مِّنْ عِنْدَ اللّٰهِ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں کے نزدیک تو فقر ملامت ہے (لیکن) اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ایک خزانہ ہے۔
قال علیہ السلام ۔ اَلْفَقْرُ و شَقِيْ خَيْرٌ مِّنْ غِنَاءِ الشَّاكِرِ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا' سخت دل کا فقر (اختیار

کرتا) شکر کرنے والے کا غنی (کہلانے سے) بہتر ہے۔

قال علیہ السلام اَلْفَقْرُ بِیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ فقیری و درویشی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فقیری و درویشی یہ ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کی موجودات سیم و زر اس کے ہاتھ میں دے دیں تو وہ سب کچھ راہ خدا میں خرچ کردے۔ درویشی فقیری کے اسی ہزار مقام ہیں جب تک درویش فقیر ان مقامات کی سیر نہ کرلے ان کا تماشا خود نہ دیکھ لے اور ان کا تماشا دوسروں کو نہ دکھا سکے اس کو درویش فقیر نہیں کہہ سکتے۔

جب تک درویش فقیر جملہ مقامات سے واقف نہ ہو اور ہر مقام سے گزر نہ جائے اس کو درویش فقیر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے (اغراض) کے لئے فقیر بنا بیٹھا ہے نہ کہ خدائے عزوجل کے لئے۔۔ جس جگہ خزانہ ہوتا ہے وہاں سانپ بھی ہوتا ہے اور جس جگہ پھول ہوتا ہے وہاں کانٹا بھی ہوتا ہے۔

جب اس کا کام اٹھارہ ہزار عالم سے گزر جاتا ہے (تو) وہ عرش سے بھی اوپر چلا جاتا ہے۔ وہ ہر کسی کو (اس کے باطن سے) جان لیتا ہے۔ مذہب سلوک میں اس کو درویش فقیر کہتے ہیں۔ جب وہ مندرجہ بالا اٹھارہ ہزار مقامات اور عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اسکا مقام کسی کے وہم و فہم میں بھی نہیں آسکتا کیونکہ وہ مقام بندہ اور مولیٰ کے درمیان ایک (سر) بھید ہے اس سر کا کشف سوائے خدائے

عزوجل جو دانا تر ہے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

بیت

دریائے عشق میں ہوں غرق اب کچھ اس طرح
ٹکرا رہا ہوں عرش معلی سے سر کو میں

اور فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ جب شب معراج براق پر سوار حضور پاک ﷺ کی سواری سوئے منتہا چلی تو اس کے آگے جبرائیل امین نے جلوہ وار ہوکر عرش و کرسی سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر اٹھارہ ہزار عالم کو آراستہ پیراستہ کرکے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے دست بستہ پیش کیا۔ (کہ ملاحظہ فرمائیں اور قبول کریں) لیکن مَحْمُوْدًا نَصِیْرًا (رسول نے اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا) جب آپ ﷺ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے دو کمانوں سے بھی کم تر مقام پر حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچے تو (اللہ تعالیٰ) نے پوچھا یا محمد ﷺ آپ نے اٹھارہ ہزار عام کونین کا تماشا دیکھا۔ ہم نے اسے آپ کی تابع فرمان کرکے آپؐ کے سامنے پیش کیا اور اپنی تمام موجودات کو آپؐ کے سپرد کیا۔

آپ کو کیا پسند آیا؟ (اور) اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

آپ ﷺ نے عرض کی یا باری تعالیٰ مجھے تیرا اسم ذات اور تیری محبت پسند آئی اور تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔

(اللہ تعالیٰ نے پوچھا) یا محمد ﷺ میری محبت کس چیز میں ہے اور میں کس چیز کو چاہتا ہوں اور میرے نزدیک وہ کون سی پسندیدہ چیز ہے جسے میرا پورا قرب حاصل ہے کہ میرے اور اس کے

درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پیغمبر ﷺ نے کہا۔ خداوند! وہ فقر فنافی اللہ بقاباللہ ہے۔ قال علیہ السلام ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ط یا اللہ مجھے مسکینی میں زندہ رکھ مجھے مسکینی میں موت دے اور قیامت کے روز مجھے مساکین کے گروہ سے اٹھا۔

جب پیغمبر صاحب ﷺ نے (نور) فقر کو حق سبحانہ تعالیٰ سے یکتا دیکھا تو کہا۔

قال علیہ السلام ۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ ۔ فقراء کا خادم قوم کا سردار ہوتا ہے۔

قال علیہ السلام ۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ ط جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

قولہ تعالیٰ ۔ وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءِ ۔ اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔

قال علیہ السلام ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءِ الْغَنِیُّ بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقرا کو پسند کرتا ہے۔

پس پیغمبر صاحب ﷺ کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے کہا یا محمد ﷺ آپ کو کون سی چیز ناپسند ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ خداوند! ہر وہ بات جو تجھے ناپسند ہے۔ فرمایا مجھے کون سی چیز ناپسند ہے؟ عرض کی خداوند! یہ دنیا ہے جس کی تیری بارگاہ میں مچھر کے پر کے برابر بھی قدر نہیں ہے۔ پس جس کسی نے دنیا کو پسند کیا وہ تیری بارگاہ میں

ناپسندیدہ ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْھَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ط دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے۔ سنو! فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ فقر کے تین حروف ہیں اور فقیر کے بھی تین حرف ہیں۔ علم کے بھی تین حرف ہیں، عمل کے بھی تین حرف ہیں اور علم کے تین حرف ہیں اور علیم نام خدائے عزوجل کا ہے۔ ان سب کو یک جگہ جمع کر کے گولی بنا لے اور طریقت کے پیالہ میں حقیقت، معرفت، عشق، محبت گھول کر ایک ساغر بنا لے اور اسے نوش کر لے۔ بعد ازاں راہ فقر میں قدم رکھ کر ہر دو جہاں کو فراموش کر دے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اس کے سوا جو کچھ ہے سب ہوس ہے۔

اس اقدام کے بغیر راہ فقر پر چلنا مشکل ہے کیونکہ ہزارہا لوگ اس ورطہ توحید میں جذب ہو کر گم ہو گئے ہیں، رجعت کھا گئے ہیں اور حسرت کھا کر مر گئے ہیں۔ (طالب کو چاہیے) کہ حضور پاک ﷺ کے ساتھ ہوشیار رہے اور خدا تعالیٰ کے (نور) میں مست رہے۔ خواب، بیداری، مستی، ہوشیاری (کسی حالت میں اس میں فرق نہ آنے پائے)

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

باب اول

شرح برزخ اسم اللہ ذات اور توحید فنا فی اللہ کا حاصل کرنا

سنو! اور جان لو! کہ توریت - انجیل - زبور - اُم الکتاب یعنی فُرقان یہ چاروں کتابیں اسم اللہ ذات کی شرح ہیں۔ اسم اللہ کیا ہے؟ یعنی عین ذات پاک جو اپنی یگانگی میں بے مثل یکتا بے شبہ اور بے نمونہ ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فرما دیجئے کہ اللہ اپنی (ذات و صفات میں) یکتا ہے۔ اَحد ہے۔ جس نے اسم اللہ پڑھا صاحب اللہ کا حافظ ہو گیا۔ اسم اللہ پڑھنے اور ذکر اللہ کرنے سے علم لُدُنّی واضح ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالٰی وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ ہم نے آدم علیہ السلام کو اسمائے کل کا علم عطا کردیا۔ قولہ تعالٰی مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ

حق سبحانہ تعالٰی نے فرمایا کہ جس چیز پر بھی اللہ تعالٰی کا نام نہ لیا جائے پس وہ ہر حال میں ناپاک ہے۔ جان لے ! پیغمبر صاحب علیہ الصلوات والسلام جو عرش و کرسی۔ لوح و قلم سے بالاتر مقام قاب قوسین پروردگار کی حضوری میں پہنچے۔ اللہ تعالٰی سے بے حجاب ہم کلام ہوئے تو یہ سب اسم اللہ کی برکت سے ہوا۔ اسم اللہ ہر دو جہان کی کلید ہے۔ زمین و آسمان کے ساتوں طبق جو بے ستون بے سہارا کھڑے ہیں سب اسم اللہ کی

برکت سے قائم ہیں۔ ہر پیغمبر کو جو پیغمبری عطا ہوئی وہ بھی اسم اللہ کی برکت سے ہوئی۔ اور جس کسی کو بھی کفار سے نجات و خلاصی اور ان پر فتح نصیب ہوئی وہ سب اسم اللہ کی برکت ہے۔ انہوں نے اللہ مُعین کہا۔ بندہ اور مولیٰ کے درمیان وسیلہ بھی اسم اللہ ہے۔ ہر ولی اللہ غوث و قطب کو ذکر۔ فکر۔ الہام۔ مذکور۔ غرق توحید کشف و کرامات سب اسم اللہ کی برکت سے نصیب ہوا۔ علم لُدُنّی بھی اسم اللہ سے کھلتا ہے کہ (اس کے بعد) کسی دوسرے علم کے پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

بیت

باھُو ؒ اسم اللہ سے جسے حاصل ہوا قرار
غیر اللہ جو بھی ہے اس کو فرار

قولہ تعالٰی - فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا) اے اللہ ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان علیحدگی کردے۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ لَا تَجْلِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ۔ اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ النَّارِ۔ اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں۔

سن لو! کہ اسمائے صفات میں استدراج (ہوسکتا ہے)۔ اسم اللہ ذات میں کسی قسم کا تفاوت تجاوز یا استدراج نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اسم اللہ جل جلالہ کے چار حرف ہیں۔ الف - لام - لام - ہ۔ اگر الف کو علیحدہ کرد تو للہ رہا۔ جب پہلے "لام" کو جدا کیا لہ، رہ گیا۔ اور جب دوسرا "لام"

دور کیا هُو بنا۔ پس یہ چاروں حروف اسم اعظم اَللّٰہ۔ لِلّٰہ۔ لَہٗ۔ هُوْ
اسم ذات ہے۔ قول تعالیٰ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَط قال اللّٰہ تعالیٰ اَللّٰہُ
وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِط اللّٰہ تعالیٰ جس
کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔ اس کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔
قولہ تعالیٰ۔ اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا۔ اللّٰہ ہی ہے اور
نہیں ہے کوئی الٰہ سوائے اس کے (هُو کے) اسی کو اپنا وکیل بناؤ۔ چار ہزار
اسم اللّٰہ قرآن شریف میں ہیں۔ جس کی برکت سے فُرقان بھی اسم اللّٰہ
ہے۔ مرشد کامل مکمل وہ ہے جو اسم اللّٰہ اور اسم محمد رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم (کے تصور) کی راہ سے واقف ہو اور اس کے علاوہ
کچھ دیگر نہ جانتا ہو۔ طالب صادق وہ ہے جو بجز اللّٰہ تعالیٰ کچھ طلب نہ
کرے۔ اور بغیر ذات پاک قدُّس (اللّٰہ تعالیٰ) کچھ تلاش نہ کرے۔

بیت

آسماں اپنا دیا لے لے گا واپس آخر
اسم اللّٰہ تیرے ساتھ رہے گا جاوداں آخر

جب حق سبحانہ تعالیٰ نے چاہا (کہ میری پہچان کی جائے)
اپنے آپ سے (نور) اسم ذات (اللّٰہ) کو جدا کیا۔ اور اس سے نور
محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اپنی توحید کے آئینہ قدرت
میں جب اِس کو دیکھا تو نور محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا مشتاق و
مائل عاشق و دیوانہ ہوا خطاب رب الارباب حبیب اللّٰہ کا دیا اور نور محمد

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کل مخلوقات اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا
فرمایا۔ حدیث قدسی۔ لَو لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا
اَظْھَرتُ الرَّبُوبِیَّتِہٖ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم افلاک کو پیدا نہ فرماتے نہ ہی
اپنی ربوبیت ظاہر کرتے۔

سب سے پہلے کلمہ طیب اللّٰہ تعالیٰ نے محمد رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم۔ پر خود پڑھا۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول بعدازاں
حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ‘ کی روح نے پڑھا۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد
رسول اللّٰہ۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ نے شکم مادر میں مسلمان
ہو کر کلمہ طیب لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھا۔ دوسرے صحابہ
کرام (رضوان اللہ علیہ) آپ کے معجزوں کو دیکھ کر ایمان لائے۔

جان لو! کہ ہر جاندار خواہ وہ جن و انس ہو یا مرغ ہو یا پرندہ ہر ایک کا
سانس اسم هُوْ سے آتا ہے۔ کسی کا معلوم ہے اور کسی کا معدوم ہے۔ جن کا
(سانس) معلوم ہے وہ ذاکر ہیں اور جن کا معدوم ہے ان کا (سانس) مردہ
ہے۔

بیت

ابتدا هُو انتہا هُو جو بھی با + هُو ہو گیا
عارف عرفاں ہوا با + هُو ہوا هُو ہو گیا

قولہ تعالیٰ۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ وہی اول
ہے وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن۔

بیت

باھُوؒ تو خود حجاب ہے ہزاراں ہزار ہزار
خود رہے باقی نہ جب پھر تجھے مل جائے یار

بیت

زاہد نہ متقی نہ پرہیزگار ہوں
نہ عاشق حقیقی نہ شب زندہ دار ہوں
حقیقی عاشق صاحب استغراق ہوں
فنا فی اللہ ہوں (ہمراہ) یار ہوں

(اے طالب) استغراق فنا فی اللہ اختیار کر اپنے نفس کا قاضی بن کر اس کر محاسبہ کرتا رہ اور نفس کافر سے جہاد کرکے غازی بن۔ خدا پر راضی رہ کیونکہ یار اپنے یار کے ساتھ ہوتا ہے اور غیر اپنے غیر کے ساتھ۔ نفس کی (حمایت کے لئے) حجت حیلہ اختیار نہ کر۔ اگر کوئی (طالب) ریاضت کی راہ اختیار کرتا ہے تو اسے بارہ سال شریعت میں ریاضت کرنا ہوگی دن کو روزہ رکھنا ہوگا اور رات کو قیام کرنا ہوگا۔ (اس کے بعد) بارہ سال طریقت کی ریاضت کرنا ہوگی کہ (اس عرصہ میں) غیر ماسوئ اللہ کو طلاق دے دے۔(اور پھر) بارہ سال (مقام) حقیقت میں ریاضت کرے کہ بجز حق کچھ دیگر طلب نہ کرے (بعدہ) معرفت میں محو ہو تاکہ اس مقام میں عشق و محبت سے ظاہر و باطن کی

آنکھ کھل جائے۔ مرشد کامل کے بغیر اگر تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر مارتا رہے گا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بغیر مرشد اور پیر کے کوئی خدا تک نہیں پہنچتا۔ کیونکہ مرشد معلم ہوتا ہے۔ جہاز کا دیدہ بان ہے۔ جو جہاز اور اس کی (راہ میں آنے والی) ہر بلا سے واقف ہے۔ اگر معلم جہاز میں نہ ہو تو جہاز غرق ہو جاتا ہے۔ تو خودہی جہاز اور خود ہی معلم ہے۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ (اس نکتہ کو) جس نے جان لیا اسی نے جان لیا۔

بیت

باھُوؒ تیری شاہ رگ کے نزدیک خدا ہے
خدا تو تیرے ساتھ ہے مگر تو اس سے جدا ہے

قولہ تعالیٰ۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ ہم تو اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

عشق کی بھی دو قسمیں ہیں۔

عشق حقیقی و عشق مجازی۔ عشق حقیقی وہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ یاد نہ رہے۔ مجازی (عشق) وہ ہے جس میں ذکر سے سکر مستی۔ وجذب و مجذوبیت پیدا ہو۔ یا معشوق جذب کرے تو عاشق دیوانہ ہو جائے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (یہ جو لونڈوں اور عورتوں سے عشق مجازی کرتے ہیں وہ عشق مجازی نہیں گمراہی بلکہ عشق مزاجی ہے۔ نفس پرستی [illegible] بازی ہے)۔

بیت

خواب توحید میں غرق ہو کر با خدا ہوں
بیداری میں بھی ہوشیار ہوں باخدا ہوں
باھُو ؒ واصلوں کا ہر وقت ہے خوش نظر
حال مستی کو نہ جانے بے خبر

سُبحَانَ اللہِ۔ اَللہ میرے ساتھ ہے۔ اور میں اُللہ کے ساتھ ہوں۔
لَا اِلٰہَ اِلا اللہِ۔

بیت

باھُو ؒ میری ماں راستیؒ صدق دم رکھتی ہے
اس کی آنکھیں دیدار بیں ہیں ایسی وہ چشم رکھتی ہے
راستیؒ نے راستی سے مجھ کو کیا آراستہ
راستیؒ پر رحمت و بخشش ہو (رحمت عالم کا واسطہ)

قال علیہ السلام۔ طَالِبُ الدُّنیَا مُخَنَّثٌ طَالِبُ العُقبٰی مُؤَنَّثٌ طَالِبُ المَولٰی مُذَکَّرٌ۔ دنیا کا طالب مخنث ہے اور عقبیٰ کا طالب مونث ہے۔ مولیٰ کا طالب ہی مذکر ہے۔

مردِ مذکر اس کو کہتے ہیں جو مولیٰ کے علاوہ دیگر کسی کی جستجو نہ کرے نہ دنیا نہ زینت دنیا۔ نہ حور و قصور۔ نہ میوہ نہ براق نہ بہشت کی لذت (طلب کرے) اہل دیدار کے نزدیک یہ سب ہیچ ہیں۔ کیونکہ

کا دل اسم اللہ سے بندھا ہوا ہے۔ اور وہ عہدِ اَلَست میں مست ہیں۔ جس کے جسم و جان میں اسم اَللہ ہی ہے وہ ہمیشہ کے لئے بے غم ہے۔ جب روز محشر لوگوں کی نیکی بدی کا حساب ہوگا۔ جس کے دل پر اسم اَللہ نقش ہوگا یا اس نے اسم اَللہ ایک بار بھی صدق دل (تصدیق قلبی) سے پڑھا ہوگا۔ اگرچہ اس کے گناہ زمین و آسمان چودہ طبقات کے برابر بھی ہوں گے۔ تب بھی ترازو میں اسم اللہ والا پلڑا (پڑا) بھاری ہوگا (اور گناہوں والا پلڑا ہلکا ہو کر اوپر اٹھ جائے گا)۔ فرشتے (حیران ہوکر) بارگاہ الٰہ میں فریاد کریں گے۔ یا اللہ اس بندہ کی کس نیکی کے باعث ترازو کا پلہ اتنا بھاری ہے۔ حق سُبحَانَہٗ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ بندہ میرا طالب ہو کر اسم اَللہ کے ساتھ مشغول رہتا تھا۔ فرشتو! تم اہل حجاب ہو اور حق پرستی کے اشتغال اَللہ سے واقف نہیں ہو میں ان کے ساتھ ہوں جبکہ تم (شغل مع اللہ) سے بیگانہ ہو۔ اَللہ بَس مَاسِوَی اللہ ہَوَس۔

اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوت و قرآن میں مصروف رہے۔ اور جس قسم کی عبادت بھی اس نے کی ہو۔ یا عالم معلم اہل فضیلت ہو جب تک کہ وہ اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر نہ رکھتا ہو اور اس کا مطالعہ نہ کرتا ہو۔ اس کی عمر بھر کی عبادت برباد اور ضائع ہو گئی اور اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ قال علیہ السلام ۔ کَمَا تَمُوتُونَ تُبعَثُونَ۔ جس طرح تم مرو گے (اللہ اللہ کرتے ہوئے یا دنیا نفس و شیطان کا دم بھرتے ہوئے) اسی حالت میں تم (قبر) میں اٹھائے جاؤ گے۔

قولہ تعالیٰ۔ اَوفُوا بِعَهدِی اُوفِ بِعَهدِکُم۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو میں

اپنا وعدہ پورا کروں گا۔

یاد رہے کہ عالم فاضل دانش مند بہت ہیں۔ مسئلہ گو۔ قائم اللیل۔ صائم الدہر۔ زاہد۔ عابد۔ چلہ کش بہت ہیں۔ خلوت نشین۔ حاجی نمازی بہت ہیں۔ غوث قطب اہل اللہ ولی اللہ صاحب تقویٰ و فتویٰ۔ شیخ مشائخ بہت ہیں۔ صاحب ورد و وظائف۔ صاحب مجاہدہ مشاہدہ۔ غریب' خاکسار' صابر شاکر مذکور حضور۔ وصال احوال۔ نیک بخت۔ خلیق مومن مسلم بہت ہیں۔ صاحب ذوق۔ خاموش۔ رات کو جاگنے والے ہوشیار بہت ہیں۔ یہ سب نفس پرست ہیں۔ باخدا پیوستہ حق پرست کم لوگ ہیں۔

یہ سب "انا" میں مست ہیں۔ مطلب یہ کہ فقیر عارف باللہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں، جو فنا فی (اسم) فقر فنا فی (اسم) ھُو ہوتا ہے۔

بیت

اسم اَللہ ہو گیا جس کا رفیق
فنا فی اَللہ ہو گیا جاں میں غریق
عمر رفتہ کا نہیں پھر اس کو غم
مستی میں ہوشیار ہے سدا بے غم

سن لو! مرشد کامل مکمل وہ ہے۔ جو برزخ اسم اللہ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر طالب اللہ کے ہاتھ میں

دے کر اسے دکھاتا ہے۔ طالب جب اس برزخ میں دیکھتا ہے۔ بے شک راہ راستی پالیتا ہے۔ یقین ہے کہ جو اسم اَللہ جل جلالہٗ اور اسم مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کرتا ہے۔ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی نماز روزہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَایَ۔ جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا وہ میرا مولیٰ ہے۔ اور استاد جو پہلا سبق دیتا ہے اس کا پہلا حرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہے۔ اور بسم اللہ نیز اسم اللہ ہے۔

سن لو! نفس۔ زبان مخلوق ہے۔ قلب و روح و جسم مخلوق ہے۔ اور اسم اَللہ غیر مخلوق ہے۔ پس غیر مخلوق کو غیر مخلوق (زبان) سے ہی یاد کرنا چاہیے۔ اسم و مُسمّٰی کے درمیان کیا فرق ہے؟ صاحب اسم صاحب ذکر ہوتا ہے اور (صاحب) مُسمّٰی صاحب استغراق ہوتا ہے۔ (وہ ذکر اُللہ کی بجائے اسم اَللہ کے نور میں گم ہو کر صاحب مُسمّٰی بن جاتا ہے)۔ صاحب اسم مقام مخلوق میں ہوتا ہے اور صاحب مُسمّٰی مقام غیر مخلوق میں۔ صاحب مُسمّٰی پر ذکر حرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر باطن حضور فی اللہ میں مستغرق تمام ہوتا ہے۔ جس طرح وہ روز ازل مست الست تھا۔ اس کے جسم پر اسم (اَللہ نقش ہو جاتا ہے) اس طرح نقاش و نقش پیوستہ ہو کر یکتا ہو جاتے ہیں۔

بیت

نقاش جب آیا نقش میں بن گیا گھر ہی نقاش
گر تو محرم اسرار خانہ ہے غفلت نہ کر

قَالَ عَلَيْهِ السَّلام۔ تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔
ایک ساعت کا تفکر عبادت ثقلین سے بڑھ کر ہے۔ یہ خشی تفکر برزخ اسم اللہ میں فنا فی اللہ ذات سے (متعلق ہے)۔ ذکر۔ فکر۔ مخلوقات کے تماشے اور صاحب تصرف کے مراتب میں نہیں ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلام۔ تَفَرُّوا مِنَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ۔ ثُمَّ يَقْبَلُ اللّٰهُ فَاَفْرِق النَّفْسَ ثُمَّ قُلِ اللّٰه دَعْ رُوْحَكَ وَقَلْبَكَ ثُمَّ قُلِ اللّٰهَ كَمَا قَالَ لِحَبِيْبِهِ قُلِ اللّٰهِ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ قُلِ اللّٰه بِحَارُ اللّٰه رُوْحُهٗ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی (غضب اللہ سے پناہ کے لئے) اللہ کی طرف بھاگتا ہے اور جب وہ نفس سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلیتا ہے۔ پھر وہ اللہ کہتا ہے اور روح و قلب کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ اللہ کہتا ہے جیسا کہ اس کے حبیب نے کہا۔ پھر اللہ کہتا ہے حتیٰ کہ اس کی روح (اللہ کے نور) کا سمندر بن جاتی ہے۔

جب عارف واصل فی اللہ برزخ تصور اسم اللہ ذات دل پر نقش کرلیتا ہے اور اسے دیکھتا رہتا ہے۔ (بالآخر ایک روز) جسم اسم اللہ (کے نور میں) غائب ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جسم اسم اللہ (کی قید) میں آ گیا ہے۔ جسم غائب ہو جائے گا۔ اور اسم ظاہر ہو جائے گا۔ اس کو ظاہر و باطن میں اسم اللہ کا مشاہدہ ہوگا پھر اس کے وجود کو ذکر سے لذت نہیں ملتی۔ اسم اللہ کی سوزش سے اسے ذکر اللہ اچھا نہیں لگتا۔ وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے اسم اللہ ہی نظر آتا ہے۔ اگرچہ اسے اسم اللہ نہ بھی نظر آئے۔ بجز ماسویٰ اللہ اسے کوئی دوسری چیز پسند نہیں آتی۔ ہمہ اوست در مغز

و پوست (وحدت المقصود اسے حاصل ہو جاتی ہے)۔ وہ صاحب عنایت تمام ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس دل ہو جاتا ہے۔ دل روح ہو جاتی ہے۔ روح سر ہو جاتا ہے۔ سر خفی میں آ جاتا ہے۔ خفی انا میں اور انا تخفی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسے ہی توحید مطلق کہتے ہیں۔ چنانچہ جیسا وہ اول تھا اسی طرح آخر میں ہو گیا۔ اول توحید سے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا۔ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے نور سے) (روح پیدا ہوئی) روح سے نور روشنائی اسم جسم قلب نفس قالب مطلب مطالب وجود اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔ پس (کامل) مرشد وہی ہے جو جس طرح مراتب با مراتب۔ منزل بمنزل۔ مقام بامقام ازل سے ابد تک (انسان دنیا میں وارد ہوا ہے) اسی طرح مراتب با مراتب۔ منزل بمنزل۔ مقام بامقام اس جسم کو توحید میں غرق کردے اور اسے اصل تک پہنچا دے۔ سالک راہ و رسم۔ مقام و منزل ازل تا ابد سے بے خبر نہیں ہے۔ کیونکہ ازل و ابد تو اس کی نظر کے سامنے ہے۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ وطن کی محبت ہی ایمان ہے (سے یہی مراد ہے)۔ مرشد وہ ہے جو مقام توحید تمام (یعنی) وحدانیت منفرد (مقام تفرید) میں داخل کردے۔ منفرد مقام وہ (مقام) ہے۔ جس جگہ خدا تعالیٰ کے ارادۂ صدق سے نور (خدا تعالیٰ) سے جدا ہوا۔ سنو! مرشد مقام منفرد کا رہنما اور بقا میں داخل کردیتا ہے۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ۔ جس نے جانا اسی نے جانا۔ پس یقین ہے کہ جس کسی کو مرشد کامل مکمل اسم ذات اس کے ہاتھ میں دیتا ہے

صفات میں نہیں چھوڑتا۔ توحید میں یکتا ہوئے بغیر دوسرے تمام منزل مقام شرک (فی التوحید) ہیں۔

بیت

فرشتے کو حاصل ہے قرب درگہ
لیکن اسے حاصل نہیں مقام لِیْ مَعَ اللّٰہ

اگرچہ (کوئی شخص) توحید تمام میں غرق ہو جائے۔ (پھر بھی) اسے خلاف شریعت و سنت نہ ہو نا چاہئے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَآءِ وَیَاْکُلُ النَّارَ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ۔ اگر تو کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھے، لیکن وہ میری سنت کا تارک ہو تو اس کو جوتوں سے مار۔

بیت

باھُوؒ نماز ہمیشہ وقت پر ادا کر
جو ایک وقت گنوائے اس کو گنہگار شمار کر

جو فقیر اسم اَللّٰہ میں مشغول ہو خواہ وہ دانا ہو مجذوب ہو یا دیوانہ وہ یگانہ خدا ہے اور اس کی زبان پر یہ (ترانہ) ہوتا ہے۔

بیت

محبت ہی ہے کہ دل کو آرام نہیں ہے
وگرنہ کون ہے جسے خواہش آرام نہیں ہے

اگر کسی شخص کے سامنے اَللّٰہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا نام لیا جائے اور اس کا چہرہ غصہ فلا دکھائی دے تو معلوم ہوا کہ وہ اسم اَللّٰہ کو نہیں چاہتا۔ وہ شخص دشمن خدا ہے۔ اگرچہ جل جلالہ کہنا فرض کفایہ ہے۔ پھر بھی۔ جل جلالہٗ کہنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کہنا عبادت ہے۔ جو شخص اہل اسلام اور خدا کا دوست ہے۔ جب اس کے سامنے شیطان۔ دنیا اور دنیاداروں کا نام لیا جاتا ہے تو اسے غصہ آ جاتا ہے اور قیامت اس وقت قائم ہوگی جب روئے زمین پر کوئی شخص اسم اَللّٰہ پکارنے والا باقی نہ رہے گا۔ اسم اَللّٰہ اور ذکر اَللّٰہ سے منع کرنے والا دو حال سے خالی نہیں وہ منافق ہوگا یا کافر۔ وہ حاسد ہوگا یا متکبر۔ ہر دو جہان کا رہبر اسم اللہ ذات یہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ جل جلالہٗ

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

برزخ اسم اللہ بتوحید رسیدن طرفتہ العین

جو شخص برزخ اسم اللہ کا تصور کرتا ہے وہ (توجہ باطنی سے) طرفتہ العین میں نور توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

باب دوم

ذکر تجلیات و تحقیقات مقامات نفس و شیطان غیر ماسویٰ اللہ

جان لو! کہ تجلی (کسی اسم یا جسم) نور کا روشنی کی صورت میں ظاہر ہونے کا نام ہے۔(جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر اسم ربِ کے نور کی تجلی ہوئی۔) تجلی کی چودہ اقسام ہیں۔جو چودہ مقامات پر ہوتی ہیں۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ہر ایک تجلی اس کے آثار کی نشانی اور (طالب) کے وجود پر اس کی تاثیر سے معلوم ہو جاتی ہے۔ سب مقاموں سے سخت تر مقام تجلی ہی کا ہے۔کیونکہ مقام تجلیات میں ہزاروں ہزار عارفوں 'واصلوں' محققین 'موحدوں' ذاکروں اور طالبوں (نے جب) دریائے تجلیات (نور) میں غوطہ لگایا تو (تجلی) کے بھنور میں پھنس کر راہ کھو بیٹھے۔اور ہرگز ہرگز عافیت کے ساحل (مراد) تک نہ پہنچے ہیں۔(کہ وہ تجلی سے باہر ہی نہیں نکل سکے)۔ بعض تو مرتد ہو گئے۔بعض شہرت کے (چکر میں پھنس گئے) بعض شرک (میں گرفتار ہوئے) ۔ بعض بدعت و استدراج سے (شعبدہ باز بن گئے) اس طرح درجہ بدرجہ دوزخ کے قابل ہو گئے۔

پہلی تجلی شریعت کی ہے۔ جس کا تعلق ظاہری آنکھوں سے ہے۔وہ جو کچھ دیکھتا ہے۔اس کا (باطن) میں معائنہ بھی کرتا ہے۔یہ تجلی) پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری تجلی طریقت کی ہے۔اس (تجلی) سے نور قلبی پیدا ہوتا ہے۔

تیسری تجلی حقیقت کی ہے۔اس (تجلی) سے نور روح ظاہر ہوتا ہے۔

چوتھی تجلی معرفت کی ہے۔اس (تجلی) سے نور سر متجلی ہوتا ہے۔

پانچویں تجلی عشق کی ہے۔اس (تجلی) سے نور الٰہی ہویدا ہوتا ہے۔

چھٹی تجلی (تصور) شیخ مرشد کی ہے ۔اس (تجلی) سے محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

ساتویں تجلی (اسم) فقر کی ہے۔اس (تجلی) سے نور 'ذاتی' جلوہ گر ہوتا ہے۔

آٹھویں تجلی ملائکہ کی ہے۔اس (تجلی) سے نور تسبیح پیدا ہوجاتا ہے۔

نویں تجلی جن کی ہے۔اس (تجلی) سے (وجود) میں جنونیت و دیوانگی ظاہر ہوتی ہے۔

دسویں تجلی نفس کی ہے۔اس (تجلی) سے شہوت بڑھ جاتی ہے۔

گیارہویں تجلی شیطان کی ہے۔ اس (تجلی) سے معصیت

(گناہ) میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بارہویں تجلی شمس کی ہے۔اس (تجلی) سے نور برق پیدا ہوتا ہے۔

تیرہویں تجلی ماہتاب کی ہے۔اس (تجلی) سے نور کا پرتو بڑھ جاتا ہے۔

چودہویں تجلی کا برزخ۔اسم اللہ (اسم للہ، اسم لہ)۔اسم ھُو اسمائے (صفات) ننانوے نام باری تعالیٰ۔اسم فقر اور اسم محمد ﷺ ہے۔

اس (تجلی) میں ہر (اسم) کے حرف سے فتیلہ اور شمع کی مانند بلکہ اس سے بھی روشن تر تجلیات ہوتی ہیں۔

لیکن سالک تجلیات کے اس مقام پر ہی نہ ٹھہر جائے اور غرور کرنے لگے۔(کیونکہ یہ بھی درمیانی مقام ہے) اس سے آگے بڑھنا چاہئے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔اَلسُّكُوْتُ حَرَامٌ عَلٰى قُلُوْبِ اَوْلِيَاءَ۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔اولیائے اللہ کے قلوب پر سکون حرام ہے۔نفس دیو کی مثل ہے

بیت باھُو

دیو زادہ نفس کا اور کوئی علاج نہیں
سوز عشق سے اس دیو کو کرلے مسخر

غرضیکہ اہل شریعت کی تجلی اس کے چہرے پر چمکتی ہے۔اہل طریقت کی تجلی اس کے دل پر چمکتی ہے۔اہل حقیقت کو تجلی کی چمک

میں مشاہدہ ہوتا ہے۔اہل معرفت کو تجلی سرتاپا روشن نظر آتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ دو تجلیات شیطانی اور نفسانی بھی ہیں۔

شیطانی تجلی سے زر و سیم مال و دولت کی خواہش بڑھ جاتی ہے۔

نفسانی تجلی میں عورت کے لئے (شہوانی خیالات اور شہوت حد سے بڑھ جاتی ہے)

قال علی رضی اللہ عنہ۔اَلنِّسَاءُ شَيَاطِيْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيٰطِيْنِ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔عورتیں ہمارے لئے (شیطان کی آلہ کار ہیں)۔ہم ان سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

دو ظاہر تجلیات بھی ہیں۔

ایک تجلی دن کی دوسری تجلی رات کی

قولہ تعالیٰ۔وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا

ہم نے رات کی (تجلی کو) تمہارے لئے (پردہ اور) لباس بنایا ہے۔اور دن کی (تجلی کو) تمہاری روزی کا ذریعہ بنایا ہے۔

(رات دن) کی ان دونوں تجلیات میں۔اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے (ہوائے نفسانی کو پس پشت ڈال کر) نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔

بیت باھُوؒ

گر کروں شرح تجلی کی تمام
ختم ہوں سب ہی دفتر خاص و عام

ہر (منزل) و مقام پر طالب رنجیدہ خاطر ہی رہتا ہے۔ اور بہشت (کی خواہش رکھنے والا) اور مشاہدے کا طلب گار (عبادت کرنے والا) مزدور محض ہوتا ہے۔ جب تک کہ وہ وحدت میں غرق ہو کر حضوری (حق) حاصل نہ کرے۔ (اسے فقیر نہیں کہہ سکتے)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْ تُوْا
حضور پاک ﷺ نے فرمایا مرنے سے پہلے مر جاؤ (تاکہ حضوری حق کا مقام حاصل ہو جائے)

بیت باھُوؒ

مریض عشق کو طلب طبیب نہیں
کیا اس کی دوا دیدار حبیب نہیں
ہیہات ہیہات (ہم نے اس راہ کو چھوڑ دیا)

بیت باھُوؒ

لا الٰہ کے ذکر سے زندہ ہوا مرنے کے بعد
ہر عبادت سے ہے بہتر دم کے الا اللہ

خاص تجلی وہ ہے جو محبت الٰہی کے درد سے پیدا ہو۔ جب موسیٰ صلوات اللہ علیہ نے دیدار کے لئے بارگاہ کبریا میں مناجات کی۔ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ۔ اے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا کر تاکہ میں تجھے دیکھ لوں

حق تعالیٰ نے جواب دیا۔ اے موسیٰ! (یہ مناجات) ہماری

بارگاہ میں گستاخی کے (مترادف ہے) کیونکہ ہم نے (اپنی ذات سے) عہد کر رکھا ہے کہ جب تک محمد رسول اللہ ﷺ جو میرے محبوب پیغمبر آخر الزماں ہیں اور ان کی امت میرا دیدار نہ کر لے۔ دوسرا کوئی شخص میرے دیدار سے مشرف نہ ہو گا۔

موسیٰ صلوات اللہ علیہ نے شوق کے (غلبہ) سے اس بات کی طرف توجہ نہ دی اور دوبارہ مناجات کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا کر تاکہ میں تجھے دیکھ لوں۔

فرمان الٰہی ہوا۔ اے موسیٰ! میں تو تجلی کرتا ہوں۔ مگر تجھ میں اس کی برداشت کی طاقت نہ ہو گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی! یا الٰہی میں برداشت کر لوں گا۔

حکم ہوا! اے موسیٰ! کوہ طور پر آؤ اور عاجزانہ طریق سے نماز دوگانہ ادا کر کے مودب ہو کر دو زانو بیٹھو۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ تو (اسم رب کے نور کی) تجلی ہوئی اور کوہ طور پارہ پارہ ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ اور تین رات دن (اسی حالت میں) اپنے آپ سے بے خبر پڑے رہے۔ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کر گر پڑے۔

تب خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے موسیٰ! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم برداشت نہ کر سکو گے۔ بعد ازاں فرمان ہوا۔ اے موسیٰ! تم پر نور کی (ایک) تجلی ہوئی۔ تم بیہوش ہو گئے اور تم نے میرے بھید کو بھی ظاہر کیا۔ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں میرے ایسے بندے بھی پیدا ہوں

گے۔ کہ ہر روز ہزار بار نور کی تجلی ان کے دلوں پر ہو گی۔ لیکن ان
کے (وجود میں ذرہ بھر) تجاوز نہ ہو گا۔ بلکہ وہ فریاد کریں گے
اِشْتِیَاقِیْ مُحَبَّتِیْ اِلَی الْحَبِیْبِؐ حبیب کبریا کی طرف میرا
اشتیاق اور محبت اور بڑھ گیا ہے۔

اچانک عشق کی (تجلی کی) آگ (عاشقوں کے دل میں بھڑکنے
لگے گی۔) یہ وہ آگ ہے جو عاشق درویش کے دل کے سوا کسی
دوسری جگہ قرار نہیں پکڑتی۔ خدا نخواستہ اگر صاحب درد غلبات
شوق کے باعث ایک آہ اپنے سینے سے باہر نکالے تو مشرق سے
مغرب تک تمام عالم جل جائے۔ اور جو کچھ بھی ان کے درمیان
موجود ہے سب نیست و نابود ہو جائے۔

جب موسیٰ علیہ السلام عشق کی تجلی کے انوار سے مشرف ہوئے
تو اس کے بعد (موسیٰ علیہ السلام) کے چہرہ (مبارک) پر نور تجلی کے
انوار چمکنے لگے۔ حکم ہوا اے موسیٰ! اپنے چہرے پر نقاب ڈال
لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو نقاب بھی اپنے چہرے پر ڈالا۔ وہ
آتش عشق سے جل گیا۔ چنانچہ سونے چاندی اور لوہے کا برقعہ بھی
پہنا کچھ بھی باقی نہ بچا سب کچھ جل گیا۔ بعد ازاں حکم الٰہی ہوا۔ اے
موسیٰ اگر آپ اس قسم کے ایک ہزار نقاب بھی پہنیں گے سب جل
جائیں گے۔

لیکن جو نقاب تو عارف باللہ فنا فی اللہ فقیر کی گدڑی سے ٹکڑا
لے کر بنائے گا۔ وہ نہ جلے گا۔ ایسے فقیر کی گدڑی سے ایک ٹکڑا
لے کر اس سے ایک نقاب بنا کر پہن لے وہ نقاب تیری نظر سے نہ

جلے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ کسی گدڑی پوش (فقیر) کی
گدڑی سے ایک ٹکڑا لے کر اس کا نقاب بنایا۔ اور اپنے چہرہ پر
پہنا اس نقاب کو ہرگز آگ نہ لگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ربی
میں عرض کی! بار الٰہ اس نقاب کو کیوں آگ نہیں لگی؟ جواب ملا
اے موسیٰ! یہ نقاب درویشوں کے لباس کا ٹکڑا ہے۔ اور جو کچھ بھی
ان کے وجود میں ہے۔ بجز ماسوی اللہ غیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر
سے سر (بھید) کی تجلی میں ان کا وجود نابود ہو چکا ہے۔ اور وہ شب و
روز اللہ تعالیٰ کی یاد میں (محو) ہیں۔ (ایسا) فقیر سر اللہ اور اللہ تعالیٰ
سر فقیر (بن چکا ہے) فقیر ہی انسان ہیں دیگر لوگ حیوان ہیں۔
حدیث قدسی۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ۔ انسان میرا بھید ہے
اور میں اس کا بھید ہوں۔

ابیات

میں نے اس دم سجدہ کیا پیش معبود
منبر و مسجد و کعبہ کا نہ تھا وجود
نہ نفس تھا نہ شیطان نہ کفرو اسلام
نہ جسم جان تھا نہ روح تھی نہ اعظام
نہ تھے انبیاء نہ تھے اولیاء نہ کفرو اسلام
میں دے رہا ہوں ہر ایک کا نشان
جب کچھ بھی نہ تھا تو باھُوؒ ہم کیا تھے
فنا فی اللہ بوحدت حق میں (گم) تھے۔

حدیث قدسی۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ط میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ تھا۔

ابیات

حقیقت ابتدا کی مجھ سے نہ پوچھو
نہ کن تھا نہ قلم تھی نہ عرش و کرسی
جب کوئی بھی نہ تھا صرف خدا تھا
میں اور تم کہاں تھے یہی مقصود مدعا تھا
بس اک خدا ہی تھا اور ہم تھے با خدا
توحید مطلق ہے بس ذات کبریا
نہ چھ سمتیں تھیں نہ تھا کچھ زیر و بالا
اپنی قدرت سے موجود تھا حق تعالیٰ
باھوؒ حق موجود تھا لا مکاں میں
عاشقاں کا بھید ہے سر نہاں میں

حدیث قدسی۔ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَتِ وَالْاٰفَاتِ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ ط
سلامتی وحدت میں ہے اور آفات دوئی میں ہے

ابیات

بجز دیدار حق سب مردار ہوتا ہے
کہ عاشق طالب دیدار ہوتا ہے

باھوؒ بدنامی سے رہا ہر دم سلامت
کہ عاشق کی سلامتی ہے اندر ملامت

فرمان الٰہی ہوا کہ یا موسیٰ علیہ السلام تمہاری نظر فنا فی اللہ فقیر پر غالب و قادر نہ آ سکے گی۔

پس معلوم ہوا کہ فقراء کا گروہ ایسا ہے۔ جن کے (وجود) کی خاک کو عشق کے انوار کی تجلی سے گوندھا گیا ہے۔ اور یہی ان کی سرشت میں (داخل) ہے۔

میں نے زاد المنتہی میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جس روز حق تعالیٰ نے اپنے علم قدرت سے چاہا کہ اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کروں۔ زمین کی (جس) خاک سے انہیں پیدا کرنا چاہا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس پر رحمت و کرم کی ایک نظر ڈالی اور اسے شوق و اشتیاق عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا۔ جس سے وہ خاک پاک ہو گئی۔ تو اس خاک میں عشق و محبت کے اسرار و انوار ظاہر ہوئے۔ وہ جنبش میں آ گئی اور مستی کے عالم میں رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔ اَنَا الْمُشْتَاقُ فِیْ لِقَائِیْ ط کہ میں (اللہ تعالیٰ) کے دیدار کی مشتاق ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اہل عشق کو اس زمین سے پیدا کیا۔

سنو! موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پیٹ میں تھے کہ رب ارنی انظر الیک اے رب مجھے اپنا دیدار عطا کر کہ میں تجھے دیکھ لوں کہا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًاج فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّیْ اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَ بِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ط

اور جب موسیٰ حسب وعدہ (بارگاہ کبریا میں) حاضر ہوئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا تو انہوں نے عرض کی۔ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار عطا کر کہ میں تجھے دیکھوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا (کہ تجھے اس کی استعداد نہیں) البتہ تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ تو پس مجھے دیکھ سکے گا۔

پس جب (اسم) رب کے نور کی تجلی (کوہ طور) پہاڑ پر ہوئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو عرض کی تیری ذات پاک ہے میں تیری طرف (توبہ) سے رجوع کرتا ہوں۔ اور بیشک میں تجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں اپنی رسالت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا ہے۔ پس جو میں نے تجھے عطا کیا ہے۔ اس پر شکر گزار ہو جا۔

مشاہدہ کی پندرہ اقسام ہیں۔ چودہ قسمیں ناسوت کے چودہ طبقات سے تعلق رکھتی ہیں۔

پندرھویں قسم ہر دو جہان سے خارج ہے۔ وہ لاھُوت مقام میں عین ذات توحید باری تعالیٰ (کا استغراق) ہے۔

چنانچہ ہر ایک مقام کی شرح یہ ہے کہ زبان۔ نفس۔ قلب۔ روح کی تسبیح ۔ آفتاب۔ ماہتاب۔ جن ملائکہ۔ شیطان۔ آتش۔ خاک۔ باد۔ آب۔ صورت شیخ کا مشاہدہ یہ چودہ مقامات ناسوتی ہیں۔ پندرھواں مقام۔ توحید فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ۔ ہمہ اوست در مغز و پوست کا ہے۔ جب طالب اللہ مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ تو ناسوتی مقامات سے جدا اور الگ ہو جاتا ہے۔

بیت

جس نے دیکھا روئے فقرش صبح و شام
آتش دوزخ ہوئی اس پر حرام

بیت

باھُو با خدا اور اس سے ہم نفس ہے
اور وہ بھی اس خادم سے ہم نفس ہے
مجھے با+ھو سے الفت ہمیشہ سے ہے
اسی لئے لوگ کہتے ہیں مجھے باھو

اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِیَةِ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اے عاقبت میں عافیت حاصل ہو گئی۔ اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اللہ بس ما سوئ اللہ ہوس

بیت

تو عین اس کی تجلی ہے۔نہ طلب کر دوسری تجلی
تیرے سر پر ہی ہو گی اس کے عین کی تجلی

ابیات

نور اس کے نور سے ہر شے کا ظہور
جو کچھ بھی دیکھے نور سے ہو جائے نور
وہ نور تجلی جو موسیٰ نے دیکھی بر کوہ طور
عین عنایت سے میرے دل میں ظہور

بیت

باھُو وہ میرا ہمدم، ہم قدم، ہم کنار ہے
گر آنکھ رکھتا ہے تو دیکھ وہی حق نگار ہے

خاص الخاص تجلی وہ ہے جو اسم اللّٰہ کے حروف میں سے نظر آتی ہے۔
اسم اعظم کا برزخ یہ ہے۔ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

بیت

خود سے تو مغرور ہے اور حق سے بے خبر
معرفت کو کیسے پائے گا تو بے بصر

اِسمِ شَافِی۔ اِسمِ ھَادِی

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم
لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ

اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ

اسم ہادی اسم شافی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ط
اس دن کس کی حکومت ہوگی اسی واحد القہار کی۔

اللّٰہ

اسم اللّٰہ (کے تصور سے) آنکھ جھپکنے میں
برزخ توحید میں غرق ہونا (فقیر کا مقصود) ہے۔

کل روز قیامت جب عاشقوں کو مقام تجلی پر لائیں گے۔ تو اللّٰہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ آنکھیں کھولیں۔ ہر ایک عاشق کو باری تعالیٰ کے روبرو پیش کریں گے۔ اور ہزار بار پیش کریں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا دیدار کرو۔ ہر فقیر پر ہر بار جب (نور ذات) کی تجلی ہوگی تو وہ ستر ہزار سال کیلئے (کثرت لذت سے) بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور جب بھی ہوش میں آئیں گے فریاد کریں گے "ھل من مزید" الٰہی تجلی اور لذت) میں اضافہ فرمائے۔

دوبارہ تجلی ہوگی دوبارہ وہ ستر ہزار سال کے لئے بیہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اپنی حالت میں واپس آئیں گے۔

پس حق تعالیٰ کی طرف سے (فقیر) کے ظاہر باطن میں اسی قسم کی تجلی ہوتی ہے۔ جس سے عاشق فنا فی اللّٰہ فقیر کا وجود سر تا قدم (نوری) تجلی سے پر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ اپنے گھر میں تشریف رکھتی تھیں۔ اولیاء اللہ کا ایک گروہ (زیارت) کے

لئے جمع ہو گیا۔ رات کے وقت تمام گھر میں اندھیرا تھا۔ پاس ایک پھوٹی کوڑی نہ تھی کہ چراغ روشن کرنے کا اہتمام کیا جائے سب حیران تھے کہ ایک دوسرے کا چہرہ بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہانے اپنی انگلی پر کچھ پڑھ کر پھونکا۔ تو دونوں انگلیوں کے درمیان سے آفتاب کی مانند ایک (روشن) چراغ پیدا ہو گیا۔ تمام اولیاء اللّٰہ حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فنا فی اللّٰہ فقیر کا تمام وجود تجلی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ عین ذات باذات فقیر پر اللّٰہ تعالیٰ کے نور کی روشن تجلیات ہوتی ہیں۔

ابیات باھُوؒ

باھُو سرتا پا تجلی ہو رہی ہے نور
میں وہ نور ہوں جس سے نور کا ظہور
وہ آنکھ لا جو لائق دیدار ہو
جلوہ ذاتی کو دیکھ اور زبان نہ کھول

دوست کے مشاہدہ میں دم مارنا غلط ہے۔ فقرا کا وجود نور سے پر ہوتا ہے۔ نہ کہ عام لوگوں کی طرح اربع عناصر کا (مرکب) ہوتا ہے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کا وجود آگ بن جائے۔ اس کا تمام وجود آگ سے مل کر آگ ہو جاتا ہے۔ اور جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کا وجود پانی بن جائے تو اس کا وجود پانی سے مل کر پانی بن جاتا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کا وجود ہوا بن جائے تو وہ ہوا سے مل کر ہوا ہو جاتا ہے۔ اور جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی خاک تمام خاک بن جائے تو خاک سے مل کر خاک ہو جاتا ہے۔ ان

کا وجود ایک لطیفہ ہے جو عشق سے پیدا ہوتا ہے۔ جسے معشوق کے سوا کوئی قرار نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے معشوق کو دیکھ نہ لے وہ ازل سے ابد تک (دیدار) کے مشتاق ہوکر سرگرداں رہتے ہیں۔ (کبھی آگ بن کر آگ میں کبھی پانی بن کر پانی میں کبھی خاک بن کر خاک میں۔ کبھی ہوا بن کر ہوا میں۔ اپنے محبوب کو تلاش کرتے ہیں۔) آفتاب۔ ماہتاب۔ ہوا۔ اور عاشق ان چار چیزوں کو کبھی قرار نہیں آتا۔

سنو! فقیر جب تک ان گیارہ چیزوں کو ترک نہیں کرتا۔ عاشق فنا فی اللہ نہیں ہوتا۔

اول ۔۔ ترک اکسیر　　دوم ترک تکسیر　　سوم ترک علوم

چہارم ترک ذکر　　پنجم ترک فکر　　ششم ترک امید بہشت

ہفتم ترک خوف دوزخ　　ہشتم ترک حب دنیا و زرمال

نہم ترک رجوعات خلق

دہم ترک نام ناموس　　یازدہم ترک مجلس اہل دنیا۔

جب تک ان چیزوں کو ترک نہ کرے گا ہرگز فقر فنا فی اللہ کے مراتب کو نہ پہنچے گا۔ جان کو ترک کرنے۔ نفس کو کشتہ کرنے اور (کامل) مرشد کی دست بیعت کے بغیر راہ ربانی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا (اور اس کی محبت) فانی ہے۔

الحدیث۔ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ ط دنیا ایک روزہ ہے اور اس میں ہمارا روزہ ہے۔

نیز فرمایا۔ الحدیث۔ اَلدُّنْیَاءُ ظِلٌّ زَائِلٌ۔ دنیا ایک سایہ ہے۔ جو جاتا رہے گا۔

اللّٰہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

باب سیوم

مرشد و طالب (فی) سبیل اللہ کا ذکر
فقر فنا فی اللہ و بقا باللہ

کامل مرشد کسے کہتے ہیں؟ مرشد کونسی خاصیت اور وصف رکھتا ہے؟ مرشد کونسے سلک سلوک سے توحید میں غرق کرتا ہے؟ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟

(کامل) مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف ہوتا ہے یُحْیِ وَیُمِیْتُ (قلب) کو زندہ اور (نفس) کو مردہ کرتا ہے۔ لَا یَحْتَاجُ (کر دیتا) ہے۔ وہ سنگ پارس کی مثل ہوتا ہے۔ (جس وجود کاذب کو چھوتا ہے زر خالص بنا دیتا ہے)۔ اس کی نظر کسوٹی کی مانند (طالب حق اور طالب باطل کو پرکھ لیتی) ہے۔ وہ آفتاب کی طرح ہر ایک کو (فیض یاب کرتا ہے) (وہ طالب کی) بری عادات کو (نیک اوصاف) میں بدل دیتا ہے۔ وہ رنگریز کی مانند (توحید کے رنگ میں رنگ دیتا) ہے۔ (وہ طالب کے) احوال سے باخبر ہوتا ہے۔ وہ پان فروش کی طرح جو پان کے پتوں کی دیکھ بھال کرتا ہے (اپنے مرید کی حفاظت کرتا) ہے۔

بیت

جو بھی پارس سے آشنا ہوا
فی الحال بصورت طلا ہوا

وہ صاحب خلق ہوتا ہے چنانچہ خلق محمد رسول اللہ ﷺ (کا نمونہ) ماں باپ سے زیادہ مہربان اور ان سے بڑھ کر راہنما ہوتا ہے۔ وہ فی سبیل اللہ ہدایت بخشنے والا اور گوہر بخش ہوتا ہے۔ وہ لعلوں کی کان اور کرم کی لہر ہوتا ہے گویا کہ دریا موج زن ہو جائے۔ وہ (طالب) کی منزل کو اس طرح کھول دیتا ہے جیسے چابی تالے کو کھول دیتی ہے۔ وہ زر و مال کی (طلب) سے بے نیاز ہوتا ہے۔ چنانچہ مکمل طور پر بے طمع ہوتا ہے اپنے طالبوں کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھتا ہے۔ وہ (کونین کا بادشاہ) ہوتے ہوئے بھی مفلس ہوتا ہے۔ چنانچہ درویش مردہ کو نہلانے والے غسال کو بھی کہتے ہیں۔ (اس کے طالب) مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے متلاشی ہوتے ہیں۔ (وہ طالب) کا تن مردہ دل زندہ کر دیتا ہی۔ (جو طالب) فقر کی راہ میں فاقہ کو برداشت کرتا ہے وہی فقیر ہے۔ ورنہ طالب نالائق اپنی راہ (اپنی رائے) پر چلنے والا بن جاتا ہی۔ یا یہ کہ مرشد مٹی کوٹنے والے۔ کمہار) کی مثل ہوتا ہے۔ چاہیے کہ (طالب) اس کے سامنے دم نہ مارے۔ وہ (طالب) کے حق میں وہی کرتا ہے جو بہتر سمجھتا ہے۔

بیت

ن ں کیا مجال کہ وہ کمہار سے کہے
تو مجھ کو کس لئے کرتا ہے مار پیٹ

لیکن مرشد خدا شناس بھی ہونا چاہیے۔اور طالب صادق الیقین۔
مرشد رفیق راہ کو کہتے ہیں۔الحدیث اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ
پہلے رفیق راہ (مرشد) کی تلاش کرو پھر (سلوک) اختیار کرو۔

بیت

باھُوؒ اس زمانہ کے مرشد زر چاہتے ہیں
جو زر نذر کرے اس کو بہت چاہتے ہیں

ابیات

باھُوؒ اس زمانہ کے مرشد ہیں زر پرست زن پرست
زن پرست و زر پرست و دل سیاہ و خود پرست

باھُوؒ مرشد واصل حق ہوتے ہیں عشق سوز
ہر ساعت ہر دم جلتے ہیں وہ شب و روز

(اے طالب) غور سے سن! کہ آدمی کے وجود کی مثال دودھ جیسی ہے۔دودھ میں دہی چھاچھ مکھن اور گھی سب کچھ (پوشیدہ ہوتا) ہے۔اسی طرح انسان کے وجود میں نفس قلب۔روح اور سر کا ایک ہی خانہ میں مقام ہے۔(ایک عورت) دودھ کو تھوڑے دہی

سے جاگ لگا دیتی ہے۔رات بھر میں وہ چھاچھ بن جاتا ہے۔(صبح) اس کو بلو کر مکھن نکال لیتی ہی۔پھر اس مکھن کو آگ پر رکھ کر گرم کرتی ہے۔جس سے میل کچیل الگ ہو کر خالص روغن (گھی) پاک حاصل ہو جاتا ہے۔پس مرشد اسی کو کہتے ہیں جو اس عورت سے کمتر نہ ہو۔چنانچہ وہ بھی دودھ بلونے والی عورت کی طرح (طالب) کو (مطلوبہ مقصود) تک پہنچا دیتا ہے۔

(کامل) مرشد طالب کے وجود میں مقام نفس۔مقام قلب۔مقام روح۔مقام سر۔مقام توفیق الٰہی کو جدا جدا کر کے دکھا دیتا ہے۔اسی طرح شریعت۔طریقت۔حقیقت معرفت کے علم کے مقام کو جدا جدا دکھا دیتا ہے۔اور خناس خرطوم شیطان کے مقام اور حرص حسد و کبر کو جدا جدا دکھا دیتا ہے۔

چنانچہ جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اس کی کھال اتار لیتا ہے۔اور اس ذبیحہ کی ہر رگ اور گوشت کے ہر حصہ سے واقف ہوتا ہے۔اس کے ہر حصہ کو علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے۔اور جو کچھ گوشت میں زائد (نجس مکروہ) چیزیں ہوتی ہیں ان کو الگ نکال دیتا ہے۔کامل مرشد بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔وگرنہ وہ (مرشد کیسے ہو سکتا ہے؟)

طالب کو چار قسم کے مرشدوں سے (اکتساب فیض کرنا چاہیے)

مرشد شریعت۔مرشد طریقت۔مرشد حقیقت۔
مرشد معرفت

شریعت کیا ہے؟ بنائے اسلام کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ مال کی زکوات اور حج (کا عامل ہونا) ہے۔

طریقت کیا ہے؟ اپنی گردن میں غلامی کا پٹہ ڈال کر دونوں جہان کی (غلامی و بندگی) سے آزاد ہو جانا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ جان بازی اور اپنے (نفس) کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کا نام ہے۔

معرفت کیا ہے؟ صاحب سراسرار۔ صاحب راز ہونے کو کہتے ہیں۔

جو مرشد اللہ کے طالب کو ان مراتب پر نہ پہنچائے وہ جھوٹا اور خطا باز ہے۔ جب تو دیکھے کہ کوئی فقیر زہد و تقویٰ۔ ریاضت چلہ کشی میں بہت زیادہ رنج اٹھا رہا ہے۔ (محنت شاقہ کر رہا) ہے۔ لیکن اسے باطن کی کوئی خبر نہیں تو جان لو! کہ وہ ابھی گمراہی کے بیابان میں سرگرداں ہے۔ اس کا انجام بھی چالباز (درویش) کی مانند ہو گا۔

فقیر دو قسم کے ہیں۔

ایک صاحب باطن۔ دوسرے صاحب بطن (صاحب بطن) اپنے پیٹ کو اگرچہ کھانے پینے سے روک کر خالی رکھتا ہے پھر بھی اسے باطن کی خبر نہیں ہوتی ۔ (جبکہ) صاحب باطن جتنا کھاتا ہے اتنا ہی اس کے (وجود) میں نور پیدا ہوتا جاتا ہے ۔ فقراء کا کھانا نور ہے (اسی لئے کہا گیا) ہے۔ فقراء کا شکم تنور ہے۔ فقراء کا قلب بیت المعمور ہے۔ فقراء کی خواب حضور ہے۔ ان کے نزدیک زاہد طالب بہشت (کا طلب گار) مزدور ہے۔ ان کی عاقبت مغفور ہے۔

مرشد کی بھی دو اقسام ہیں۔

1۔ مرشد صاحب نظر　　2۔ مرشد صاحب زر

1۔ مرشد فصلی سالی　　2۔ مرشد وصلی لا زوالی

مرشد (سایہ دار اور پھل دار) درخت کی مانند ہونا چاہئے۔ چنانچہ درخت گرمی سردی اپنے سر پر برداشت کرتا ہے۔ لیکن جو شخص درخت کے سایہ کے نیچے آ کر بیٹھتا ہے۔ ہر قسم کی راحت پاتا ہے۔

مرشد دنیا کا دشمن اور دین کا دوست ہونا چاہیے اور طالب صاحب یقین ہونا چاہیے جو مرشد سے اپنی جان و مال کسی چیز کا پرہیز نہ کرے۔ اور مرشد نبی اللہ جیسا ہونا چاہیے۔ (جو طالب سے کسی قسم کی دنیاوی غرض نہ رکھے)۔ طالب اللہ کا ولی بننے کا خواہشمند ہو۔ نہ کہ لعنت اللہ میں گرفتار (ہونے والا مردود۔)

قال علیہ السلام۔ تَرکُ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ عِبَادَت وَ حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَت

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کا ترک کرنا کل عبادتوں کی بنیاد ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

فضیلت سے وسیلت (وسیلہ) بہتر ہے۔ یہ اس لئے کہ فضیلت بوقت گناہ روک نہیں سکتی۔ جبکہ وسیلہ (مرشد) ہاتھ سے پکڑ کر گناہ سے روک دیتا ہے۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے واقعہ میں (یعقوب علیہ السلام) کا چہرہ نظر آیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس (نشانی کو دیکھ کر) یوسف علیہ السلام گناہ کے قصد سے باز رہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِہٖ

اپنے مریدوں میں وہی مقام رکھتا) ہے۔جو نبی اپنی امت میں۔

مرشد اس کو کہتے ہیں جو(اگر چاہے تو) ایک ہی نظر سے (طالب) کو جملہ علوم بھلا دے۔(اگر چاہے) تو اسے ہر دو جہان سے آشنا کر دے۔(اگر چاہے) تو جاہل کو ایک ہی نظر سے کلی علم واضح کر دے۔جو کچھ وہ نہیں جانتا وہ پڑھنے لگے۔

بیت باھُوؒ

گر تجھ کو علم حاصل ہے یا دانش عظیم
بے وسیلہ جائے گا راہ رجیم

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔اَلْوَسِیْلَتُ دَرَجَتٌ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔وسیلہ ایک بڑا درجہ رکھتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔وَابْتَغُوا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَتہ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

الحدیث۔اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ۔مرید وہی (صادق) ہے جو (دنیاوی) ارادہ نہ رکھتا ہو۔

باھُوؒ! تلقین کیا ہے؟ اور تلقین کس کو کہتے ہیں؟

تلقین سے مراد (دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو) ترک کرنا اور غیر ماسوی اللہ کو طلاق دینا ہے۔تلقین توکل کا نام بھی ہے۔جو صاحب توکل نہیں وہ صاحب تلقین بھی نہیں۔

ذکر اللہ اور (تصور) اسم اللہ شیر کی مانند ہے۔جس جگہ شیر آ جاتا ہے۔وہاں سے تمام جانور شیر کے خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔جس جگہ طالب اللہ کے وجود میں ذکر اللہ آ جاتا ہے۔اس کے (دل میں) کسی قسم کے خطرات و وہمات باقی نہیں رہتے۔اگر باقی رہیں تو (جان لو!) کہ اس پر ذکر نے تاثیر ہی نہیں کی۔مرشد عارف کو کہتے ہیں۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ ط جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔اس کی زبان (حمد و ثنا) میں لمبی ہوگئی۔

عارف کی بھی تین اقسام ہیں۔

اول عارف دنیا۔دوم عارف عقبیٰ سوم۔عارف مولیٰ۔

عارف دنیا۔زر و مال (عزت و) جاہ رجوعات خلق کا طلب گار ہوتا ہے۔طالب مرید (بنانے کی خواہش رکھتا) ہے۔اپنے بزرگوں کی خانقاہوں کی ہڈیاں فروخت کرنے والا ہوتا ہے۔(مراقبہ) میں زمیں و آسمان کی سیر کا (شوقین) ہوتا ہے۔کشف و کرامات (کا دلدادہ) اور بادشاہ وقت سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔یہ (سب) مخنث کے مراتب ہیں۔ایسے مخنث عارف کے مرید بھی مخنث ہوتے

ہیں۔

عارف عقبیٰ۔ایسے لوگ زاہد۔عابد۔اہل علم متقی پرہیز گار ہوتے ہیں جو دوزخ سے خوف کھا کر بہشت کی(طمع) میں عبادت کرتے ہیں۔وہ مونث کا مرتبہ رکھتے ہیں(جو راحت و آرام کی طلبگار ہوتی ہے۔)ایسے مرشد کے طالب بھی مونث ہوتے ہیں۔

بیت

زاہدا آتش سے دوزخ سے نہ مجھ کو ڈرا
(پہلو) کی آگ سے آتش دوزخ کو خاکستر کر دوں

سوم عارف باللہ عارف مولیٰ ہے جو توحید میں غرق حضوری ہوتا ہے۔وہ دنیا و عقبیٰ سے دور رہ کر شغل اللہ میں مسرور رہتا ہے۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اللہ تعالیٰ کے نام پر پہلے الف ہے۔انسان کے نام پر بھی پہلے الف ہے۔احد کے نام پر بھی پہلے الف ہے۔نام احمد پر بھی اول الف ہے۔پس انسان اہل اسرار کو کہتے ہیں۔اور (اہل) سر فقیر کو کہتے ہیں۔اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔محمد رسول اللہ ﷺ بھی انسان ہیں۔اور انسان وہی ہوگا جو محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے گا۔پس(وہی)انسان پیغمبرؐ کی اتباع کرتا ہے۔جو شریعت پر سختی سے کاربند رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پہلے نام کا پہلا حرف الف ہے اور آدم کے نام کا بھی پہلا حرف بھی الف ہے۔پس آدمی وہی ہے جو آدم کا مرتبہ رکھتا ہو۔ورنہ وہ(محض) بولنے والا حیوان ہے۔

جو کوئی خدا تعالیٰ اور رسول خدا کے قریب ہوتا ہے۔وہ دنیاوی لذات شیطانی۔(افعال) اور ہوائے نفسانی سے دور ہو جاتا ہے۔اور جو کوئی خواہشات نفسانی اور حرکات شیطانی کے نزدیک ہوتا ہے۔وہ خدا اور رسول سے دور ہو جاتا ہے۔

استغراق کے بھی دو اقسام ہیں۔

ایک استغراق مجلس محمدی ﷺ میں داخل کر دیتا ہے۔

دوسری قسم کا (استغراق) فنا فی اللہ بقا باللہ توحید میں داخل کر دیتا ہے۔

اہل مجلس محمدی ﷺ کو عارف اور صاحب استغراق توحید کو معارف کہتے ہیں۔عارف مرشد کامل کو اور معارف مکمل مرشد کو کہتے ہیں۔مرشد وہی ہوتا ہے جو کامل و مکمل ہو۔

عارف مرشد ظاہری جسم سے حضوری مجلس میں سرفراز ہوتا ہے۔

معارف مرشد روحی جسم کے ساتھ(حضوری مجلس)میں مشرف ہوتا ہے۔

جب حضوری مجلس میں حضور پاک ﷺ معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں تو اہل مجلس کو(معارف) نظر نہیں آتا۔وہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ کس کے ساتھ بے چوں سخن

مبارک فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ معارف ہے۔ جو ظاہری جسم کے ساتھ تو دنیا میں موجود ہے۔ لیکن باطنی روحی جسم ہماری بارگاہ میں حاضر ہے۔ کیونکہ وہ عاشق اور دیوانہ تو ہماری ذات کا ہے۔ اور معشوق (و محبوب) اللہ پاک کا ہے۔

حدیث قدسی۔ اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ ط

بے شک میرے اولیاء (جو معارف ہیں) میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں۔ ان کو میرے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

پس جس کسی کو اللہ تعالیٰ معارف بنا کر فنا فی اللہ فقر کی بخشش کرتا ہے۔ اس کو فقر کے باطنی علم میں عالم فاضل دانشمند کر دیتا ہے۔ اور اس پر کشف و کرامات کی راہ (مطلق) بند کر دیتا ہے۔ (تاکہ اس کی پوشیدگی کا راز حل نہ جائے)۔

کیونکہ فقر میں بھی دو قسم کی راہیں ہیں۔
ایک کرم کی راہ
دوسری کرامات کی راہ
(فقر) کرم کی مزید دو راہیں ہیں۔
ایک کرم (کی راہ) جو کمالیت کو پہنچا دیتی ہے۔
ایک کبر و (انا کی راہ) جو (شیطان بنا دیتی ہے)

چنانچہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نہیں آیا۔ بلکہ اس نے کبرو کرامات کی راہ اختیار کی۔ اس سے "انا" واقع ہوا۔ اِنَا خَیْرٌ مِّنْهُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں۔ (جو اپنے آپ کو دوسروں سے

برتر جانتا ہے وہ شیطٰن کا بھائی ہے۔) فنا فی اللہ فقر میں دعا یا بد دعا نہیں ہوتی۔ (کیونکہ) دعا یا بد دعا میں دیر ہو سکتی ہے۔ (جبکہ) فقر فَنَا فِی اللّٰہ بَقَاءٌ بِاللّٰہ کو وہم و جذب ہوتا ہے۔ (جس سے کام ہونے میں دیر نہیں ہوتی)۔ فقراء کا وہم رحمت خدا کا (نمونہ) ہوتا ہے۔ جو ابد الاباد تک جاری رہتا ہے۔ اور فقراء کا جذب قہر خدا کا (نمونہ) ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهَا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

مرشد آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ الحدیث۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ ط ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے۔ اس میں آئینہ کا کوئی گناہ نہیں۔ اگر وہ ہر رنگ (یعنی) سیاہ کو سیاہ اور سرخ کو سرخ اور زرد کو زرد دکھا دیتا ہے۔ مرشد پہلے یہ تحقیق کرتا ہے کہ طالب کو طلب غیر ہے۔ یا طالب کو طلب حق ہے۔ پس حق ہی حق کو پہنچتا ہے۔ اور باطل باطل ہی ہو جاتا ہی۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَام۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ۔ ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

(مرشد) کو جاسوس طالب سے بچنا چاہیے۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَام۔ اِخْوَانُ هٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ۔ اس زمانہ کے بھائی بندوں۔ مریدوں سے بچو) کہ ان میں سے اکثر تمہارے عیبوں کی جاسوسی کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح زرگر کھٹالی میں (گلا) کر زر (خالص) کی تحقیق کر لیتا ہے۔ اسی طرح (کامل مرشد) بھی طالب (حق) کا امتحان کر لیتا ہے۔

الحدیث۔ اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبُ بِالنَّارِ ط

بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کی آزمائش مصیبت سے (مصیبت میں) کرتا ہے۔ جس طرح سونے کے خالص ہونے کی آزمائش آگ پر تپا کر کرتے ہیں۔ (اگر سونا آگ پر تپانے سے سیاہ ہو جائے تو کھوٹا ہے۔ اور اگر طالب نے مصیبت میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تو وہ بھی ابھی جھوٹا ہے)

آدمی کا دشمن اس کا معدہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ آدمی کا پیٹ ہی اس کا دشمن ہے۔ فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے۔ اگر کوئی شخص۔ اس کو کچھ (ہدیہ) دے کچھ ہاتھ آئے تو اسے منع نہ کرے اسے جمع بھی نہ کرے (لا طمع۔ لا منع۔ لا جمع)

فقیر کو علم ملاقات حاصل ہوتا ہے۔ (جبکہ صاحب بطن) کو علم کرامات پر فخر) ہوتا ہے۔

ملاقات کیا ہے؟ اور کرامات کیا ہے؟ کرامات مقام ناسوت ہے اور ملاقات مقام لاھوت ہے۔ کرامات بازیگری اور لوگوں کو (عالم ناسوت) کا تماشہ دکھانا ہے۔ جبکہ ملاقات حضور پر نور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حضوری مجلس کی ملازمت سے مشرف ہونا ہے۔ اور ملاقات سے توحید وحدانیت مقام ربوبیت میں غرق ہو کر فنافی اللہ بقاباللہ ہو کر عارف باللہ بنتے ہیں۔

جو کوئی مقام شریعت میں پیغمبر صاحب ﷺ کی حضوری مجلس کی

ملازم ہوتا ہے۔ وہ مقام طریقت میں حضوری سے مشرف (فقیر) کے حال احوال حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے؟ جو کوئی مقام حقیقت میں حضوری مجلس سے مشرف اور ملازم ہے وہ مقام معرفت کے حقائق احوال کو کیسے جان سکتا ہے۔ جو کوئی مقام معرفت میں حضوری سے مشرف ہے۔ وہ مقام عشق میں (حضوری کے حال احوال) کیسے جان سکتا ہے۔ جو کوئی مقام عشق میں حضوری مجلس سے مشرف ہے وہ مقام محبت حضوریات کو کیسے جان سکتا ہے؟ جس کسی کو (ہمہ وقت) خدا تعالیٰ مد نظر ہو۔ دونوں جہان اس کی نظر میں ہوتے ہیں۔ جو کوئی "مقام محبت حضوری" سے مشرف ہو وہ فانی اللہ کی حضوری کو کیسے جان سکتا ہے؟ پس ان (مراتب والا) ہر شخص اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق عزوجاہ رکھتا ہے۔ اور فانی اللہ فقیر ان سب کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ عارف باللہ سے کسی شے کی (حقیقت) پوشیدہ نہیں رہتی۔

عالم اس کو کہتے ہیں جو عین طالب حق ہو۔

مولانا اس کو کہتے ہیں جو طالب مولیٰ ہو۔

دانشمند اس کو کہتے ہیں جو اپنے نفس پر مدعی بن کر (عدل کرے)

فاضل اس کو کہتے ہیں جو جاودانی محبت (الٰہی) کے سوا (ہر عارضی ر مجازی محبت کو چھوڑ دے۔ اور با توفیق ہو کر اللہ تعالیٰ (کی محبت) کو اپنا رفیق بنا لے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْيَا فَهُوَ كَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْجَنَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰى فَهُوَ مُسْلِمٌ ط

جس نے علم (صرف حصول دنیا کے لئے) حاصل کیا وہ کافر ہے۔ اور جس نے علم جنت (کے حصول کے لئے) حاصل کیا وہ منافق ہے۔ اور جس نے علم مولیٰ کی (محبت و معرفت) کے لئے حاصل کیا وہ مومن ہے۔

الحدیث۔ اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ اَخْرَسٌ ط جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔

پس علم کی بھی دو اقسام ہیں۔

۱۔ علم عارفیت ۲۔ علم عاریت

علم عارفیت علم ربوبیت طلب دیدار کے لئے ہے۔

علم عاریت طالب دنیا مردار کے لئے ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَنَامٌ وَّ الْعَيْشُ فِيهَا اِحْتِلَامٌ ط

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ دنیا خواب کی مانند ہے۔ اور اس کا عیش احتلام کی مانند ہے۔

جو علم خدا تعالیٰ کی رضامندی اور اعمال (صالحہ) کے لئے پڑھے گا۔ وہ اسے حضور پاک ﷺ کی (حضوری مجلس) کا ہم نشین بنا دے گا۔ اور جو علم (محض) دنیاوی روزگار کے لئے پڑھا جائے وہ ابوجہل کا ساتھی بنا دے گا۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعُذْرَةُ شَيْءٌ وَّالْجَهْلُ لَا شَيْءٌ ط عذر تو کوئی شے بھی ہے (جو قابل قبول ہے) لیکن جہالت تو کوئی شے نہیں۔

مرشد عالم ہونا چاہئے اور طالب متعلم۔ جاہل (مرشد اور جاہل طالب) کو کیا کرنا؟

حدیث قدسی۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا ط اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بناتا۔

جاہل کون ہے؟ اور (جاہل) کس کو کہتے ہیں؟

جاہل وہ ہے جو دنیا کی محبت کا طلب گار ہو۔ حرص و ہوا (کا بندہ) اور کمینے نفس کا طالب ہو۔ کلام اللہ اور علماء کا دشمن ہو۔ پس اسی کو تو کافر کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ط جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں رہیں گے۔

قوله تعالیٰ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ط اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زمین پر کوئی ایک بھی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق میرے ذمہ نہ ہو۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔

جس نے اللہ پر توکل کیا۔ اس کے لئے وہی کافی ہے۔

قوله تعالیٰ۔ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بلا حساب رزق عطا کرتا ہے۔

پس سبب کو چھوڑ کر سبب (الاسباب) کی طرف رجوع کرنا چاہئے (کامل) مرشد بھی وہی ہے جو سبب کی بجائے مسبب عطا کرے۔

بیت

جب رزق مقدر ہے تو پھر تلاش (رزق) کیوں ہو
جب رازق ہی پہرائے تو پھر ایسا کیوں نہ ہو

قولہ تعالیٰ۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ۔ ہم نے لوگوں کے درمیان ان کی روزی کے (ذرائع) کو تقسیم کر دیا ہے۔
قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ط
اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اسی کا حکم کرتا ہے۔

مگر درویشوں کے سلک سلوک میں درویش کی استقامت یہی ہے کہ وہ فاقہ کی رات کو شب معراج (یعنی روحانی عروج کی رات) خیال کرے۔
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ درویش کا معراج فاقہ کی شب میں ہے۔
جس مقام پر کوئی درویش بھوکا سوتا ہے (اور کوئی بھی شخص فرض کفایہ سمجھتے ہوئے اس درویش کو کھانا کھلا کر اس کا حق لوگوں کی گردن سے ساقط نہیں کرتا) وہ مقام خراب و پریشان ہو جاتا ہے۔ اگر درویش نہ ہوتے تو شہر اور ان کے دیگر مقامات سب زیر و زبر ہو جاتے۔ عرش سے تحت الثریٰ تک جو بھی آبادی ہے۔ وہ

درویشوں کی دعا اور ان کے قدم مبارک کی برکت سے قائم ہے۔ پس (ایسا) مرشد۔ درویش۔ فقیر۔ اہل اللہ۔ ولی اللہ۔ فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر کو کہتے ہیں۔
پیغمبر صاحب ﷺ نے فرمایا اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ ط مفلس اللہ کی امان میں ہوتا ہے (کہ دنیا کا بکھیڑا نہیں حساب کا غم نہیں)
مرشد کے مراتب حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے اس کے لئے معرفت میں محو ہونا اور اپنے نفس کو فنا کرنا پڑتا ہے مرشد کا مرتبہ اس آیت کے مطابق ہونا چاہیے۔
قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ط

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔ عرض کی (ایمان) تو ہے لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ حکم ہوا پرندوں میں سے چار پرندے لے کر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لیجئے۔ پھر ان کو (ذبح) کرکے ان کا قیمہ کر دیجئے اور (الگ الگ) پہاڑوں پر رکھ دیجئے۔ پھر انہیں بلائیے کہ وہ دوڑتے ہوئے تیرے پاس چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اس تمثیل کے مطابق فقیر اپنے وجود میں چار پرندے یعنی حرص

کا کوا، زینت کا مور، ہوا کا کبوتر اور شہوت کا مرغ ذبح کرکے دائمی حیات ۔ اطمینان قلبی اور نفس مطمئنہ حاصل کرلیتا ہے۔

بیت

باھُوؒ کی قبر سے ھُو کی آتی ہے صدا
کیسے اچھے گھر میں خلوت با خدا

الحدیث ۔ مُوتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مرجاؤ اسی کو کہتے ہیں۔

الحدیث ۔ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَہْلِ الْقُبُوْرِ جب تم اپنے دنیاوی معاملات میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد حاصل کرو۔

بیت

الٰہی اپنی قدرت سے عاشقوں کی نکال جان
کیونکہ عزرائیل بھی نا محرم ہے درمیان

پس مرشد کس کو کہتے ہیں ؟ یُحْیِ الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْس جو قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کردے۔ لیکن جب طالب پر مرشد جذب غضب سے (متوجہ) ہوتا ہے تو طالب کا نفس زندہ اور قلب مردہ ہو جاتا ہے۔

مرشد اس کو کہتے ہیں جس کو فقر تمام (اذا تم الفقر فھو اللہ) حاصل ہو اور غیر ما سوائے اللہ اس پر حرام ہو جائے۔ وہ بے حجاب حاجی بن کر ازل سے ابد تک اپنے اوپر احرام باندھ لے۔

ایسے طریقہ کے مرشد جن کا ظاہر (بظاہر) گناہ میں (ملوث) نظر آتا ہے لیکن ان کا باطن عین ثواب کی حالت اور (شریعت کے مطابق) ہوتا ہے بہت کم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں بیان ہوا) ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْہِ صَبْرًا ۝ (خضر علیہ السلام نے کہا یا موسیٰ علیہ السلام) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی (علیحدگی) کا وقت آ پہنچا۔ میں اب تمہیں ان (واقعات) کی تاویل بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ چنانچہ (خضر علیہ السلام) نے کشتی کو غرق کرنے کے لئے (اس میں سوراخ) کر دیا، بچے کو (بلا عذر شرعی) قتل کر ڈالا اور (بلا اجرت) دیوار یتامیٰ تعمیر کر دی۔ یہ قصہ سورہ کہف میں بیان کیا گیا ہے۔

پس موسیٰ علیہ السلام کو ظاہری علم تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو باطنی علم (حاصل) تھا۔ طالب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال اور مرشد حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہونا چاہیے۔ فقراء کو بھی حضرت خضر علیہ السلام کی طرح (حیات دائمی) اور سیر (جہاں) حاصل ہوتی ہے۔ مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مانند۔ طبیب جیسے چاہتا ہے مریض کا علاج کرتا ہے کبھی کڑوی دوائی دیتا ہے کبھی میٹھی۔ مریض کو چاہیے کہ اس دوا کو کھا لے تاکہ صحت یاب ہو جائے۔

مرشد کے چار حروف ہیں اور عارف کے بھی چار حروف ہیں۔ (مرشد) کے میم سے صاحب مروت، حرف "ر" سے ریاضت

کش'حرف "ش" سے اہل شوق'حرف "د" سے صاحب درد ہونا چاہیے۔

سنو!بعض (خود نما)بزرگ کہتے ہیں نماز نفل ادا کرنا بیوہ عورتوں کاکام ہے اور روزہ نفلی (روزہ) رکھنا روٹی کی بچت ہے۔حج پر جانا دنیا کا سیر و تماشہ کرنا ہے۔دل کو ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے ۔فقیر (باھُوؒ) کہتا ہے کہ نفل(نماز) کی ادائیگی جان کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔روزہ نفل رکھنا خوشنودی رحمٰن کا باعث ہے ۔حج پر جانا ایمان کی سلامتی ہے۔دل کو ہاتھ میں لانا خام(لوگوں) کاکام ہے۔خدا تعالیٰ کو شناخت کرنا اور دیکھنا ناتمام (لوگوں) کا مقام ہے۔اپنے آپ سے فانی ہوکر بشریت (کے جامہ سے) باہر نکلنا اور عین فنا فی اللہ بقاباللہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔مرشد(راہ سلوک) کا تجربہ کار (مرد) پردرد ہونا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ: يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ؕ وہ راہ خدا میں کافروں اور (اپنے نفس) سے جنگ کرتے ہیں۔

بیت

مرشدی کسی کی میراث نہیں یہ صرافی ہے
مرشد نقد و جنس نہیں بیچتا نہ یہ نخاسی ہے

مرشدی اخص خاص الخاص(کا مقام) ہے جب میرا مرشد اخص ہے تو میری ارادت ہی کافی ہے۔

(مرشد کے چار مقام ہیں)مقام عام'مقام خاص'مقام خاص الخاص'مقام اخص اور اخص سر کا مقام ہے۔جب میرا پیر(و) مرشد اخص ہے تو میرا اعتقاد ہی کافی ہے۔

باب چہارم

در ذکر مخالفت نفس۔ کشتن و زیر کردن نفس

بعون اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی خلاف نفس (اعمال) میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ کام کرنا نفس کی خوشنودی کا باعث ہیں۔ نفس کیا چیز ہے؟ اور کیسی خصلت رکھتا ہے؟ نفس ایک سانپ کی طرح ہے اور کفار کی خصلت رکھتا ہے۔ پہلے منتر سیکھنا چاہیے بعد ازاں سانپ پر ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ تاکہ وہ زیر ہو کر قید میں آجائے۔ چنانچہ لوگوں نے سانپ سے پوچھا کہ (افسوں پڑھنے سے) تو سوراخ سے باہر کیوں نکل آتا ہے؟ سانپ نے جواب دیا کہ جو شخص میرے دروازے پر آکر اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نام پر اپنا سر فدا کردوں۔ نفس بھی سانپ کی شکل ہے اور آدمی کا وجود سوراخ کی شکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر مثل افسوں ہے۔ نفس خو خصلت کفار کی رکھتا ہے۔ کافر نفس اسلام قبول نہیں کرتا اور مسلمان نہیں ہوتا سوائے علم شریعت (کی پابندی) اور کلمہ

طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر سے۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَ اَلْکُفْرِ بَاطِلٌ۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل۔

بیت

راحت کی گر خواہش ہے تو نفس کی گردن دے مار
گر وصال حق کی خواہش ہے تو چھوڑ دے فرزند و زن اے (یار)

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

جب نفس کو قتل کروں تو وہ ہو جائے مرد حق
نفس کے (قتل بغیر) حاصل نہیں ہوتا عشق

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

جب نفس کی گردن میں ماروں بن جائے وہ مرشد پیشوا
ہر مقام بھی وہ دکھا دے اور راہ باکبریا

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس تابع یار بہتر جان سے عزیز
نفس کو جانیں کیا احمق بے تمیز

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس کی راحت ہمیشہ کے لئے دے چھوڑ (یار)

تاکہ حق تعالیٰ سے تو بن جائے یار یار
نفس راحت جاودانی کو تو چھوڑ
تاکہ تیرے کام کر دے کردگار

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

گر نفس کی گردن ماروں تو اسے ضائع کروں
نفس کی خواہشات کیوں نہ ترک کروں

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس دیو دیوانہ ہے میں اس کو مارتا ہوں
میں اس پر قابو پا کر تو اس کو مارتا ہوں

(جب نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے)

میں کفر کافری سے بیزار ہوگیا ہوں اور میں نے دین اسلام قبول کرلیا ہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۔

قولہ تعالیٰ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

طالب اللّٰہ کو چاہیے کہ ہر دم ہر ساعت شب و روز خلاف نفس کیا کرے اور کسی وقت بھی نفس کی (خرابیوں) سے غافل نہ رہے۔ نفس کافر ہے اس کے ساتھ مقابلہ۔ جنگ اور دشمنی خواب و بیداری۔ مستی و ہشیاری (ہر حال میں) کرنا چاہیے۔ کیونکہ دشمن اور چور جان کے اندر ہے۔ اور رہ (مولیٰ) کا

راہزن راہ میں نقصان پہنچانے والا ہے۔ چاہیئے کہ اس سے کبھی بھی بے خوف نہ رہے۔
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى جِهَادِ الْاَكْبَرِ (آؤ جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کریں۔ (نیک اعمال جہاد اصغر ہیں۔ جہاد بالنفس اور جہاد بالسیف دونوں جہاد اکبر ہیں۔ ایک جہاد کافر نفس کے خلاف ہے اور دوسرا جہاد کافر قوم کے ساتھ ہے۔ جو صوفی جہاد بالسیف کو جہاد اصغر کہتے ہیں وہ اسلام کی روح اور جہاد کی حقیقت سے ناواقف ہیں)

نفس دو قسم کا ہے۔ (امارہ۔ مطمنہ) اسی طرح آدمی کا وجود بھی دو قسم کا ہے وجود لطیف اور وجود کثیف۔ نفسانی لوگوں کا نفس امارہ۔ ملہمہ اور لوامہ ہوتا ہے۔ نفس امارہ نام رہزن شیطان کا ہے۔ اس کے تابع نفس ملہمہ اور نفس ملہمہ کے تابع نفس لوامہ ہوتا ہے۔ یہ تینوں ایک دوسرے سے اتفاق رکھتے ہیں۔ لطیف وجود کا نفس مطمنہ ہوتا ہے اور اہل نفس مطمنہ ظاہری اور باطنی اطاعت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اطاعت روح کے تابع ہے۔ اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہے۔ اہل ذکر فکر استغراق کے شغل والے کو فقیر فنافی اللہ کہتے ہیں۔ پس تمام انبیا اصفیاء اولیاء ومومن۔ مسلم اہل ایمان کا نفس مطمنہ ہوتا ہے۔ اور مطمنہ نفس والا ہی صاحب معرفت ہوتا ہے۔

ابیات

معرفت میں وہی معروف ہوا
سر وحدت جس پہ مکشوف ہوا
کھل گیا جب پردہ سر اسرار
عین بائین دیکھو یار با یار

اپنے آپ میں گم ہو جا اہل بدعت نہ ہو
ہر دو جہاں کو چھوڑ دے اس سے ہاتھ دھو

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

خدا ایک دل ایک پھر ایک ہی کو تلاش کر
ایک سے ایک ہونے کیلئے عین اس کی تلاش کر

کافر منافق فاسق مردود ملعون اہل شرب کا نفس امارہ ہوتا ہے قولہ تعالیٰ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تم سکر کی حالت میں (جب اپنے پال اپنے حال میں مست ہو) جس کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے وہ اہل روح ہوتے ہیں۔ اور اہل روح اہل ذکر موحد شوق اشتیاق استغراق والے ہوتے ہیں۔ اور اہل غرق اہل توحید فنا فی اللہ ہوتے ہیں۔ اور اہل فنافی اللہ نفس (امارہ) نہیں رکھتے وہ ہمہ اوست در مغز و پوست کے مصداق ہوتے ہیں۔ چنانچہ لِی مَعَ اللّٰہِ وقت سے (حصہ لیتے ہیں)

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رابعہ آپ نفس شیطان اور دنیا کے بارہ میں کیا کہتی ہیں؟ رابعہ بصری نے کہا کہ میں دوست کے ساتھ توحید فنافی اللہ میں اس طرح غرق ہوگئی ہوں کہ نہ مجھے نفس کی خبر ہے اور نہ ہی شیطان و دنیا کی خبر رکھتی ہوں۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

لوگوں کو نفس ہی کردیتا ہے محتاج
جس کا نفس (مردہ) ہے وہی ہے لایحتاج

پس اولیاء اللہ ہی لایحتاج ہیں اور اولیاء اللہ (اہل) فقر کو کہتے ہیں۔
اَلْفَقْرُلَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہ فقر کسی کا محتاج نہیں ہوتا سوائے اللہ کے۔
اور ہر شے اس کی محتاج ہوتی ہے۔ فقیر کا نفس نہیں ہوتا (اس کا نفس) سانس
ہے۔ جسے پاس انفاس کہتے ہیں۔ پاس انفاس (اندر) آنے اور باہر جانے والے
سانس کے ذکر خاص کو کہتے ہیں۔ اور (آورد برد) پاس انفاس وہ ذکر ہے جس
میں ذکر اللہ کے بغیر کوئی دم خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور دم افسردہ
ہو وہ اہل نفس امارہ ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس سے بدتر نہ ہوگا (سراسر) سر ہوا
یہ بھی دعوٰی کرتا ہے مثل فرعونش خدا

قولہ تعالیٰ۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ
الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔
جس نے مقام ربوبیت سے خوف کھا کر اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھا
بے شک جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانہ ہے۔
آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں
اہل نفس ہوا کے بندے (خواہشات کے غلام) اور اہل اللہ خدا تعالیٰ کے
اطاعت گزار بندے۔ نفس دنیا شیطان تینوں کافر ہیں۔ یا حرام خور جلاد کے

مانند ہیں۔ جس کسی پر اللہ تعالیٰ کا قہر ہوتا ہے وہ شخص صاحب نفس
پر شہوت۔ ہوا پرست۔ طالب دنیا۔ حسن پرست۔ زینت دکھانے والا شیطان
سے متفق ہو کر (اس کا ساتھی بن جاتا ہے) کھانے پینے کی لذات میں مشغول
معصیت و گناہ میں غرق ہو کر اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ عشق محبت نور
الٰہی سے دور ہو جاتا ہے۔ وہ علم معرفت سے اندھا اور جسم کی قبر میں اس کا
دل مردہ ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط بے شک
تمہارا مال اور اور اولاد فتنہ (یعنی امتحان کا ذریعہ) ہے۔
نفس کسے کہتے ہیں؟ جو خدا کی راہ سے روکے۔ نفس (اللہ کے سوا) غیر
کی طلب کرنے والے کو کہتے ہیں۔ دنیا اور نفس ہمارے دشمن ہیں۔ اور
شیطان ہمارا راہزن ہے۔ شیطان کا راہزن کبر ہے۔ اور کبر کہاں سے پیدا ہوتا
ہے؟ جاہلیت قہر الٰہی کیوجہ سے شر سے پیدا ہوتا ہے۔ مرے پیشوا پیغمبر صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پیشوا کون ہے؟
وہ ہدایت اللہ ہے اور ہدایت اللہ تعالیٰ کہاں سے پیدا ہوتی؟ وہ مرد
جمال الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ الحدیث۔ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ
خیر و شر کا (خالق) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

بیت

اس خاک کو انسان کروں اور نار کو شیطان کروں
یہ بھی کروں وہ بھی کروں کس کو خبر میں کیا کروں

زہد، تقویٰ۔ ریاضت۔ صوم صلوات۔ حج۔ مال زکوٰۃ خلاف نفس ہے

کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں - ذکر- فکر- مجاہدہ- مشاہدہ - مراقبہ - محاسبہ -وصال - حضور مذکور کے خلاف نفس ہے- کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں - ورد وظائف - تسبیح- تلاوت قرآن مسائل فقہ بیان کرنا خلاف نفس ہے- کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں- ٹاٹ کا لباس اور گدڑی پہننا- مخلوق سے جدا رہنا- زبان کی خاموشی نیک اور اچھی عادتیں اختیار کرنا خلاف نفس ہے- کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں- گوشہ نشینی- چلہ کشی اور سرگردان پھرنا اور ہر چیز کو چھوڑ دینا بھی خلاف نفس ہے- کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں- درس (پڑھنا اور پڑھانا) اور خدا تعالیٰ کی شناخت کرنا بھی خلاف نفس ہے- کیا اس سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں-

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس گر سلطان ہو کر ہوگیا مسند نشین
(مثل) سگ ابلچ کی چکی کے گرد گھومے گا بالیقین

اگر نفس کو بھوکا رکھا جائے تو اس میں بندگی کی قوت و طاقت نہ رہے گی- اور طاعت سے رک جائے گا- اگر نفس کو (خوب) سیر رکھا جائے تو وہ پر شہوت- پر ہوا- پر فتنہ ہو جائے گا- پس اس (بیماری) کا کیا علاج کرنا چاہیے؟ قولہ تعالیٰ- لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کسی بھی نفس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہمت سے زیادہ مکلف نہیں بنایا- اس لئے جو نفس بھوک سے آرام پائے اور وہ (ایسی حالت میں) ذکر اور طاعت میں حلاوت حاصل کرے- (اس کو اسی

حالت گرسنگی) میں زہد و ریاضت کرنا چاہیے- جو نفس بھوک کی حالت میں ذکر و طاعت میں لذت نہ پائے- (اور طبیعت میں) ولولہ- وسوسہ- کفر نفاق پیدا ہو جائے- تو اس کو زیادہ کھانا دینا چاہیے- لیکن شرط یہ ہے کہ نفس جب سیر ہو جائے تو اس میں بدی کے آثار پیدا نہ ہو جائیں- بلکہ وہ اس طاقت سے آرام پائے مطیع اور فرماں بردار بن جائے- ورنہ اسے نیم سیر اور نیم گرسنہ رکھنا چاہیے اور یہی نفس کا لوازم ہونا چاہیے- نفس کو قوت لایموت یعنی اتنی خوراک جس سے وہ مرنہ جائے دیتے رہنا چاہیے- اس کو ذکر اللہ پر لگائے- اور نفس کو (آگاہ رکھے) کہ اس کا (اصلی) گھر زیر زمین قبر کے اندر ہے (تاکہ وہ) اپنے لباس کو بطور کفن اختیار کرلے- اور (تصور) کی آنکھوں سے حشر (نفسانفسی کے عالم) کا تماشہ کرتا رہے- تاکہ جمیعت خاطر اور دل کی صفائی حاصل ہو- اور دل پر کوئی آلودگی اور کدورت باقی نہ رہے- اور تمام حجابات جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان موجود ہیں اٹھ جائیں- نفس لڑائی جھگڑے سے باز آکر آرام پکڑلے- الحدیث- مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اور مرنے سے پہلے مر جاؤ کا مصداق بن جائے-

نفس کیا ہے؟ نفس موٹے تازے سور کی مانند ہے- جو کافروں جیسی خو اور خود پرستی اپنے اندر رکھتا ہے-

سنو!

بیت

وجود آدمی میں سو سور کی مثل ہے (نفس)
یا سور مارا چاہیے یا پہن لو زنار بس

اے نفس جو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ اے نفس فتنہ انگیز پر ھوی
اے نفس مذول بادشاہ اے نفس جو "انا" (خیر منہ) سے گمراہ ہے۔ اے
نفس (جو کبھی) عالم۔ متعلم مفتی قاضی۔ محتسب صاحب حساب (بن جاتا ہے)
۔ اے نفس حرام کھانے اور رشوت لینے والا (بھی تو ہی ہے)۔ اے نفس تو
کبھی مرشد ہادی صاحب ارشاد (کہلانے لگتا ہے) اے نفس تو خود پرست بھی
ہے۔ حرص حسد میں فریاد کرنے والا بھی تو ہی ہے۔ اے نفس سلطان
العارفین عاشق معشوق کا (دعوی دار بھی تو ہی ہے)۔ ہر دروازہ پر گدا کرنے
والا طامعی اور مخلوقات (کا طلبگار بھی نفس ہے)

مرد فقیر وہی ہے جو کسی حال میں بھی نفس کو فرصت نہ دے کہ وہ طاعت سے
باز رہے۔ خواہشات نفس (کی پیروی نہ کرے) خلاف نفس (عمل) اختیار
کرے ہمیشہ اس کے ساتھ جھگڑا کرتا رہے کہ اے نفس تو نے کوئی عبادت بھی
ایسی نہیں کی جو خدا تعالیٰ کی بارگاہ کے لائق ہوتی۔ جس سے تو قیامت کے
روز خلاصی پالیتا۔ نہ ہی تو نے اللہ تعالیٰ کی شناخت کی جیسا کہ اس کی
شناخت کا حق ہے۔ انبیاء اور اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے (وجود
میں) اس طرح گداز ہوگئے ہیں جس طرح کٹھالی میں سونا پگھل جاتا ہے۔
بزرگان (دین) نہ تو عمر بھر (خواب غفلت) میں سوئے ہیں اور نہ ہی انہوں نے
اپنا پہلو زمین سے لگایا ہے۔ اور نہ ہی انہوں نے اپنے نفس کو دنیاوی لذات
دی ہیں۔ یہ اس لئے کہ کہیں قیامت کے روز خدا تعالیٰ اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اب یہ تجھ پر منحصر ہے کہ
تو نفس کے کاموں کا مشاہدہ کرتا رہے۔ اور اس کی تباہ کاریوں سے بچنے کے

لئے (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں درخواست کرتا رہے۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مظلوم کی دعا
ضرور قبول ہوتی ہے۔ پس فقیر ہی نفس کے ستائے ہوئے ہیں۔ قال علیہ
السلام۔ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی حِجَابٌ
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی آہ سے ڈرو بے شک
اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ پس ستم رسیدہ فقیر اور
اہل اللہ میں جو نفس کے ظلم سے عاجز ہیں۔ (لیکن پھر بھی) خدا تعالیٰ کے
ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ ایسے فقراء سے ڈرنا چاہیے جو حالت شہوت میں بھی
(شہوانی جذبات سے مغلوب نہیں ہوتے) بلکہ باشعور رہ کر (غرق) فنا فی
اللہ حضور بر نظر اللہ منظور ہوتے ہیں۔

غضب کی حالت میں نفس درندہ ہے۔
گناہ کی حالت میں نفس معصوم طفل بن جاتا ہے۔ (جیسے گناہ کا علم ہی نہ ہو)
نعمت کھاتے ہوئے نفس فرعون ہے
سخاوت کے وقت نفس قارون ہے۔
بھوک کی حالت میں نفس باؤلے کتے کی مانند ہوتا ہے۔
پیٹ بھر کر کھانے سے نفس گدھے کی مانند تکبر سے چلنے لگتا ہے۔

بیت

جب نفس بھوکا ہوتا ہے تو کتے کی طرح غراتا ہے
جب پیٹ بھر جاتا ہے تو گدھے کی طرح اتراتا ہے

اگر نفس کو سیر رکھا جائے تو نافرمان ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو بھوکا رکھا جائے تو رونے اور فریاد کرنے لگتا ہے۔ اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا و رسول کا واسطہ دیں اور تمام انبیاء اصفیاء اولیاء اور صلحا کو شفیع لائیں۔ آیات و روایات اسے پڑھ کر سنائیں۔ موت کا خوف اور عذاب قبر منکر نکیر کے سوال جواب یاد دلائیں۔ فقہ کے مسائل اعمال نامہ اور قیامت کے روز نفسا نفسی۔ میزان و پل صراط اور دوزخ و جنت کی اسے سیر کرائیں تو بھی یہ موذی گناہ سے ہرگز باز نہیں آتا۔ مگر توفیق الٰہی اور کامل مکمل مرشد کے دست بیعت اور وسیلہ سے (نفس کو مسلمان کیا جاسکتا ہے)

جس وقت طالب گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو (کامل مکمل مرشد کو) یقیناً آگاہی ہو جاتی ہے۔ وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ بذریعہ الہام اسے کہہ دیتا ہے۔ یا پیغام دے دیتا ہے یا ہاتھ مار کر اسے (گناہ سے روک) دیتا ہے۔ اسی لئے وسیلت فضیلت بہتر ہے (کہا گیا ہے) ۔ فضیلت نفس کو محتاج بنا دیتی ہے۔ اور وسیلت سے (طالب) لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اہل فضیلت پر نفس غالب ہوتا ہے اور صاحب وسیلت نفس پر غالب ہوتا ہے۔ اس کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔ عالم (جو فضیلت کا طلب گار ہے) وہ سونے چاندی کی مثل ہے۔ اور وسیلہ فولاد کی مانند ہے۔ جس سے تلوار بنائی جاتی ہے۔ (جو ہر شے کو کاٹ ڈالتی ہے)

ابیات

حریص نفس نفیر و شکر کا طالب رہتا ہے۔
وہ (زاہد) بوقتی جاگیر کا طالب رہتا ہے۔
باھو اورنگ شاہی شاہوں کی گدائی سے بہتر

طلب اللہ فقیر میں رہنا (شاہوں کی بادشاہی سے بہتر)

باھُوؔ! نفس بد کافر ہے یا جلاد۔ بس جس طرح کافر کا زنار توڑنا اور جلاد کا حرام خوری چھوڑ دینا مشکل ہے (اسی طرح نفس کا مسلمان ہونا مشکل ہے) جب نفس مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کے لئے سور (حرام) کھانا اور گلے میں کفر کی مالا پہننا مشکل ہو جاتا ہے۔ سیم و زر اہل دنیا کی زیب و زینت ہے۔ اور نفس پر فولادی تلوار سے ضرب لگانا اہل دین کا کام ہے۔ جو کافر نفس سے (جہاد کرتے) اور جنگ لڑتے ہیں۔ سیم و زر (کی طلب) طمع اور ریاکاری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور نفس کو قتل کرنا خدا تعالیٰ کی طلب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور زندہ نفس شیطان، ہیں یا دیو ہیں یا غول بیابانی ہیں۔

نفس کیا ہے؟ شیطان کیا ہے؟ اور دنیا کیا ہے؟

نفس (وجود میں) بادشاہ ہے۔ شیطان اس کا وزیر ہے۔ اور دنیا ان دونوں کی ماں ہے جو ان کی پرورش کرتی ہے۔ الحدیث۔ اِنَّمَا الشَّیطَانُ بَصِیْرٌ مَسْتُولِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ ؕ بے شک شیطان کو انسان پر مسلط کیا گیا ہے۔ یعنی سوائے اس کے نہیں کہ شیطان (اہل دنیا) پر غالب ہو کر رہتا ہے۔ جس دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے وہ دل شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ جس نے سرکشی اختیار کی اور دنیاوی زندگی کو (آخرت) پر ترجیح دی پس یہی دوزخ ان کا برا ٹھکانہ ہے۔

جو دل شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے۔ اس دل پر چار موکل (مسلط) ہو جاتے ہیں۔

اول۔ خناس دوم خرطوم سیوم وسوسہ چہارم خطرات
(یہ موکلات) نفس کے قائم مقام ہیں۔ (جبکہ) صدق خلاف نفس ہے اہل
صدق جو (نورفی اللہ) میں مستغرق ہوتے ہیں۔ ان کے لئے حضوری و
غفلت برابر اور خواب و بیداری برابر۔

قولہ تعالیٰ - وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کوئی شے بھی ایسی
نہیں جو (اللہ تعالیٰ) کی حمد و تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن (ایسی تسبیح) کے لئے
شرط یہ ہے کہ دل (زندہ) ہو۔ نہ کہ (ایسا دل) جو شیطان کا گھر ہو جو نفس
روح سے مل جاتا ہے۔ ایسا نفس اور روح خدا تعالیٰ کی عبادت (صرف) خدا
تعالیٰ کی (طلب میں) ہی کرتا ہے۔ چنانچہ رابعہ بصری سے خدا تعالیٰ نے پوچھا
کہ تو میری عبادت کس لئے کرتی ہے؟ دوزخ کے خوف سے یا بہشت کی امید
میں۔ رابعہ بصری نے عرض کی۔ میرے مولیٰ۔ اگر میں تیری عبادت دوزخ
کے خوف سے کرتی ہوں تو (سب سے پہلے) مجھے دوزخ میں جلا دینا۔ اگر میں
تیری عبادت بہشت کے (لالچ) میں کروں تو مجھے بہشت نصیب نہ کرنا اور اگر
میں تیری عبادت (خالص تیری ذات) کے لئے کر رہی ہوں تو پھر مجھ سے اپنے
دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے
باہر نکلے اور مخنث لوگوں کے درمیان سکونت اختیار کرلی۔ مریدوں نے عرض
کی یا حضرت یہ کیسی رہائش کی جگہ ہے۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ لوگ
تین قسم کے ہیں۔ مرد، عورت، مخنث۔ مرد تو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ
تھے۔ اور عورت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا اور میں ان دونوں

(گروہوں) میں سے نہیں ہوں۔ پس مجبوراً اس گروہ میں آگیا ہوں۔ پس اہل
ذکر فکر اہل زن ہیں۔ اور اہل استغراق ہی اہل مرد ہیں۔ جو کوئی دنیا میں ان
دونوں میں سے نہیں وہ مخنث ہے۔

سنو! ابلیس نے کہا میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی آدم
علیہ السلام نے عرض کی۔ میں نے خطا کی۔ ندا آئی میں نے معافی عطا کی۔
جس عبادت میں کبروغرور ہو وہ بری ہے۔ اور گناہ جس میں عذر (کے بعد توبہ
کرلی جائے) وہ (اس عبادت سے) بہتر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تو منزل و
مقصود کو پہنچ جائے تو ہرگز اپنے آپ کو درمیان میں نہ رکھ۔ تاکہ نفس شرمندہ
ہو کر۔ (خودنمائی اور تکبر کو چھوڑ دے)۔ نقل ہے کہ ایک روز کوئی بزرگ
بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا نفس ظاہری صورت اختیار کرکے ان کے روبرو مصلیٰ
پر آ بیٹھا۔ اس بزرگ نے کہا کہ جب میں نے اپنی صورت اپنے سے جدا
دیکھی تو پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تو ہوں۔ (یعنی تیرا نفس ہوں)۔
میں نے اپنی طاقت کو مجتمع کرکے چاہا کہ اسے ماروں۔ نفس نے چلا کر کہا کہ تم
مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ میرا مارنا میرے (یعنی نفس کے) خلاف عمل
کرنے میں ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

جس کو غم بھر دنیا ہے   وہ کمینہ پروردۂ دنیا ہے

شیطان دنیا کو کہتے ہیں۔ اور اہل نفس معصیت شیطان کو ڈھونڈتے ہیں۔

حکایت

حکایت ہے کہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے نفس سے اپنی گزشتہ عمر کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا۔ اے نفس تیری عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے جس کا مجموعہ اکیس ہزار چھ سو دن ہوتے ہیں۔ (یہ کہا) ایک آہ کھینچی اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے معتقدین نے پوچھا۔ یا حضرت یہ بے ہوشی کیسی تھی؟ آپ نے جواب دیا میں نے اپنے نفس سے اپنی عمر کے گزرے ہوئے ایام کا محاسبہ کیا کہ دنیا میں تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت کے وقت تک مہلت دی گئی تھی (لیکن تو نے تو ساری عمر کو ہی مہلت شمار کر لیا)۔ ساٹھ سالوں کے اکیس ہزار چھ سو دن بنتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے نفس تو نے ہر روز بیس گناہ تو کئے ہوں گے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر دس کئے ہوں گے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا ایک گناہ تو (لازمی روزانہ) کیا ہو گا؟ اس پر اس نے اقرار کیا میں نے کہا (اے نفس) اگر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک پتھر کسی جگہ رکھا جائے تو وہاں پہاڑ بن جائے اور اگر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مٹھی خاک ڈالی جائے تو ایک ڈھیر بن جائے۔ اے نفس! تو نے اتنے گناہ آخرت کی ہولناکی اور سزا کے (خوف) کے باوجود کیوں کئے؟ کیا تجھے خوف نہ آیا کہ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک لغزش نے ذلت میں مبتلا کر کے دنیا کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سرزنش سے یوں خطاب کیا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَعَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ آدم علیہ السلام نے "اپنے رب کے حکم پر عمل نہ کیا اور بھٹک گئے۔" ہم نے اس (حکم) پر نگاہ کیوں نہیں رکھی۔ بیچارہ آدم زادہ اتنے (ڈھیر) گناہوں کے ساتھ خلاصی کی امید کیسے رکھ سکتا ہے۔ (جب کہ وہ یہ بھی جانتا ہے) کہ عزازیل کی پیشانی پر جب لعنت کا ایک داغ لگ گیا تو اسے ابلیس کا نام دیا گیا اور تمام عالم میں یہ آواز سنی گئی۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اور بے شک تم پر جزا کے دن تک لعنت ہے۔

پس جس کسی کا نفس ضعیف ہے۔ اس کا دین قوی ہے۔ جو کوئی نفس کو قید کر لیتا ہے۔ وہ شیطان کی راہ روک لیتا اور نفس و ہوا پر (قابو پا لیتا ہے)

بیت

نفس جب پلید ہے اجلے کپڑے کا کیا فائدہ
دل میں جب کفر و نفاق ہے خاک پہ سجدہ کا کیا فائدہ

جو لوگ اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں۔ وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ پس وہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے دشمن ہیں۔ کیا تو جانتا ہے؟ کہ شیطان نفس ایک دوسرے سے موافقت رکھتے ہیں۔ دونوں کافر ہیں اور جس کسی کا نفس قید میں ہے۔ شیطان اس سے دور ہے۔ مثلاً اگر دو چور ایک گھر میں چوری کے لئے داخل ہوں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا پھر گرفتار کے پاس کبھی نہیں آئے گا اور (گرفتار) کے پاس آنے میں وہ اپنا ضرر خیال کرے گا۔ جس کسی کا چور نفس قید نہیں

ہے۔ شیطان اس کے قریب ہوتا ہے۔ وہ رحمت رحمٰن سے دور ہو جاتا ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ نفس بادشاہ کی مانند ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ جس وقت بادشاہ قیدی بن جاتا ہے تو وزیر اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ جس کسی کا نفس قیدی نہیں وہ شخص احمق ہے۔ تیسری مثال یہ ہے کہ اگر ایک گھر میں باز اور چڑیا اکٹھے ہوں۔ جب اس باز کو قید کردیا جائے تو اس چڑیا کو کوئی غم اور ضرر نہ پہنچے گا۔ اسی طرح اگر نفس کو قید کردیا جائے تو (آدمی راحت و آرام میں آجائے گا)۔ قَولُہٗ تَعَالٰی۔ وَ دَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ جس نے اپنے نفس پر ظلم روا رکھا۔ (خواہش نفس کی پیروی نہ کی)۔ وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

شریعت میں نفس امارہ ہے۔ (جس کے لئے) خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دشمن نفس کو قتل کرنا چاہئے۔ (اس مقام پر دعا کرے)۔ یا اللہ مجھے وہ آنکھیں عطا کر جس سے میں اپنے دشمن کو دیکھوں اور اسے قتل کروں۔ طریقت میں دوسرا نفس لوامہ ہے۔ اس نفس کے ذائقہ (لذات) کو چھوڑ دے۔ ہوائے نفس لوامہ کو پامال کردے اور اس پر غالب ہو جائے۔ (مقام) حقیقت میں تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اس کو آتش عشق پر ذکر اللہ سے پگھلا کر موم کرنا چاہئے۔ تاکہ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوْا کا مقام حاصل ہو جائے۔ مقام معرفت میں چوتھا نفس مطمئنہ ہے۔ جس میں (نفس) مطیع (تزکیہ) سے خالص (استغراق فی اللہ) سے موحد خاص الخاص محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ اور غیر ماسویٰ اللہ سے (ہمیشہ) استغفار کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ اے ہمارے رب ہماری بخشش کردے۔ (بالآخر) ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ کا مصداق

بن جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ میں کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ لا ینام (قلبی) فنا فی اللہ فقر کا مشاہدہ تمام حاصل ہو جاتا ہے اور بدکردار نفس (امارہ - لوامہ - ملہمہ) کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

نفس یار غار ہے جاں سے عزیز
ساتھ ہو عزیز کے نہ کر غفلت بے تمیز

فقیر کو (راہ مولیٰ) میں ترقی روز بروز (اس صورت ہوتی) ہے۔ جب وہ اپنی جان کو جلانے والا ہو نہ کہ (مال و دنیا) درہم اکٹھا کرنے والا۔ نفس کی حقیقت جان لو! تمثیل - نفس آدمی کی مانند ہے اور شیطان آدمی کے سانس کی مانند ہے۔ اگر آدمی زندہ ہو تو سانس کی آمدورفت ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد سانس رک جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی کا نفس مردہ ہو جاتا ہے تو شیطان کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ شیطان کی راہ پر چلنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دل کا (زندہ) اور نرم ہونا اس کی آبادی ہے جس سے فائدہ اور مقصود حاصل ہوتا ہے۔ آبادانی کی راہ ہی بہتر ہے تو (اس کو چھوڑ کر) ویرانی میں قدم کیوں رکھتا ہے اور نفس کی مراد کیوں پوری کرتا ہے۔ نفس (امارہ) مردار کے لئے زندگی سے موت بہتر ہے۔ (جس سے تزکیہ ہو کر وہ دائمی حیات کا وارث اور مطمئن ہو کر جنت کا حق دار بن جاتا ہے) خدائے عزوجل کی شناخت دل کی روشنی سے ہوتی ہے۔ (کیونکہ وہ روشنی جلوۂ نور ربوبیت سے ہے)۔ خدا تعالیٰ کو (دل کی) تاریکی سے شناخت نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ کوئی شب بھر (ذکر

نفل نوافل) ادا کرتا رہے پھر بھی راہ راست نہیں پا سکتا جس طرح ایک نابینا جتنی مرضی کوشش کرے ہرگز راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ اگر اس کے سامنے کانٹے' سانپ' کنواں' گڑھا' اونچ نیچ' پلیدی آ جائے تو وہ نہیں جانتا کہ میرے سامنے اچھی چیز ہے یا بری چیز جو شخص اپنے نفس کو قید کرلیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کسی نے اپنے نفس کو قید نہ کیا ہو وہ ابھی نفس اور شیطان کی رضا اور محبت میں (پھنسا) ہوا ہے۔

بیت

نفس کو سگ کہنے والے سگ بانی مت کر
تابع شیطان ہو کر شیطانی مت کر

قولہ تعالیٰ - یَا بَنِیْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ط اے اولاد آدم شیطان کی عبادت مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

جس کے دل کا میلان نفس (امارہ) کی طرف ہوتا ہے۔ اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نفس اور دل (متحد) اور ایک ہو جاتے ہیں تو روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی ہے۔ جب دل اور روح متحد ہو جاتے ہیں تو نفس ضعیف و عاجز غریب تابع ہو جاتا ہے۔ فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت نفس و شیطان کی ہزار دشمنی سے بہتر ہے۔ جس دل پر خدا تعالیٰ کی نظر رحمت ہو جاتی ہے۔ نفس و

شیطان اس دل سے جدا ہو جاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ - وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے۔ سب بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

پس نفس و شیطان شریک خدا (ہونے کے دعویٰ دار ہیں) جو کوئی راندۂ درگاہ ہے وہ اس کے ہمراہ ہیں۔ (جس کے وہ ساتھی ہیں) وہ گمراہ ہے۔ قولہ تعالیٰ - فَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ (کی بارگاہ) سے ضلالت مل جائے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔" اللہ تعالیٰ کا فضل روز ازل سے ہی (جاری و ساری) ہے۔ جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت ہزار زہد و تقویٰ سے بہتر ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بیت

تیری اک عنایت میرے علم و عمل سے بڑھ کر
قاضی کی اک رعایت ہزاروں گواہ سے بہتر

قولہ تعالیٰ - وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے ہر کوئی اللہ تعالیٰ جو حکیم ہے کے حکم میں ہے۔ خواہ وہ نفس ہو۔ شیطان ہو۔ دنیا ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور ہو (یہ سب کچھ بندوں کی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے' ظلمات اور نور کا پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے)۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامْ - فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ ؀ "حکیم (دانش مند) کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔" پس نفس چور کی مثل ہے اور طالب اللہ بمثل پاسبان ہے۔ چنانچہ پاسبان کو چور سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کامل مکمل مرشد حاکم ہے۔ (وہ حکم دیتا ہے) کہ ولایت (قلب) میں جو چور بھی پکڑا آئے اسے فوراً قتل کردیا جائے۔ تاکہ (طالب کے) وجود کے ملک ولایت میں (امن پیدا ہو جائے) اور وہ دارالسلام بن جائے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامْ - اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ "ملک اسی کا ہے جو غالب ہے۔"

اگر میں نفس و شیطان کے گناہوں کو (تو) یاد کروں اور خدا تعالیٰ کی (رحمت) کو بھول جاؤں اس سے بڑھ کر اور کبیرہ گناہ کوئی نہیں ہے۔ پس چاہیئے کہ اپنے قلب و روح سراسرار کو اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں اس قدر غرق کردے کہ وجود میں نفس' شیطان' دنیا' شہوات' حرص' حسد کر ہوا سب فراموش ہو جائیں۔ طالب جو کوشش بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔ جو کچھ بھی پہنے اللہ تعالیٰ کی خاطر پہنے اور جو کچھ بھی پیئے اللہ تعالیٰ کی خاطر پیئے۔ جزوی عقل کو چھوڑ کر کلی عقل حاصل کرے (جس سے) آخرت کے متعلق باہوش ہو جائے۔ کیونکہ عارف باللہ سب سے پہلے) نفس کی تحقیق کرتا ہے۔ اور صاحب نفس (مطمئنہ) ہو کر اپنے نفس کو رفیق بنالیتا ہے۔

سنو! کل جب روز قیامت اہل عشق محبت' صاحب شوق' اشتیاق' مشتاق دیدار اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ (فرشتوں کو) حکم دیں گے کہ ان کے خیموں کو لایا جائے اور دوزخ کے اوپر لگایا جائے جب وہ

(فقراء) ان خیموں کے سامنے بیٹھیں گے اور ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی تو دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ ناچیز اور خاک بن جائے گی اور اس آگ کی مجال نہ ہوگی کہ سر اٹھائے جب دوزخ کی آگ سرد اور پست ہو جائے گی۔ تو مخلوق کے لئے راحت و آرام کا باعث ہوگی اور لوگ عذاب دوزخ سے رہائی پالیں گے۔ اور آتش دوزخ کے اوپر خیمے لگانے کا مقصود یہی ہے۔ (کہ فقراء کی عظمت ظاہر ہو جائے اور دوزخی ان کے وسیلہ سے نجات پالیں)۔

پس دنیا بھی مثل آگ ہے۔ چنانچہ حرص دوزخ کی آگ کی مانند ہے۔ فقراء اہل اللہ جب اہل دنیا (دوزخی لوگوں) کے پاس سے گزرتے اور نظر رحمت کرتے ہیں۔ تو اہل دنیا کی حرص مرجاتی ہے۔ اور وہ اہل اللہ (ہو کر) ایک دم حق تعالیٰ سے مشغول ہو جاتے ہیں اور اشتغال ربانی راحت جاودانی کا باعث ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ حرص دنیا اور آخرت میں آتش دوزخ سے خلاصی پالیں۔ کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو کوئی میرا اور میرے دوست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صدق و اخلاص زبانی اقرار اور تصدیق دل سے لیتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ میں اس پر عذاب نہیں کرتا۔ کیونکہ آشنا اور دوست اپنے دوست پر عذاب نہیں کرتا۔ حدیث قدسی۔ اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِیْہِ وَمِنْ اَبَوَیْہِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ۔ میں اپنے بندے پر اس کے بھائی اور باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ وہ مجھ سے طلب کرتا ہے وہ عطا کرتا ہوں۔

عبد اہل عبادت کو کہتے ہیں۔ یہ فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

ایک قسم لَا اِلٰہَ

دوسری قسم اِلَّا اللّٰہ

سوم قسم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّمْ

ہزاروں میں سے (چند) ہزار ہی لا الہ (یعنی نفی تک پہنچے ہیں) اور (لَا اِلٰہَ طے کرنے والے) ہزاروں میں سے (چند) ہزار الا اللہ تک پہنچے ہیں۔ اور (اِلَّا اللّٰہ طے کرنے والے) ہزاروں میں سے (چند) ہزار مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تک پہنچے ہیں۔

پس لَا اِلٰہ فانی نفی ہے۔

اِلَّا اللّٰہ اثبات ہے۔

موت کے وقت لَا اِلٰہَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ لَا اِلٰہَ کہنے سے نفی میں محو ہو جاتا ہے۔ اور اِلَّا اللّٰہ کہنے سے اثبات حاصل ہو کر (دائمی حیاتِ نصیب) ہو جاتی ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کہنے سے پیغمبر علیہ السلام کے انتہائی مراتب (یعنی حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے)۔

یہ محبوبیت کا مقام

ہے۔ جہاں پیغمبران (عظام) پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ (اس طرح آخری وقت کلمہ طیب پڑھنے والا) قَولُہٗ تَعَالٰی - وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمَنًا جو اس میں داخل ہوا امن میں آگیا (کا مصداق بن جاتا ہے اور اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامْ - اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ جب فقر مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ ہی رہ جاتا ہے۔

پس مخلوق لا ہے۔ اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔ اور مخلوق ناسوت سے

ہے۔ اور اہل اللہ فقرانا سوتی نہیں۔ (کامل) مرد وہی ہے۔ جو شریعت تمام (کا عامل) اور باطن میں ہمیشہ بغیر کلام کے (ہم کلام) اور ہمیشہ ذکر فکر میں مشغول رہے۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامْ۔ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ حضور پاک صَلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا۔ کہ فکر کے بغیر ذکر (گویا) کتے کی آواز ہے۔ ان کی محبت استغراق (فی اللہ) میں غرق ہونے میں ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ روز قیامت سے پہلے ہی (اس دنیا میں) ان کا مقصود انہیں عطا کردیتے ہیں۔ تجلی انوار (اسم اللہ ذات) سے مشرف کردیتے ہیں۔

ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایک شہر میں ایک بت پرست اپنے سامنے ایک بت رکھ کر یارب - یارب - یارب پکار رہا تھا۔ مقام ربوبیت سے آواز آئی لبیک عبدی۔ اے میرے بندے میں تیرے لئے حاضر ہوں۔ میں نے عرض کی اے پروردگار! بت پرست کو تو نے کیسے جواب دیا۔ حکم ہوا اے جبرائیل علیہ السلام اگر وہ اپنے رب کو فراموش کرچکا ہے مگر میں تو جانتا ہوں کہ اس کا رب کون ہے؟ پس اپنے نام کو کیسے بھلا دوں۔ میری بارگاہ میں غلطی کا کیا کام۔ درحقیقت رب میں ہی ہوں اس لئے جو کوئی مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کا سوال پورا کرتا ہوں۔ اے فضول شخص (اللّٰہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھ) اور اس حضرت بے نیاز سے کرم (کا سبق سیکھ۔ تکبر کو چھوڑ دے - (کہ تو گناہ گاروں سے نفرت کرتا ہے)۔

چنانچہ ایک دفعہ ایک ولی اللہ کی ملاقات ایک فرشتہ سے
ہوئی۔انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو فرشتہ نے جواب دیا کہ
ایک یہودی کو مچھلی پکڑنے کی خواہش ہے جبکہ پانی میں کوئی
مچھلی موجود نہیں ہے - رب العالمین نے یہ حکم دیا ہے کہ دریا
سے ایک مچھلی لے کر اس کو پانی میں چھوڑ دوں تا کہ یہودی
اپنی دلی مراد (مچھلی کے شکار) کو حاصل کرلے۔اور حق تعالیٰ کی
بارگاہ سے ناامید نہ لوٹے۔پس (طالب حق) کو یقین
رکھنا چاہیئے کہ جو (ذات) اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا سلوک
کرتی ہے۔وہ اپنے دوستوں کو اپنی (رحمت) سے کیسے محروم
رکھ سکتی ہے۔قولہ تعالیٰ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ۔ ایسا اس لئے ہے
کیونکہ ایمان والوں کا مولیٰ اللہ ہے۔ اور کافروں کا مولیٰ کوئی
نہیں۔

کیا تو جانتا ہے کہ جب ابلیس لعین (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ
میں رحمت کے مراتب سے معزول کر کے لعنت میں گرفتار ہوا
اور اسفل السافلین میں علیین سے سجین کے مقام میں داخل کیا
گیا۔تو اس نے نفس و دنیا (کے ساتھ ساز بازی) اور تینوں نے
اولاد آدم کو ذلت و ہلاکت میں مبتلا کرنے کے لیئے ایک
دوسرے سے اتفاق کیا اور ایک دوسرے کے (ہاتھ پر) بیعت
کی۔ ابلیس نے کہا میں (لوگوں کو) بندگی سے روک کر گناہ میں
مبتلا کر دوں گا۔اور عبادت سے گناہ کی طرف دلالت کروں

گا۔(مثلاً"جب بندہ ہی خدا کا دوسرا روپ ہے تو پھر نماز روزہ
عبادت کیسی؟ نفل نماز بیوہ عورتوں کا کام ہے۔روزہ روٹی کی
بچت ہے۔اور حج جہان کی سیر جب خدا کو دیکھا نہیں تو عبادت
کس کی؟ ابلیس شریعت پر موکل ہے -ایسے ہی دلائل سے
لوگوں کو خدا تعالیٰ کی بندگی سے روک کر گناہ میں مبتلا کر دیتا
ہے)

دنیا نے کہا میں انہیں خواہشات میں مبتلا کر کے ان کو
ہلاک کر دوں گی -حتیٰ کہ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (میری) بندگی
اختیار کریں گے)

نفس نے کہا میں نے انہیں خواہش شہوت میں دیوانہ کر
دوں گا۔(اگر وہ بوڑھے ہو کر اس قابل نہ ہوئے) تو انہیں
نظر بازی میں مبتلا کر کے خراب کر دوں گا۔اور راہ حق سے
بھٹکا دوں گا۔

طالب اللہ کو چاہیئے کہ ان تینوں کی پہچان ان کے افعال
سے (اپنے وجود میں کرے اور آگاہ ہو جائے کہ وہ کس بیماری
میں مبتلا ہے) اور ناشائستہ افعال کو ترک کر دے۔

جب عابد -عارف باللہ کے وجود میں توفیق الٰہی سے
شریعت۔طریقت حقیقت۔معرفت کا علم پیدا ہو جاتا ہے۔ذکر
اللہ سے قلب کی زندگی (نصیب ہو جاتی) ہے -فنا فی اللہ ہو جاتا
ہے۔امر معروف۔توکل۔حیاء۔صبر۔خوف و رجا۔عشق و
محبت۔توحید وحدانیت۔تجرید و تفرید سے یہ تینوں مردود دفع

ہو جاتے ہیں۔ (کامل) فقیر کو کسی دنیا دار کے گھر لے جانے سے بہتر ہے کہ اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔

اگر کسی کو علم کی فضیلت کی وجہ سے حق حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا۔ کیونکہ ابلیس زاہد صاحب اطاعت تھا۔ (اس وجہ سے) اس میں کبر و انا پیدا ہو گیا تھا - کہ میں سب سے بڑا زاہد و عابد ہوں) اس سے وہ مردود ٹھہرایا گیا۔

اگر کسی کو علم کی فضیلت کی وجہ سے حق حاصل ہوتا تو وہ بلعم باعور کو ہوتا۔ کیونکہ اس سے متعلقہ مسجد میں بارہ ہزار قلم دوات جو ہمہ وقت زیر و زبر قاف تا قاف ہر حقیقت تحریر کرتی تھیں مصروف رہتی تھیں۔

اگر کسی کو دنیاوی مال و زر درم و دینار سے حق حاصل ہوتا تو وہ قارون کو ہوتا کیونکہ وہ اپنے خزانوں کے بوجھ سے تحت الثریٰ تک جا پہنچا۔

اگر کسی کو خدائی کا دعویٰ کرنے سے حق حاصل ہوتا۔ (جیساکہ اکثر جاہل خود نما بزعم خود فقیر دعویٰ کیا کرتے ہیں) تو وہ فرعون کو ہوتا کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔

اگر کسی کو جہالت سے حق حاصل ہوتا تو ابو جہل کو ہوتا۔

حق محبت و اخلاص سے حاصل ہوتا ہے ایسا (محبت و اخلاص) جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کے ساتھ کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی ذاتی غرض پوشیدہ نہ ہو) چنانچہ اصحاب

کہف کا کتا (اصحاب کہف کی) محبت و اخلاص کی وجہ سے کتوں کی جماعت سے نکل کر آدمیوں کے سلسلہ میں داخل کر دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ اور چھٹا ان کا کتا ہے۔ (وہ) بغیر دیکھے اٹکل پچو بات کہتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹے تو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک کتے سے کمتر نہ ہو جا۔

فقر تین قسم کا ہے

اول (فقر) فنا لاالہ نفی ہے۔

دوم فقر بقا الا اللہ ہے۔

سیوم فقر منتہی ہے جو (مجلس) محمدی ﷺ کا رہنما ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سے یگانہ فقیر وہ ہے جو اللہ سے یگانہ ہو جو کوئی غیر اللہ اہل دنیا سے یگانہ ہے وہ اللہ سے بیگانہ ہے پس یگانگی اور بیگانگی (دل) کے ایک خانہ میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور جب تک انسان نیست نہ ہو جائے۔ (مثل دانہ زمین میں گل نہ جائے) وہ کبھی لقاء حاصل کر کے (حیات نو نہیں پا سکتا)

آدمی کے وجود میں چار قسم کی فانی لذتیں موجود ہیں۔ پانچویں لذت حق تعالیٰ کی (محبت کی لذت) ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ پہلی (نفسانی) لذت (لذیذ) کھانے اور ان کا چسکا ہے۔ دوسری (نفسانی) لذت عورت سے مجامعت کی ہے۔ (کہ اسی کام کا ہو رہے) تیسری (نفسانی) لذت حکومت

کرنے کی خواہش حکم دینے اور حاکم بننے کی ہے۔ چوتھی (نفسانی) لذت علم فضیلت حاصل کر کے ۔
(طرہ دستار باندھنے کی ہے) جبکہ پانچویں لذت جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی لذت ہے۔ طالب کے وجود میں پیدا ہو جاتی۔ تو (مذکورہ) چاروں (نفسانی) لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ کسی (لذت) سے اس کو خوشی حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ مریض کو کسی قسم کا کھانا اچھا نہیں لگتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں دس چیزیں پیدا کی ہیں۔ ان میں سے دو کان دو آنکھیں دو پاؤں دو ہاتھ اور زبان (یعنی) نو ایک طرف اور دسواں پیٹ ایک طرف ہے۔ جب پیٹ بھوکا ہوتا ہے تو نو سیر ہوتے ہیں۔ اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو (باقی) نو بھوکے ہو جاتے ہیں۔ (اور ہر قسم کی لذات خواہشات سے اپنی بھوک مٹانے لگتے ہیں) جس کسی کا نفس اس کی تابع (فرمان) اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ بھوکا رہے یا شکم سیر (اسے کچھ فرق نہیں پڑتا) کیونکہ اس کی چشم باطن روشن ہوتی ہے۔

ابیات

دونوں آنکھیں سردل یکتا ہو سرتاج
اس وقت واصلوں کو ہو معراج
اگرچہ شکم سیر ہو پھر بھی نہ نور ہوتا ہے
کیونکہ واصل تو دائمی حضور ہوتا ہے
وہاں پر کمزوری نہیں جسم و جاں کی
نہ ہی وہاں پر ذکر و فکر زبان کی
باھُونہ سجادہ نہ تسبیح نہ گدڑی نہ جبہ و دستار
اپنے دل میں سجدہ ہے اور ہے مجھے دیدار یار

قال علیہ السلام۔ اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن
نماز مومنوں کی معراج ہے

مقام شریعت کنویں سے نکلنے اور (بہنے) والے پانی کی مانند ہے
مقام طریقت کی (مثال) بادل اور (بادلوں) کو لانے والی (ٹھنڈی) ہوا کی ہے۔
مقام حقیقت باران رحمت کی طرح ہے (جو حیات نور کا مژدہ سناتی ہے۔
مقام معرفت بہنے والی ندی کی مانند ہے (جس سے ہر کوئی سیراب) ہوتا ہے۔
مقام عشق محبت فنا فی اللہ گہرے دریا کی طرح ہے۔ جو گندگی پیشاب پلیدی (وغیرہ) اس میں گرتی ہے وہ اس سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر اس دریا سے ہزاروں نالے نکالے جائیں اس کا پانی کبھی کم نہیں ہوتا۔ اور اگر ہزاروں نالے اس میں آ ملیں وہ سب دریا

ہی بن جائیں

(راہ فقر) کا پہلا دروازہ شریعت ہے۔(کیونکہ فقر کا کوئی مقام شریعت سے باہر نہیں)

(راہ فقر) کا دوسرا دروازہ طریقت ہے(اور یہ رسول پاک ﷺ کا طریقہ ہے)

(راہ فقر) کا تیسرا دروازہ حقیقت ہے(کہ عمل وہی حقیقی ہے جو صرف اللہ کی خاطر ہو)

(راہ فقر) کا چوتھا دروازہ معرفت ہے(کہ حصول جنت کی خاطر عبادت محض مزدوری ہے)

اور عشق محبت (الٰہی) میں یگانگی کا گھر اور مقام ہے۔(جس میں عشق مجازی کی بدعت کی کوئی راہ نہیں)۔جو شخص شریعت۔طریقت۔حقیقت۔معرفت کو طے بھی کر لے) تو بھی وہ ابھی حق کے (دروازہ) کا دربان ہے۔ جب تک کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی محبت میں محو ہو کر محرم اسرار نہ ہو جائے۔

ابیات

بڑی شرمندگی ہے حق سے دوری
پریشان دل کو نہ حاصل حق حضوری

سیر دل کی بھی دو اقسام ہیں۔
ایک تو اہل قلب ہیں
دوسرے اہل سلب ہیں
قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پرنور اور(ہمیشہ) زندہ رہتا ہے۔اہل

سلب ذکر اللہ نہ کرنے کی باعث مردہ دل دونوں جہانوں میں شرمندہ اور روسیاہ ہوتے ہیں۔جس کسی کا ذکر قلب جاری ہو کر(قلبی نوری وجود) آشکارہ ہو جاتا ہے۔تو (بندے) اور اللہ کے درمیان جو حجاب اکبر ہے وہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ قلبی ذاکر ہمیشہ عرش کے اوپر سیر کرتا ہے وہ ذوق سے مشاہدہ میں (محو) رہتا ہے۔ وہ مینڈک کی مانند ٹرانے والے (ذکر میں) سرگرداں نہیں رہتا۔

بیت باھُوؒ

تجھے شرمندگی ہو گی ایسے ذکر سے
کہ جس دم میں نہیں ہے ذکر شاید

ذکر اسے کہتے ہیں جو ذاکر پر موکل ہو جائے۔جس سے وہ شب و روز بے قرار بے آرام رہتا ہے۔(ایسے ذاکر پر) زبانی ذکر و فکر حرام ہو جاتا ہے۔اور صبر و شکر کرنے والے بے حضور ذاکر بھی خطرات میں مبتلا رہتے ہیں۔قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

بیت

جب معدہ خالی ہو بغیر طعام
اس وقت معراج ہو گا پھر تمام

صبر و شکر کرنا بھی بیوہ عورتوں کا کام ہے۔جو خام (فقراء) کا مقام ہے۔جس عورت کا شوہر مر جاتا ہے۔۔اسے دوسری عورتیں کہتی ہیں کہ رونا دھونا چھوڑ۔صبر و شکر کرکہ خدا تعالیٰ حی و قیوم

ہے (معاذ اللہ) وہ مردہ نہیں ہے۔ اصل صبر و شکر یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا اور دنیا کی محبت کو چھوڑ کر صبر کر لے اور شکر کر لے کہ الحمد للہ حق تعالیٰ نے مجھے فقر عطا کیا ہے جو پیغمبروں کی میراث ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ط

(زبانی شکر کے ساتھ ساتھ) عملی شکر اختیار کرو۔ اور بہت ہی کم لوگ ایسا شکر کرنے والے ہیں۔

پس ذاکر حقیقی اور صابر تحقیقی کے بغیر فقر پر کوئی دوسرا شخص شکر کرنے والا نہیں ہوتا۔ (بلکہ) لوگ تو دنیا اور دنیاوی نعمتوں پر (زبانی شکر کرنے والے ہوتے ہیں) حالانکہ دنیاوی نعمت کوئی نعمت نہیں (اصل نعمت تو حصول فقر کا عملی پہلو ہے) دنیاوی نعمتیں تو قیامت کے روز تلخ ہو جائیں گی۔

قولہ تعالیٰ۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ط (اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ دنیا میں کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بے جا اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے یہ آیت بھی وجود سے متعلق ہے۔

بیت

عشق و فقر میں نہیں راہ دانش و پند
جو بھی حق میں کامل ہوا وہی دانشمند
گرچہ ملامت و رسوائی ہو حاصل

علم وہی ہے جو کر دے تجلی واصل
یہ بس جہل ہے جو تو پڑھتا ہے (جانی)
دنیا کی عز و جاہ کا (علم) محض نادانی

بیت باھُوؒ

دلق پوشی بہتر ہے گرچہ ہو نمد
ہم نشینی جس سے ملے یار صمد

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ جَعَلْتُ فِي النَّفْسِ طَرِيْقَةَ الزَّاهِدِيْنَ وَ جَعَلْتُ فِي الْقَلْبِ طَرِيْقَتَهُ الرَّاغِبِيْنَ وَ جَعَلْتُ فِي الرُّوْحِ طَرِيْقَتَهُ الْعَارِفِيْنَ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ نفس کی (زبانی عبادت) زاہدین کا طریقہ ہے۔ قلبی (ذکر میں) راغبین کا طریقہ ہے اور روحی (عبادت) کا طریقہ عارفین کا ہے۔

بیت

باھُوؒ نہیں رہتا کوئی پردہ نفس و ہوا کا
جب دل میں آ جاتا ہے ذکر خدا کا

باب پنجم

ذکر علماء و فقراء و ذکر اللہ

(اولٰی و اجل و اتم و اکبر)

علماء وہی ہیں جو وارث انبیاء ہوں۔اور آثار محمدی ﷺ (ان کے حال و اعمال) سے ظاہر ہوں۔وہ آئین خدا کے (پابند ہوں)

طالب کون ہے؟

جو اطاعت گذار ہو اور طلب علم (اس کا) مقصود ہو۔

عالم کون ہے؟

جو عاموں سے نکل کر خاصوں میں داخل ہو جائے۔

فاضل کون ہے؟

جس کا فیض دریا کی مانند (جاری ہو)

دانشمند کون ہے؟

جو اپنے نفس کے (افعال بد پر) مدعی ہو اور اپنے آپ کا محاسبہ کرنے والا ہو۔یہ تمام کام علمائے عامل اور فقرائے کامل کے ہیں۔

علم کی دو اقسام ہیں

۱۔علم رحمانی ۲۔علم شیطانی

علم رحمانی سے ترک دنیا اور اطاعت (بندگی) پیدا ہوتی ہے۔اور علم شیطانی سے حب دنیا حرص حسد کبر (پیدا ہوتا) ہے۔اور اہل بدعت ہو جاتا ہے۔

طالب مولیٰ کون ہے؟

جو دل کا طواف کرنے والا ہو۔اہل ہدایت پر صدق دلی رکھتا ہو۔جیسے کہ ابا بکر صدیق صاحب صدق ہیں۔عمر خطاب صاحب عدل ہیں۔حضرت عثمان صاحب حیاء ہیں ۔حضرت علی صاحب غزا (غازی) و صاحب رضاء ہیں۔اور سرتاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین و آمین رسول رب العالمین صاحب شریعت اور صاحب سر محمد رسول اللہ ہیں۔"طالب المولیٰ مذکر" کیونکہ طالب مولیٰ ہی مرد ہوتا ہے۔قولہ تعالیٰ۔اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔جن کو علم عطا کیا گیا ہے وہ بڑے درجات والے ہیں۔علم کے ساتھ عمل ہونا چاہیے۔نہ کہ ایسا (بے عمل) علم جو گدھے کا بوجھ ہو۔الحدیث۔اَلْعِلْمُ نُكْتَةٌ وَكَثْرَتُهَا لِلْجُهَّالِ۔علم ایک نکتہ ہی اور اس کی کثرت عمل کے لئے ہے۔جو شخص علم پر عمل نہیں کرتا۔علم اس کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔الحدیث۔اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَاءِ۔علماء وارث انبیاء ہیں۔اور اتباع انبیاء علیہ السلام کرنے والے علماء ہی وارث انبیاء ہیں۔(ایسے علماء) میں فسق و فجور۔جھوٹ۔حسد۔کبر۔حرص نہیں ہوتی۔وہ حق کے (علمبردار) اور راستی کے رہنما ہوتے ہیں۔الحدیث۔لولا الحسد فی العلماء لصارو بمنزلتہ الانبیاء۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اگر علماء میں حسد

نہ ہوتا تو وہ انبیاء کا مرتبہ پا لیتے۔علمائے (حق) وہ ہیں جو پہلے دنیا کو تین طلاقیں دے دیتے ہیں۔اور دوسری بڑی سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح بجا لاتے ہیں کہ اپنے گھر کا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیتے ہیں۔تیسرے خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (کی اتباع سے) بے طمع بے ریا اطاعت کے طلب گار خدا پرست اور اہل ترس بن جاتے ہیں۔جتنا وہ زیادہ علم پڑھتے ہیں عمل و بندگی میں بڑھتے جاتے ہیں۔جس کی بندگی اور خدا ترسی کے عمل میں زیادتی نہ ہو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی جہالت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ علم جاننے کو کہتے ہیں۔جو کوئی نادان ہے۔وہ جہالت کا گھر ہے۔جو مصیبت سے پر ہے۔

علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟

جو شخص فقیر ہے وہ عالم بھی ہے۔جو عالم ہے وہی ولی اللہ ہے۔جو ولی اللہ ہے وہ خدا سے پیوستہ ہے۔ علماء طالب علم اور فقراء طالب مولیٰ ہوتے ہیں۔عالم کی نظر حروف سطر و ورق پر ہوتی ہے۔اور صاحب معرفت فقیر کی نظر معرفت و (حضوری) پر۔ علماء کہتے ہیں کہ مسائل فقہ یاد کرو۔فقیر کہتا ہے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔(قولہ تعالیٰ (فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا) اور علم کو ترک کر دو۔عالم کو روزی معاش زرو سیم کا انتظار ہے۔فقیر دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہے۔علماء کہتے ہیں کہ دنیا دار نیک صالح مرد کا ہاتھ پکڑ لے۔فقیر کہتا ہے کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑنا مطلق حرام ہے۔قال علیہ السلام۔اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا مردار ہے

اور اس کے طلب گار کتے ہیں۔

دنیا میں تین قسم (کے لوگ ہیں)

۱۔اہل دنیا ۲۔اہل علماء ۳۔اہل فقراء

جب صبح ہوتی ہے موذن اذان دیتا ہے۔گویا کہ اسرافیل نے صور پھونکا۔حشر قائم ہو گیا۔لوگ نیند سے بیدار ہو گئے) اہل دنیا کو (دنیا) دوزخ کی جانب کھینچتی ہے۔اور اہل علم کو مسائل (جنت کی طرف) اور اہل فقراء دیدار الٰہی (سے مشرف) ذکر مذکور (سے با الہام) وحدانیت (کے نور) میں غرق ہو جاتے ہیں۔

مصرعہ

جب اہل دنیا مرتا ہے تو (دنیا) میں مبتلا مرتا ہے
جب وہ قبر سے اٹھتا ہے تو (دنیا) میں مبتلا اٹھتا ہے

علماء اہل شعور اور صاحب فہم ہوتے ہیں۔فقراء اہل حضور صاحب وہم ہوتے ہیں۔(ان کا وہم مقام وحدانیت سے ہوتا ہے۔)

صاحب شعور (دنیا دار) کا دل خدا کی نظر (رحمت سے محروم) رہتا ہے۔کیونکہ وہ شب و روز لکھنے پڑھنے میں مصروف ہوتا ہے۔(صرف) حضوری والا دل ہی منظور ہوتا ہے۔حضوی منظوری والے دل کا کیا فرق ہے؟صاحب حضور کا دل پردرد ہوتا ہے۔اس (دل) کی مراد موت سلیم میں ہے۔(جس سے قلب سلیم بحق تسلیم ہو کر وہ سلامتی میں داخل ہوجاتا ہے۔)وہ اشغال اللہ میں مصروف) توحید رب کریم میں مستغرق رہتا ہے۔اور شیطانی

ناشائستہ کاموں سے بیزار ہوتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ میں اللّٰہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اللّٰہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ اپنے کاموں کی ابتداء کرتا ہوں۔ (اور اسی سے انجام بخیر چاہتا ہوں)۔ اول قسم بِسْمِ اللّٰہ ہے۔ دوم قسم الرحمان ہے سیوم قسم الرحیم ہے۔ اسم اللّٰہ دل پر لکھا ہونا چاہیئے۔ الرحمان سے مومن کافر منافق کو رزق ملتا ہے۔ اور الرحیم سے مومن مسلمان ہو جاتا ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ علم زیادہ سے زیادہ پڑھو اور بادشاہ یا قاضی کے مصاحب بنو۔ فقیر کہتا ہے کہ توکل کی راہ اختیار کر اور باخدا راضی رہو۔ علماء کہتے ہیں کہ صرف و نحو پڑھو کیونکہ علم اصول کا (پڑھنا) بہت (خوب ہے)۔ فقیر کہتا ہے کہ فنافی اللہ میں غرق ہو جاؤ۔ جاہل (مت بنو) اور علم کو بھول جاؤ۔ علماء کا کہنا ہے کہ بے علم ابو جہل کی مانند ہے۔ فقیر کہتا ہے۔ کہ علم لدنی ایک حرف ہے جو پڑھنے میں آسان ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ اور ہم نے اسے علم لدنی سکھایا۔ (براہ راست بذریعہ الہام باطنی علم سکھایا) علماء نے دنیا کی میخ دل میں گاڑ رکھی ہے۔ اور فقراء نے دنیا کی میخ کو مٹی میں گاڑ دیا ہے۔ (زیر زمین دفن کر دیا ہے)۔ علماء اہل دانش صاحب شعور ہوتے ہیں۔ فقراء حضوری حق کے عشاق و دیوانہ ہوتے ہیں۔ فقیر اشغال اللّٰہ میں ذکر و فکر کرتا اور وحدانیت میں مستغرق ہو کر باطنی علوم سے صاحب علوم ہوتا ہے۔ علماء ذکر و فکر اشغال۔ اللّٰہ) علم نعمت معرفت باطنی سے محروم ہوتے ہیں۔ فقیر

[illegible]م قوم عالم مخدوم ہوتے ہیں۔ (در حقیقت خادم ہی مخدوم ہوتے ہیں)

علماء صاحب زندگی ہیں اور فقراء مسیحا ہیں۔ جس طرح (عیسیٰ علیہ السلام) قبر کے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ فقراء کو ذکر اللّٰہ سے حیات قلبی نصیب ہوتی ہے۔ (عیسیٰ علیہ السلام) کی (عطاکردہ) زندگی تو ایک ساعت اور ایک روز ہوتی تھی۔ لیکن فقراء کو پاس انفاس ذکر اللّٰہ سے قلبی زندگی حیات ابدی مل جاتی ہے۔ (فقراء کا قلب) قم باذن اللہ (کا مظہر ہوتا) ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں۔ تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ ویسے تو ہر ایک کو زیر زمین ہی جانا ہے۔ (لیکن ہر ایک کی موت میں فرق ہے۔ زندہ قلب مرتے نہیں بلکہ عالم دنیا سے عالم برزخ میں منتقل ہو جاتے ہیں)

فقر میں طالب مولیٰ بے نیاز ہوتا ہے۔ اور طلب علم میں تمام حرص ہی ہوتی ہی۔ فقیر عشق میں بے قرار و بے آرام رہتا ہے۔ اور علم بے معرفت ایسے ہے جیسے طعام بے نمک۔ اہل علم خدا تعالیٰ کو چوں چراں (یعنی کیوں اور کیسے؟) سے پہچاننا چاہتے ہیں۔ اسی لئے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ۔ علم حجاب اکبر ہے کہا گیا ہے۔ فقیر خدا تعالیٰ کو بے چون و چرا سے پہچانتا ہے۔ یعنی فقر بے خودی سے باخدا (ہو جاتا) اور اللّٰہ تعالیٰ کو بے چون و چرا (پہچان) لیتا ہے۔ فقیر صاحب [illegible]ر ہوتا ہے اور عالم صاحب مرقوم۔ خادم مخدوم سے افضل

ہوتا ہے۔ الحدیث۔ سَیِّدُالْقَوْمِ خَادِمُھُمْ وَ خَیْرٌمِّنْھُمْ۔ خادم ہی قوم کے سردار ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ علماء کا مرتبہ بہت بزرگ اور اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن فقیر کہتا ہے کہ اگرچہ (علماء کا مرتبہ بالا تر ہے لیکن وہ سلک سلوک اور راہ تصوف سے بے خبر ہیں۔ علماء کی نگاہ دنیاوی لذات و نعمتوں پر ہوتی ہے۔ جبکہ فقیر کی آنکھ روز قیامت کی (ہولناکیوں) اور خوف (اللہ) پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں دیکھ بہشت کیسی خوشی کی جگہ ہے۔ فقیر کہتا ہے دیدار مولیٰ کے سواسب کچھ زشت و خوار ہے۔ عالم کہتا ہے کہ فقیر کیسا احمق مجنون اور دیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ عالم حق تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ علم منطق معانی پڑھنا خوب ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یاد اللہ کے سوا (مصروفیت) عمر برباد ہے۔ (محض) علم خوانی ناوانی ہے۔

فقر مولیٰ کس کو کہتے ہیں؟

مولیٰ میں چار حروف ہیں۔ جس سے طالب علم میں چار قسم کے نشان اور تاثیر پیدا ہوجاتا ہے۔

حرف "م" سے وہ اپنی مراد (کو چھوڑ دیتا) لذت نفس کو (ترک کر دیتا) اور محو معرفت ہو جاتا ہے۔ حرف "و" سے وحدانیت میں غرق ہو جاتا ہے۔ حرف "لام" سے لائق دیدار (ہونے کے لئے) دنیا مردار سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ حرف "ی" سے یاد حق میں اس قدر (مشغول ہوجاتا ہے) کہ دوست کے سوا مال و جان اور بال بچے کچھ بھی یاد نہیں آتا۔

طالب "علم" میں "علم" کے بھی تین حروف ہیں۔ حرف "ع" سے علائق دنیا سے منہ موڑ لے) عقلمند بن کر (اللہ کی راہ اختیار کرلے) حرف "ل" سے لا (طمع ہو جائے) دنیا دار سے مدد معاش طلب نہ کرے۔ حرف "م" سے میراث (انبیاء علم کا طلب گار ہو)۔ بے علم اور بے خبر زاہد دوزخ کا ایندھن ہے۔ علم باعمل ہونا چاہیئے جو یگانگی ہے۔ اور علم جو بے عمل ہو (سرا سر) دیوانگی ہے۔ زہد بے علم شور زمین میں بیج بونا ہے۔ اور علم جس میں زہد (عمل) نہ ہو قبر میں مردہ کی مانند ہے۔ علماء پوچھتے ہیں کہ فقیر کو واردات غیبی کہاں سے ہے؟ فقیر کہتا ہے کہ میرا استاد حی و قیوم خدا ہے۔ الحدیث۔ ادبنی ربی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے علم و ادب تعلیم کیا۔ حیات علم میں ہے۔ راحت معرفت میں ہے۔ شوق محبت میں ہے۔ ذوق ذکر میں ہے۔ مشاہدہ مجاہدہ میں ہے۔ فرحت فقر میں ہے۔ اشتیاق مشتاق میں ہے۔ اتفاق علم میں ہے۔ تاریکی ظلمت میں ہے۔ مکرم معرفت میں ہے۔ درویش اہل محبت کو اس وقت تک حق حضور حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مخلوقات سے خلوت و عزلت اختیار نہ کرے۔ اپنے دوستوں کو (حق بات) سے دشمن نہ بنالے۔ اور اپنے بیٹوں کو یتیم سمجھ کر (خدا کے سپرد نہ کردے) حضور حق کو نہیں پہنچ سکتا۔

طالب اللہ کو چاہیئے کو ہمیشہ خلق خدا سے خلق

محمدی ﷺ اختیار کرے۔ اگر خلوت عزلت ریاضت سے
خدا ملتا تو انڈوں پر بیٹھی مرغی اس کی زیادہ مستحق تھی۔ جس
نے بھی اللہ کو پایا۔ اہل اللہ کی صحبت سے پایا۔ کیونکہ وہ توحید
میں غرق ہوتے ہیں۔ جو کوئی بھی واصل ہوا (فقراء کی مجلس
اور صحبت سے ہوا) جنات (کی حاضرات و تسخیر) اور فرشتوں کی
(ملاقات) سے نہ ہوا۔ قولہ تعالیٰ۔ خدا تعالیٰ کی راہ بال سے
بھی باریک تر ہے۔ کہ (اس میں) فنا فی اللہ ذات ہوتے ہیں۔
قولہ تعالیٰ۔ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ۔
حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر نہ جائے۔ فقیری پر
درد اور مشکل کام) ہے۔ نہ کہ ماں اور خالہ کے گھر بیٹھ کر
نرم و چرب لقمہ، نوالہ اور حلوا کھانے کو (فقیری) کہتے
ہیں۔ بلکہ یہ تو شب و روز (عشق و محبت الٰہی) میں جلنے کا نام
ہے۔

الحدیث۔ الرُّؤْيَتُهُ وَجْهُ الظَّالِمِ سَوْدُ الْقَلْبِ۔ ظالم کا چہرہ
دیکھنا دل کی سیاہی کا باعث ہے۔ الحدیث۔ لِکُلِّ شَیْءٍ
مِفْتَاحٌ وَّ مِفْتَاحُ الْجَنَّتِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ۔ ہر شے کی ایک
چابی ہے۔ اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔ چنانچہ شیخ واجد
کرمانیؒ کہتے ہیں۔ کہ کل روز قیامت درویشوں کو حکم ہو گا کہ
وہ ترازو اور پل صراط کے قریب جائیں اور دیکھیں کہ اگر کسی
شخص نے دنیا میں انہیں کوئی چیز دی ہو یا ان کی مدد کی ہو تو
حق تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے تمہیں اختیار دیا کہ انہیں ترازو

اور پل صراط سے (بحفاظت) پار اتار دیں۔ اور بہشت میں
اپنے پاس جگہ دیں۔ کل روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے
گا۔ جس نے (دنیا) میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہر قسم کی پابندی
کی ہو گی۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اسے دوزخ میں ڈال
دیں۔ وہ شخص التماس کرے گا۔ خداوندا دین محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم میں بہت سے صالح اعمال میں نے کئے ہیں۔ میرا کون
سا (برا عمل) ہے۔ جس کی پاداش میں مجھے جہنم میں بھیجا جا رہا
ہے۔ فرمان الٰہی ہو گا۔ دنیا میں تو نے میرے درویشوں (میرے
دوستوں) سے روگردانی کی۔ اب میں نے بھی تم سے منہ پھیر
لیا ہے۔ اور تیری عبادت (قبول کرنے کی بجائے) تجھے واپس
کر دی ہے۔

ایک دوسرے شخص کو (بارگاہ اللہ) میں لایا جائے گا جو
عیب و گناہ سے پر ہو گا۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اسے بہشت
میں لے جائیں۔ اس شخص کو تعجب و حیرانی ہو گی کہ یہ کیسے ہوا
کہ مجھے بہشت میں داخل کیا جا رہا ہے؟ فرمان ہو گا۔ اے
شخص دنیا میں تجھے جو کچھ ملتا تھا۔ تو اسے درویشوں کی محبت میں
خرچ کر دیتا تھا۔ تو رات دن ان کی محبت میں رہتا
تھا۔ درویشوں اور فقیروں کی محبت سے بڑھ کر اور کوئی رحمت
اور نعمت نہیں ہے۔ جب فقیر اور درویش رحمت اور نعمت کی
دعا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس کی رحمت اور نعمت سب سے
بڑھ کر ہے۔ کیونکر گناہ گاروں پر اپنی رحمت اور نعمت کی بارش

نہ برسائے انہیں جنت عطا نہ کرے۔)
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ فقیر وہ ہے جس کے گھر میں فاقہ بہت ہو۔
لَا یَحْتَاجُ وہ ہے۔ جو فقیر صاحب کیمیاء نظر ہو۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ وہ ہے جس نے اپنا تمام مال و زر راہ خدا میں صرف کر دیا ہو۔ ایک بار تارک (دنیا) ہو کر دوبارہ دنیا کی احتیاج نہ رکھے۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا کی رغبت نہ رکھے ماسوئے غیر سے کوئی طمع نہ رکھتا ہو۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ وہ ہے جس کی زبان سیف ہو۔ صاحب لفظ ہو۔ جو بھی چاہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کردے۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ وہ ہے جو محمدی مرتبہ تک پہنچا ہو (فنا فی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ فقیر کو چاہئے کہ اگر وہ جاہل ہو علم حاصل کرے۔ اگر عالم ہو صاحب معرفت بنے۔ اسی وقت وہ خدا تعالیٰ کو جان اور پہچان سکتا ہے۔
فقیری کے دو مراتب ہیں
۱ عالم۔ علم خوان قاری ۲۔ خدا دانی (اسم) با مسمیٰ
جس جگہ مقام حیی و قیوم ہے۔ وہاں رسم و رسوم (کی کوئی گنجائش) نہیں۔ اگر تو غافل ہے تو ہشیار ہو جا۔ اگر (خواب غفلت) میں سویا ہے تو جاگ جا۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلام۔ یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا

یَنَامُ قَلْبِیْ۔۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔
الحدیث۔ رای قلبی ربی۔ میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کو دیکھا۔

بیت

باھوؒ میرا خدا جاگتا ہے جب میں سوتا ہوں
اپنے خدا کو کیسے دیکھوں جب خواب میں ہوتا ہوں

جس کسی کو راہ (سلوک) کا علم حاصل ہے۔ وہ فقر سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ جس کو نہ علم سے راہ ہے نہ وہ فقر سے آگاہ ہے۔ علم اس کے لئے وبال اور صد گناہ ہے۔
فقیر کو تزکیہ نفس۔ تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
الحدیث۔ لِکُلِّ شَیْئٍ مِصْقَلَتُہٗ وَ مِصْقَلَتُہُ الْقَلْب ذکر اللّٰہ تعالیٰ ہر شے کی ایک صیقل ہے۔ (جس سے وہ چمک اٹھتی ہے) اور قلب کا صیقل ذکراللہ ہے۔
انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں۔
خانہ اول زبان۔ جس سے لغو (فحش کلام) کرتا ہے۔
خانہ دوم دل۔ جس میں خطرات و وسواس پیدا ہوتے ہیں۔
خانہ سیوم ناف جس میں شہوت اور ہوائے (نفسانی) پیدا ہوتی ہے۔

خانہ چہارم گرد دل جس میں حرص و حسد۔ کبر و ریاء۔ عجب و ریاء۔ کینہ و بغض پیدا ہوتے ہیں۔

ان چاروں خانوں میں (معصیت) کی آگ جلتی ہے۔ جو ذکر اللہ تعالیٰ کے پانی کے بغیر سرد نہیں ہوتی۔ علماء اس بات سے بے خبر ہیں کہ معرفت اللہ عشق و محبت سے طے ہوتی ہے۔ حرص حسد کبر سے حاصل نہیں ہوتی۔ جو بھی صاحب نظر ہے وہ ہمیشہ (لوح) ضمیر میں انوار کا مطالعہ کرتا ہے۔

بیت

مر گیا ہوں لے گئے وہ زیر خاک
جان و تن اب کر رہا ہے ذکر پاک
منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے اگر
خوش ہو کے ان کو میں سناؤں اللہ کا ذکر
قبر خلوت میں سوئے ہیں ہم
ہم نشیں ہم مجلس (خدا) ہوئے ہیں ہم

بیت

باھُو مردہ دل سے بہتر ہے تربت فقیر کی
حاجتیں پوری کرے تربت فقیر کی

الحدیث۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ ط

بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری

جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

الحدیث۔ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ط
موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے

بیت

باھُو مردہ تن زندہ قلب با حق حبیب
زندہ تن دل مردہ از حق بے نصیب

قولہ تعالیٰ۔ مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ۔ جو اللہ پر ایمان لے آیا (اللہ تعالیٰ) اس کے قلب کو ہدایت دے دیتا ہے۔

بیت

(شافعی) ہیں پیغمبر (میرے آقا) مصطفےٰؐ
بخش دے میرے الٰہ جرم و گناہ

قولہ تعالیٰ۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط (یا اللہ) اگر تو ان پر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو غالب حکمت والا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ط اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہیں اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوہرے فضل والے ہیں

درویش وہ ہے جو اپنا وظیفہ دوسرے (حقداروں) کو دے دے۔ درویش فقیر وہی ہے کہ دنیا میں اسے جو کچھ فتوحات یا اس

کے علاوہ ملے۔ اگر دن کو آئے رات کے لئے ایک پیسہ نہ بچاکر رکھے۔ اگر رات کو آئے دن کے لئے سنبھال کر نہ رکھے۔ سب کچھ اللہ‌تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے۔ فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہیئے۔

حق تعالیٰ کا حصول دو چیزوں میں ہے۔
ایک فضیلت علم تمام دوم۔ فضل اللّٰہ‌تعالیٰ
جیسا کہ فقر معرفت اللّٰہ پس فضیلت بھی فضل اللّٰہ‌کی امید وار ہوتی ہے۔ عالم فقیر کا محتاج ہے۔ لیکن فقیر عالم کا محتاج نہیں ہوتا۔ (فقیر کو) علم فیضان الہٰی سے حاصل ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ و آتیناہ من لدنا علما۔ ہم نے انہیں علم لدنی عطا کیا۔ علم بھی ایک مرتبہ ہے نہ کہ مقصود بالذات

ابیات

دل سے ماسویٰ اللہ دور کر
دل کو وحدت عشق حق سے نور کر
مردہ تن دل زندہ میری جان ہے
سر تا پا ہو جا تجلی تب تو میری جان ہے
دیدہ دل سے تو ہوجا دیدار بین
تا کہ تجھ پر طرفہ زد ہو جلوہ حق الیقین
حق سے حاصل کیسے ہو پھر اتصال
جب تک یک وجود نہ ہو اور ایک نہ ہو تیرا خیال
سو فضیلت والا بھی جاہل ہے قیل و قال میں

جب تک کہ وحدت حاصل نہ ہو حق وصال میں

سن لے! جب تو جانتا ہے کہ اللہ‌تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے۔ دیگر ہر کوئی اس کے سامنے مفلس اور عاجز ہے۔ پس تجھے شرم نہیں آتی کہ غنی کو چھوڑ کر عاجز و مفلس کے آگے سوال کرتا ہے۔ تجھے جو کچھ مانگنا ہے اپنے اللّٰہ سے مانگ۔

سنو! اللّٰہ‌تعالیٰ قوی ہے۔ دوسرے سب ضعیف ہیں۔ پس جس کا اللہ تعالے مدد گار ہے اسے کمزوروں سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ الحدیث۔ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ کوئی ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر سے حرکت نہیں کرتا (یعنی ہر ذرہ کے اندر الیکٹران۔ پروٹان۔ نیوٹران کی جو حرکت ہے وہ اللہ ہی کے حکم سے جاری و ساری ہے)۔ درویش فقیر جو خدائی عز و جل سے یکتا ہو جاتا ہے۔ جب وہ فقیر غرق باللّٰہ میں مشغول ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا کہ (فقیر) یہ شغل مجھ پر کرتا (اور میرے لئے عزت و اکرام کا باعث ہوتا) زمین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کوتی ہے۔ کہ مجھے ذکر حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ جب (فقیر) کا ہر بال رگ و پوست۔ مغز دم، قلب پر، روح اور اس کا ہر اعضاء ذکر اللّٰہ کرنے لگتا ہے۔ تو حق سبحانہ تعالیٰ کی (بارگاہ) ربوبیت سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کی آواز آنے لگتی ہے۔ فرشتوں کو حسد پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم نے اپنی تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں گزار دی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے ہمیں کبھی لبیک نہیں فرمایا۔ کاش کہ ہم بھی عبد ہوتے (تو لَبَّیْکَ عَبْدِیْ سے) سرفراز کیے جاتے۔ پس اے بندے اپنے آپ کو پہچان تا کہ خاص کے

(مرتبہ) کو پہنچے۔

بیت

آسماں سجدہ کرتا ہے اس زمین کو جس پر
چند ہمدم ایک دو دم بھر خدا بیٹھیں

پس رگ و پوست و جان سمیت تمام ہمہ اوست بادوست ہو جائے۔ اسے چاہئے کہ فقر اختیار کرے۔ چنانچہ ذکر۔ فکر۔ عشق۔ محبت سے معرفت الٰہی حاصل کرے۔ اگر کسی کو حور و قصور و بہشت کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ عبادت و ریاضت۔ زہد و تقویٰ۔ صوم و صلوات۔ تلاوت قران مجید۔ حج اور مال کی زکوۃ اور بنائے اسلام ادا کرے۔ جو شخص دوزخ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیے کہ لذات نفسانی خواہشات حیوانی۔ اور معصیت شیطانی اختیار کرے۔ جو منہ میں آئے کہ دے حرام و حلال میں تمیز نہ کرے جو کچھ سامنے آئے کھا لے۔ کافروں سے محبت رکھے۔ فاسق و منافق بن جائے۔ (اپنے لئے جہنم کا سامان مہیا کرلے)

الحدیث۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ جو جس قوم سے محبت رکھتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

سنو! ایک روز بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ حق تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف تھے۔ حضرت رب العزت سے ندا آئی۔ اے بایزید بسطامیؒ تو اس قدر محنت و مشقت۔ ریاضت و مجاہدہ کس لئے کرتا ہے۔ کیا تو (مقام) عرش کا طلب گار ہے۔ بایزید نے عرض کی۔ پروردگار عرش روحانیوں کی جگہ ہے۔ میں تو روحانی نہیں ہوں۔

دوبارہ ندا آئی اے بایزیدؒ تو پھر کرسی کا طلبگار ہے۔ بایزیدؒ نے عرض کی یا مولیٰ! کرسی تو کروبیوں کی جگہ ہے اور میں کروبی نہیں ہوں۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کیا تو پھر آسمانوں کا خواہش مند ہے۔ بایزیدؒ نے عرض کی یا اللہ آسمان تو فرشتوں کی جگہ ہے میں فرشتہ نہیں ہوں۔ پھر پوچھا گیا۔ کیا تو جنت کا خواہاں ہے۔ بایزیدؒ نے عرض کی اے میرے (رب) بہشت مومنین اور پرہیز گاروں کا مقام ہے اور میں پرہیز گار اور مومن نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی اے بایزیدؒ کیا پھر تو دوزخ چاہتا ہے؟ بایزیدؒ نے جواب دیا پرودگار دوزخ منکرین کی جگہ ہے اور میں تیرا منکر نہیں ہوں۔ پھر لطف و کرم سے ندا آئی اے بایزیدؒ پھر تو میرا طلب گار ہے؟ پس اگر مجھے نہ پائے تو کیا کرے؟ جب بایزیدؒ نے یہ بات سنی ایک آہ کھینچی سر سجدہ میں رکھا اور اپنی جان حق تعالیٰ اپنے دوست کے سپرد کر دی۔

بیت

خام تھے وہ خام جو ایک آہ سے ہی جل گئے
عاشقوں کے جلنے کی (نہیں کسی کو) خبر
ان کی جان کو اگر جہنم میں بھی جلا ڈالیں
جز خدا ان کو نہ ہو کوئی خبر
دم نہ مار اگر وہ تیرے سر کو بھی لے لیتا ہے
عاشق حضور سر تو دے دیتا ہے سر کو بچا لیتا ہے
باھُو تو خدا سے (خدا کے سوا) مانگتا ہے کیا
(عبادت) کر مزدوری نہ مانگ بن صاحب رضا

فنا فی اللہ فقیر اس کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کے ساتھ توحید میں
اس طرح غرق ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی احتیاج نہیں
رہتی۔اللہ تعالیٰ سے حاجت تو اس شخص کو ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ
سے جدا ہو۔پس چاہئے کہ یکتا اور یک وجود ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وسیلہ کیا ہے؟وہ مرشد ہے۔
اور مرشد سے کیا چیز ہوتی ہے؟وہ محبت ہے اور
محبت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ محرمیت سراسر ہے اور
محرمیت سراسرار سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ موت کا خوف
ہے اور
خوف موت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ مقام حیرت ہے
اور
مقام حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ مقام فنا ہے اور
مقام فنا کیا ہے؟ اور مقام فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ وہ
مقام رجاء و بقا ہے اور
مقام رجاء و بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ مقام موتوا قبل
ان تموتوا ہے اور
مقام قبل ان تموتوا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟وہ مقام اِنَّ
اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ہے۔اسی لئے فقیر صاحب رضا بلکہ قضا و
قدر سے خارج ہوتا ہے۔مرحبا خوشی سے آ

الحدیث نبوی ﷺ فارسی کلامُ حضور پاک ﷺ نے
فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ مسلمان کہتا ہے کہ

خدا تعالیٰ کا ہزار شکر کر کہ اس نے مجھے مسلمان پیدا کیا'یہودی پیدا
نہیں کیا'یہودی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر کر کہ اس نے مجھے
یہودی پیدا کیا عیسائی پیدا نہیں کیا۔نصرانی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا
ہزار شکر کہ اس نے مجھے نصرانی پیدا کیا مجوسی پیدا نہیں کیا۔مجوسی کہتا
ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے مجوسی پیدا کیا منافق
پیدا نہیں کیا۔منافق کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے
مجھے منافق پیدا کیا مشرک پیدا نہیں کیا۔مشرک کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا
ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے مشرک پیدا کیا اور بے دین پیدا نہیں
کیا۔بے دین کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے
بے دین پیدا کیا ہے کافر پیدا نہیں کیا۔کافر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا
ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے کافر پیدا کیا سگ پیدا نہیں کیا۔سگ کہتا
ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے سگ پیدا کیا

سور پیدا نہیں کیا۔سور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس
نے مجھے سور پیدا کیا بے نماز پیدا نہیں کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی قاضی نجم الدین
ثنائی دیوان کے پاس گئے۔پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کر رہے
ہیں۔جواب ملا کہ نماز ادا کر رہے ہیں۔شیخ جلال اللدین نے فرمایا
کہ کیا قاضی (نجم الدین) نماز پڑھنا جانتے ہیں۔جب یہ بات قاضی
(صاحب) نے سنی تو وہ فورا" شیخ کے پاس آئے اور کہا یہ کیسی بات
آپ نے کہی۔شیخ نے کہا میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ علماء

اور فقراء کی نماز میں فرق ہے۔علماء جب تک قبلہ درست نہ کرلیں
نماز نہیں پڑھتے۔اور اگر قبلہ معلوم نہ ہو تو وہ دل میں تحری کرتے
ہیں اور جس طرف دل کعبہ کی گواہی دے اسی سمت منہ کرکے نماز
پڑھ لیتے ہیں اور مگر فقیر جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے نماز
نہیں پڑھتے ۔ قاضی نجم الدین یہ سن کر گھر واپس چلے گئے۔شب کو
انہوں نے خواب دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مصلی بچھائے نماز
پڑھ رہے ہیں۔ قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہوئے
شیخ کے پاس آکر انہوں نے معذرت کی اور کہا مجھے (اس معاملہ
میں) معذور سمجھئے اور معاف کر دیجئے۔شیخ نے فرمایا اے نجم الدین
تو نے جو دیکھا کہ میں عرش پر مصلی ڈالے نماز پڑھ رہا ہوں یہ تو
درویشوں کا ادنیٰ درجہ ہے۔ان کے مقام تو اس سے بھی آگے ہیں
اگر تم پر ظاہر کروں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے۔نور کی (تجلی) کی
کثرت سے ہلاک ہو جاؤ گے ۔جب درویش اس سے آگے ستر ہزار
مقامات طے کر لیتا ہے تو ہر روز پانچوں نمازیں عرش پر ساکنان عرش
کے ساتھ پڑھتا ہے جب وہاں سے واپس آتا ہے تو اپنے آپ کو
خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے۔ اور جب وہاں سے لوٹتا ہے تو تمام عالم کو
اپنی دس انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے ۔مگر یہ ماجرا اسی درویش کا
ہے ۔جوان مقامات کو طے کر لے اور جب درویش ان ستر ہزار
مقامات سے گذر جاتا ہے تو پھر اس کا مقام مکاں سے گزر کر لامکاں
میں ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا۔

بیت

باھُو عاشقوں کو زہد و تقوی خلوت درکار نہیں
غم، عشق، وحدت، ان کو ہر منزل پہ پہنچا دیتا ہے۔

فقیر باھو رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ فنا فی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے سوا
سب مقام شیطانی ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادیؒ اور شیخ شبلیؒ دونوں شہر
سے باہر جنگل میں جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔انہوں نے
وضو کرکے نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہاں ایک شخص لکڑیوں
کا گٹھا سر پر اٹھائے آگیا۔ اس نے لکڑیاں ایک طرف رکھیں اور
نماز کے لئے وضو کیا اور ان کے پاس آیا۔شیخ نے فراست سے معلوم
کرلیا کہ وہ بزرگ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ان دونوں نے اسے
اپنا امام بنایا اور خود مقتدی بن گئے۔۔اس بزرگ نے رکوع و سجود
میں بہت دیر کر دی۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے پوچھا کہ
رکوع و سجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی۔اس بزرگ نے جواب دیا
میں تسبیح پڑھتا تھا جب تک اس کا جواب لبیک عبدی نہ سن لیتا تھا اپنا
سر (سجدہ) سے نہ اٹھاتا تھا۔اسی وجہ سے دیر ہوتی تھی۔

پس جس نماز میں (بارگاہ کبریا سے) جواب باصواب نہ ملے وہ
نماز (سکون قلبی) نہیں ۔بلکہ دل کی پریشانی کا باعث ہے۔کیونکہ
خدائے عزو جل حی و قیوم ہے۔(نماز) بت پرستی نہیں ہے کہ جس
میں بت پرست کفار مردہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔قَالَ عَلَیْہِ
السَّلَامُ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حضوری قلب کے
بغیر نماز نہیں ہوتی۔نماز خدا تعالیٰ سے یکتائی کو کہتے ہیں نہ کہ جدائی

اور پریشانی کو۔ فقیر باھُو رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اہل نماز کو (صرف نماز) کے وقت سجدہ میں ہی لبیک عبدی کا جواب ملتا ہے جبکہ عارف باللہ کو ہردم ہر ساعت ہر وقت لبیک عبدی کی (ندا آتی) ہے

قولہ تعالیٰ۔ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اگر میں ایک مرتبہ اللہ کہتا ہوں مجھے بیس بار (بارگاہ کبریا) سے ندا الہام لبیک عبدی ہوتا ہے الہام کے یہ مراتب آسان ہیں۔ مگر (طالب مولیٰ کو) فنا فی اللہ توحید میں غرق ہونا چاہیے۔

بیت

نہ آدم و حوا تھے نہ نوح نہ موسیٰ نہ کوہ طور
نہ تھے انبیاء نہ اولیاء تھے میں تھا وہاں عین خاص حضور

اس وقت کوئی نہ تھا کچھ بھی نہ تھا بس خدا تھا
میں خلوت میں خوش تھا اندر مقام کبریا تھا

سنو! خودی اور خدا ایک (دل میں) نہیں سما سکتے (آگ اور پانی کی طرح نما

غزل

خدا کے گھر (قلب) میں دیو نفس آیا
عشق نے دیو کو قتل کیا (مجھ کو) دیوانہ بنایا

تجھ کو خبر نہیں کہ تو باخدا ہے
کفر نے تجھ کو بیگانہ بنا دیا ہے

مقبول (بارگاہ) کا دل روشن ہوتا ہے
جو اس پر پروانہ وار نثار ہوتا ہے

عاشق بیچارے کی جان تو جاناں کے (ہاتھ) ہے
وہ خوشی گاتا ہے کہ اس کی جاں (جاناں کے ہاتھ) ہے

باھُو فقر کیا ہے؟ اور حقیقت فقر کیا ہے؟

بیت

باھُو فقر کی حقیقت مجھ سے کیا پوچھتے ہو
فقر کے زیرِ پاء ہے عرش و کرسی (نہ فلک)

فقر میں دس چیزیں ہیں۔ نو ایک طرف اور اسم (ایک) طرف

ابیات

دس چیزوں کو آدمی جانتا ہے جاں سے عزیز
ایک اگر گرسنہ ہو تو باقی نو سیر رہتی ہیں اے باتمیز
اگر نو گرسنہ ہوں اور ایک سیر ہو (اے یار)
سر کو حاصل نہیں کر سکتیں غیر میں گم ہو جاتی ہیں (یار)
کان آنکھیں ہاتھ پاؤں اور تیرا منہ بھی (یار)

شکم نفس بدبلا ہیں ان کی گردن دے تو مار
باھوؒ شکم پر شیطان ہے اور سر نفس و ہوا
گر خدا کی طلب ہے تو چھوڑ ان کو باہر آ

قال علیہ السلام لِکُلِّ شَیئٍ حِیلَتُہٗ وَ حِیلَتُہ الذُّنُوبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے کا کوئی حیلہ ہے اور گناہوں کی (بخشش) کا بہانہ استغفار ہے۔

اہل ظلم کا شیطان ان کا شکم ہے۔اہل اللہ کا شکم ان کا شوق ہے کہ روٹی تو وہ اس جہاں کی کھاتے ہیں اور کام اس جہاں کا کرتے ہیں جیسے اونٹ کو بوجھ تو اتنا برداشت کرتا ہے مگر کھاتا کانٹے ہے۔

الحدیث۔اَلْمُشَاہِدَۃُ عَنِ الْمُجَاہِدَۃِ مجاہدہ سے ہی مشاہدہ کھلتا ہے۔

الحدیث اَلنَّاسُ صِنفَانِ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ وَ سَائِرُ النَّاسُ کَا لُبَہِیجِ لوگوں کی تین قسمیں ہیں ایک عالم دوسرے عامل اور تیسرے معلم اور یہ تمام عمدہ لوگ ہیں۔

حدیث کُلَّ الْعَامِلُوْنَ مُوْتُوْ لِلْخَالِصُوْنَ۔تمام عالم اہل عامل خالص (اللہ) کے لئے ہی جان دیتے ہیں۔

خاص فقیر وہ ہے جو ہمیشہ اللہ ہی کا خوف رکھے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَیْبِ لَہُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ۔جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے

اگر بغیر عمل کے علم کو فضیلت حاصل ہوتی تو شیطان کو حاصل ہوتی کہ وہ نہ خود گمراہ ہوتا اور نہ ہی بنی آدم کو گمراہ کرتا۔جو صاحب علم ہو کر شرک و بدعت میں پڑ جاتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ خبیث جن ہو اس پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔کیونکہ وہ گمراہ کر دے گا۔شیطان نے پچاس ہزار سال علم سیکھا اور پچاس ہزار سال فرشتوں کو تعلیم دی (علم بے معرفت سے اس کا انجام کیا ہوا)

قولہ تعالیٰ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ۔اس نے تکبر سے (انکار کیا) اور کافروں میں (داخل) ہو گیا۔

اگر جہالت سے فضل اللہ (کا حصول ممکن) ہوتا تو جہالت ابوجہل کو (لازمی طور پر) راہ حق دکھا دیتی۔پس خدا تعالیٰ کا (فضل) نہ علم میں ہے نہ جہالت میں۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خالص محبت میں ہے جس میں توفیق الٰہی بھی رفیق و (ہمراہ) ہو۔

اہل محبت اسکو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ کو حاضر ناظر جانتا ہو۔اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو جائیں تو خالص توحید معرفت و محبت اختیار کر اور مع اللہ ہو جا (اللہ تجھ سے راضی ہو جائے گا)۔اگر تو پیغمبر صاحب ﷺ کو راضی کرنا چاہتا ہے تو دنیا کر ترک کر دے (کہ تیرے دل میں دنیا کی محبت نہ رہے) اور شریعت نبوی ﷺ کی اتباع میں کوشاں ہو جائے تو (حضور پاک ﷺ تجھ سے راضی ہو جائیں گے) اگر تو علماء کو اپنے اوپر راضی کرنا چاہتا ہے تو ان کو سیم و زر دے۔ان کا خادم بن کر ان کی خدمت کر۔وہ راضی ہو جائیں گے) اگر تو چاہتا ہے کہ

اہل اللہ فقیر تجھ سے راضی ہوں تو چاہیے کہ تو ان کے ساتھ صفائی
دل کے ساتھ ملے کیونکہ فقراء کی نظر دل پر ہوتی ہے۔اسے اپنا دل
دے دو اور اس کا دل لے لو کہ (دل) ایک دائمی سلطنت ہے۔اگر
تو حق حاصل کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا سے واصل ہوجائے
تو چار "میم" جمع کر۔

اول میم سے مراد (خواہشات) نفس کا ترک کرنا ہے۔
دوم میم سے مراد مرد میدان ہونا ہے۔
سیوم میم سے مراد دیدار (الٰہی) کا میلان و مشتاق ہونا ہے۔
چہارم میم سے مراد محرم اسرار ہونا ہے۔

نیز (طالب مولیٰ) بارہ "شین" بھی حاصل کرے۔چار شین
فقرء کے لئے۔چار شین اہل علم کے لئے اور چار شین دنیا کے لئے
ہیں۔

فقراء کے چار شین یہ ہیں۔
اول "شین" شرم کرے نافرمانی خدائے عزوجل سے
دوم "شین" شوق و شغل اللہ (میں مصروف رہے۔)
سیوم "شین" شب بیداری (معمول بنائے) دل کی بیداری
حاصل کرے۔
چہارم "شین" شہوت اور ہوائے نفسانی سے نفس کی
نگہداری کرے۔

اہل علم کے چار "شین" یہ ہیں۔
اول "شین" شرائط دین اسلام بجالائے۔

دوم "شین" شریعت پر نگاہ رکھے۔
سیوم "شین" شعور و دانش سے علم کی پرکھ کرے۔
چہارم "شین" شوم بھی نہ بنے اور طمع کو بھی چھوڑ دے۔

دنیا دار کے چار شین یہ ہیں۔
اول "شین" سے شر شیطان (اس کو حاصل ہوتا) ہے۔
دوم "شین" سے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔
سیوم "شین" جلد باز شکل شیطان ہوتا ہے۔
چہارم "شین" سے شعلہ آتش حرص دنیا اس کے دل میں
پیدا ہوجاتا ہے۔

اہل محبت گناہ و معصیت سے رک جاتے ہیں۔خشخاش کے دانہ
برابر محبت (الٰہی) ہر قسم کی فضیلت،مسائل فقہ،پارسائی،اور ستر
سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔کیونکہ آدمی محبت سے اسرار
الٰہی،ربوبیت اور توحید کا محرم ہوجاتا ہے۔اور ظاہری علم اور
عبادت سے (ان کا دل محاسن) سے عاری اور متکبر ہوجاتا ہے قولہ
تعالیٰ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (وہ
غیر اللہ سے) ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونا چاہیے اور
ایمان والے تو اللہ سے ہی شدید محبت کرتے ہیں۔اہل ہدایت کا اہل
بدعت سے کیا کام؟قولہ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ "یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ
ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ چاہیں (کیونکہ آپ کا کام صرف بلاغ
المبین ہے) لیکن اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔قولہ

تعالیٰ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ (اوران لوگوں کو آپ ہدایت کیسے دے سکتے ہیں جنہوں نے اپنی صلاحیوں کو خود ہی زنگ آلود کر لیا ہے۔) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ قولہ تعالیٰ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۔ یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ (قبول حق کے تینوں ذرائع کان آنکھیں اور زبان سے وہ کام نہیں لیتے۔) قولہ تعالیٰ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (قیامت کے روز) کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا (حضور پاک ﷺ آپ نے ان تک میرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب آپ ان کی طرف سے جواب دہی سے بری الذمہ ہیں۔) الحدیث مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدْعَتَهٗ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ الثَّقَلَيْنِ ۔ جس نے ایک ذرہ برابر بدعت کو ترک کر دیا (اس کا ثواب) دونوں جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ جو جاہل بدعت و گمراہی میں پڑ جاتا ہے وہ ابوجہل جیسا ہے جو جہالت سے باز نہ آیا اگر وہ حضور پاک ﷺ کی اتباع اختیار کر لیتا تو اس کو یہی ایک صلاحیت (جہالت) سے نکال لیتی۔

سنو! اگر کوئی (حیات رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا) حیات نبی اللہ کو مردہ کہتا ہے اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

بیت

باھوؒ (حضورؐ نے) اپنی امت کو حق کے سپرد کیا
حیات النبیؐ نے (خدا سے) حیات (دائمی) کا حصہ لیا
حیات نفس، حیات دل، حیات روح، حیات سر، حیات عشق

حیات محبت، حیات ذکر و فکر، حیات دین اور حیات فقر فنا فی اللہ (والا فقیر) خدائے عزوجل حی و قیوم اور حیات نبی اللہ کو اپنے ساتھ جانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَ لِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَ زِيْنَتُهُ الْحَيَاءُ وَ ثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ایمان برہنہ ہے، تقویٰ اس کا لباس ہے، حیا اس کی زینت ہے اور علم اس کا پھل ہے۔ فقیر صلح کل ہوتا ہے۔ الحدیث لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

جس کا دین و ایمان مردہ ہو وہ منافق ہے یا کافر وہ گناہ گار ہے یا دنیا دار۔ نعوذ باللہ منہا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

دو جہان کا مشکل کشاء یہ برزخ الف اللہ ھو

اللہ ھو

اللہ ھُو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لیس فی الدارین الا ھُو

اللہ ھُو

اللہ ھُو

اللہ ھُو

اللہ ھُو

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ تعبیر و غرق لوحدت فنافی اللہ

مراقبہ کس کو کہتے ہیں اور مراقبہ کیا ہے؟ اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ مراقبہ رقیب کو دور کرنے والا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحدت تک پہنچانے والا ہے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو استغراق سے لازوال مقام حی و قیوم مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا میں پہنچا دیتا ہے (مراقبہ سے) صاحب مشاہدہ (صاحب) حضور (صاحب) حال احوال سیر پر اسرار اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جاتا ہے۔ مومن کا مراقبہ محرم اسرار معرفت بنا رتا ہے۔ اور منافق کا مراقبہ تحت الثریٰ میں پہنچا دیتا ہے۔

بیت

نہ علم نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین
کیسا کافر درویش کہ نہ دینا نہ دیں

اول مراقبہ عام - دوم مراقبہ خاص - سوم مراقبہ خاص الخاص - چہارم مراقبہ اخص - پنجم مراقبہ عشق - ششم مراقبہ محبت - ہفتم مراقبہ فناء الفنا - فنافی اللہ بقا باللہ (صاحب مراقبہ) توحید میں غرق ہو

جاتا ہے۔ نہ اپنی نہ مخلوق کی نہ منزل کی نہ مقام کی خبر رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ مکمل طور پر توحید میں غرق ہوتا ہے۔ مراقبہ روح کی مانند روحانی خاصیت رکھتا ہے۔ صاحب مراقبہ کا وجود مثل قبر (مردہ) ہو جاتا ہے اور روحانی (وجود) پلک جھپکنے میں زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم سے اوپر تک کی سیر کر کے دوبارہ صاحب مراقبہ کے وجود میں واپس آجاتا ہے۔ پس اہل مراقبہ اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے جمال کے سوا کسی دوسرے کی تلاش نہ کرے۔ اس کا گوشت اس کا جسم اللہ کا ہو جائے۔ وہ عین در عین ہو جائے۔ (اس کی زبان پر) رحم۔ رحم۔ رحم (کی فریاد ہو) اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس۔ اَصْبَحُوا مَعَ اللہ (ایسے مراقبہ والے) ہر روز مع اللہ ہوتے ہیں۔ مراقبہ آفتاب کی مانند ہونا چاہیے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو قاف تا قاف زمین و آسمان کو روشن کردیتا ہے۔ یا چاند کی مانند ہوتا ہے۔ جو ستاروں میں (اپنی ٹھنڈی روشنی پھیلا دیتا ہے)۔ اس قسم کے مراقبہ والا جب آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے۔ لاسوی اللہ کا ہر (پردہ حل جاتا) ہے اور کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔

(مراقبہ کی کئی اقسام ہیں)۔ مراقبہ ذکر۔ مراقبہ فکر۔ مراقبہ حضور ۔ مراقبہ مذکور۔ مراقبہ فنافی الشیخ۔ مراقبہ فنافی [illegible] ۔ مراقبہ فنافی ہو ۔ مراقبہ فنافی فقر۔ مراقبہ فنافی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مراقبہ فنافی النفس۔ مراقبہ فنافی نود نہ نام باری تعالیٰ ۔ عز و جل ۔ مراقبہ راز ۔ مراقبہ شہباز ۔ مراقبہ گربہ دغا باز برائے شکار ہوس ۔ جو کوئی مراقبہ میں گاؤ خر (دنیاوی) جاہ و مال دیکھے۔ جان لو! کہ اس کا مراقبہ حیوانی مقام ناسوت سے ہے۔ اور وہ ابھی طلب دنیا کے بیاباں میں سرگرداں ہے۔ اس پر ذکر اللہ نے ابھی اثر

نہیں کیا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ طلب دنیا سے اپنے آپ کو باہر نکالے اور لذات جہاں کو (ترک) کردے۔

جو کوئی مراقبہ میں باغ و باغیچہ ۔ آب و دریاء سبزہ بہار مکانات۔ بلند و بالا محلات اور حور و قصور مثل بہشت دیکھے تو جان لیں۔ ابھی اس شخص کے دل پر میل و کثافت موجود ہے اور ابھی تک دل سے زنگار دور نہیں ہوا۔ (اس کا علاج) کامل مرشد کی نظر کے سوا دوسرا نہیں۔ خناس و خرطوم ابھی تک اس کے دل کے اردگرد موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ ابھی اصلی ذکر سلطانی اس کو حاصل نہیں ہوا۔ **اصلی ذکر خاص کی کیا نشانی ہے؟** جس کی زبان پر ذکر اللہ خاص جاری ہو جاتا ہے۔ تو بجز ذکر اللہ۔ قال اللہ و قال الرسول اور بجز ذکر اولیاء اللہ کوئی دوسرا کلام اس کی زبان پر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی آنکھ سے غیر و نامحرم کو نہیں دیکھتا۔ اسے نامحرم کو دیکھنے اور نافرمودہ (خدا و رسول) کہنے سے شرم و حیا آتی ہے۔

جس کسی کے قلب پر ذکر خاص جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ (اس آنکھ) سے اسم اللہ کے سوا کچھ دیکھتا نہیں اور اسم ~~اللہ کے سوا کچھ~~ (سنتا) نہیں۔ اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ (جس کے نتیجہ میں) اس کے دل پر حب دنیا (مطلق) نہیں رہتی۔ اس کے حواس خمسہ (ظاہری) بستہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل آئینہ کی طرح بے کدورت صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ جس کسی کا (ذکر خاص) روحی جاری ہو جاتا ہے۔ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے اس پر مجلس روح اللہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہو جاتی ہے اور وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مرجاؤ

(کا مقام حاصل ہو جاتا ہے) ۔ صاحب کشف القبور ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ خوف
خدا میں (مبتلا رہ کر) مقام حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ حسد و غیرت اس سے دور
ہو جاتی ہے۔ جس کسی کو ذکر سری جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے سری آنکھ
کھل جاتی ہے وہ ازل سے ابد تک مشاہدہ کرنے والا صاحب اسرار ہو جاتا
ہے۔ ماہ تا ماہی سب کچھ اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلاَّ اِلَی
اللّٰہ عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ اس کے حکم میں ہوتا ہے۔ وہ اس
کو حکت دیدے۔ یا اس کے حال پر رہنے دے۔ صاحب مراقبہ صاحب تصرف
مالک الملکی فقیر اسی کو کہتے ہیں۔ جو شخص مال و زر کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔
اس کا مراقبہ مثل گربہ اہل ہوس کے ہے۔ یہ چاروں منزلیں چار قسم کے
مراقبہ سے (متعلق ہیں)

اول مراقبہ شریعت ہے جو طاعت و عبودیت کی رو سے (کیا جاتا) ہے
یہ ناسوت کا مشاہدہ ہے۔ جس میں دنیا کو دیکھتا ہے۔

دوم مراقبہ مقام ملکوت کا ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد وظائف اور
صاحب طہارت ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے۔ اس کا
مشاہدہ منزل ملکوت میں ہوتا ہے۔

سوم مراقبہ اہل جبروت کا ہے۔ وہ اہل اللہ اور ذکر اللہ ہوتے ہیں ان
کا مشاہدہ مقام جبروت میں جبرائیل علیہ السلام (کے مقام سے) ہوتا ہے۔

چہارم مراقبہ لاھُوت ہے۔ یہ اہل معرفت کا (مراقبہ) ہے۔ وہ جو کچھ بھی
دیکھتا ہے مقام لاھُوت میں دیکھتا ہے۔

پنجم مراقبہ حضور غرق فنا فی اللہ مقام ربوبیت سے ہوتا ہے۔ وہ
مشاہدہ میں (نور) ربوبیت توحید (ماسویٰ اللہ) کچھ نہیں دیکھتا۔ پس اس مقام
میں وہ قولہ تعالیٰ۔ کُلِّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ وہ ہر روز ایک (نئی) شان میں ہوتا
ہے۔ اس کا مکان ہوتا ہے۔

ابیات

خدا تو فضل سے تجھ کو عبد کہے
یہ انصاف نہیں کہ تو گناہ میں رہے
خدا تیرے ساتھ ہے چشم بینا چاہیے
چشم معرفت سے حق کو دیکھا چاہیے
مردہ دل طالب مردار کچھ خبر نہیں رکھتے
اہل دیدار اپنی بھی خبر نہیں رکھتے
باھُو مجھ کو کافی ہے عشق جاناں (جان)
نظر لاھُوت پر اور ساکن لامکان

اہل عبودیت خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں (دیدار کا یہ طریقہ) ان کے لئے
درست ہے۔ جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ نے (ستر بار) خدا
تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اہل شرح اسے درست سمجھتے ہیں۔ اہل ربوبیت خدا
تعالیٰ کو مراقبہ کے مشاہدہ میں خود سے بے خود ہو کر دیکھتے ہیں۔ ان کا دیکھنا
حسب ذیل آیات کے مطابق درست ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ
اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی جو اس جہان میں اندھا رہا ہو اگلے جہان میں

بھی اندھا رہے گا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ۔ اپنے آپ کو بھول کر اپنے رب کا ذکر کرو (تاکہ تمہیں دیدار الٰہی نصیب ہو)۔ جس شخص نے مراقبہ کیا اور خود سے بے خود ہوگیا۔ غرق فنا (فی اللہ) ہوگیا اور آنکھ جھپکنے میں وہ مراقبہ سے باہر نکلا۔ اس نے جو کچھ دیکھا اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ (اگر صاحب مراقبہ) کو (مراقبہ میں مشاہدہ) کے احوال یاد نہ رہیں۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ربوبیت عین ذات کے (مراتب میں) تھا۔ یہ مراتب عاشق دیوانے اپنی جان سے بیگانے کے ہیں۔ (جیسا) آگ میں پروانہ جلتا ہے۔ (وہ عشق الٰہی میں جلتے ہیں)۔ یہ مراقبہ بھی درمیانہ درجہ کا ہے۔ جس میں وہ حق سے یگانہ نہیں ہوتا بلکہ وحدت میں (اس کی حالت) ایسے ہوتی ہے جیسے کنگھی میں الجھے ہوئے بال۔ وہ ابھی خام ناتمام ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہیے کہ وہ لوگ جس دم دریا میں غوطہ لگاتے ہیں۔ تو موتی نکال لاتے ہیں۔ اس قسم کا غواص جب مراقبہ میں جاتا ہے۔ اس کی خواب و بیداری۔ مستی و ہوشیاری۔ غرق اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ وہ اولیاء اللہ کی خاص الخاص حضوری مجلس اور سر توحید میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہی مراقبہ سے بارہ سال یا چالیس سال باطن کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ جب وہ مراقبہ سے باہر نکلتا ہے تو گویا اپنی حالت کے لحاظ سے چشم زدن کا وقفہ بھی نہ گزرا ہے۔ ایسے شخص کے لئے بہتر ہے کہ ادب (اختیار) کرے۔ ادب محمدی صلی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) اختیار کرے اور ادب شریعت میں نماز روزہ فرض قضا نہ کرے۔ جب ایسا مراقبہ کامل اور پختہ ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح تیر نشانے پر مارا جاتا ہے جس جگہ چاہتا ہے چشم زدن میں

پہنچ جاتا ہے۔

بیت

کعبہ گر مقصود ہو اور ہزار سالہ راہ ہو
آدھا قدم بھی وہ نہیں شوق جو ہمراہ ہو

مراقبہ میں چار قسم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اول یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت ذکر فکر مراقبہ میں رات دن مصروف رہتا ہے مگر باطن میں حب دنیا اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن میں جو کچھ بھی دیکھتا ہے (اس کا مشاہدہ) ناسوتی۔ فانی اور کذاب ہوتا ہے۔

دوم یہ جو شخص ظاہر و باطن (دونوں حالتوں میں) ذکر۔ فکر۔ عشق محبت الٰہی میں اپنی جان قربان کردیتا ہے۔ اس کا مشاہدہ محض توحید باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ جس شخص کے ظاہر و باطن میں خدا تعالیٰ کے خوف کا (غلبہ ہو) وہ جو کچھ بھی مشاہدہ کرتا ہے۔ اہل جنت کے (مقام سے کرتا) ہے۔

چہارم یہ کہ ظاہر میں نماز اور باطن میں (ذکر فکر) کا تارک اور اہل شرب ہو (شراب - بھنگ - افیون - ہیروئین - اور دیگر منشیات استعمال کرنے والا ہو۔ اس کا مشاہدہ محض خواب و خیال۔ ظالم نفس کا زوال اور بدعت اور شیطانی استدراج ہوتا ہے۔ الحدیث۔ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

جس شخص کو تصدیق دل حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ شغل اللہ میں ہمیشہ باخدا ہے (ہمہ اوست درمغز و پوست کا مصداق ہے) دونوں جہاں اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ بلکہ طالب مولیٰ کا مولیٰ (ہی اس کو کافی ہوتا ہے) اس لئے نہ اسے کوئی غم ہوتا ہے اور نہ ہی اسے غلام کی (حاجت ہوتی) ہے۔

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو قاف تا قاف اور مشرق تا مغرب روشن ہو جاتا ہے اور ہر در و دیوار شہر و بازار کا نظارہ اس کے مدنظر ہوتا ہے۔ لیکن اہل تفکر ذات شش جہات (چھ سمتوں) کا تماشہ نہیں کرتے۔ (خدا کرے) وہ آنکھ ہی نہ رہے جو دوست کے سوا کسی اور کو دیکھے۔

اہل مراقبہ جب ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کا مراقبہ اگر (انبیاء اولیاء اللہ) کی ملاقات کا (ذریعہ) نہ بنے اور انہیں توحید ذات کے (نور) میں غرق نہ کردے تو وہ ذکر اور (مراقبہ) نہیں بلکہ سیم و زر کمانے کی ایک رسم و (حیلہ) ہے۔

جب اپنے شیخ کی صورت کا مراقبہ کیا جاتا ہے تو شیخ کی صورت حاضر ہو جاتی ہے اور مرید کا ہاتھ پکڑ کر اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتی ہے۔ اور (طالب کو) مقصود مل جاتا ہے۔ جس کی (مراقبہ تصور شیخ) میں یہ حالت نہ ہو تو اسے ابھی مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا (ہو سکتا ہے اس کا مرشد ہی ناقص ہو اور دستگیری کے قابل نہ ہو۔ ایسے مرشد کی صورت کا تصور محض بت پرستی اور شغل عبث ہے)

مراقبہ میں جب صاحب مراقبہ اسم اللہ کو دیکھتا ہے۔ تو اسم اللہ اس کو مقام عین میں لے جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے (مقصود) کا خود معائنہ کرلیتا ہے۔ اور وہ مراقبہ میں ایسے غرق ہو جاتا ہے کہ اسے نہ ذکر فکر یاد رہتا ہے۔ نہ دم قدم نہ راحت نہ غم۔ اسے فقر و فاقہ نفس کا ذائقہ بھی یاد نہیں رہتا۔ نہ حضور مذکور یاد رہتا ہے نہ بعد و دور نہ قضا و قدر یاد رہتا ہے نہ حرص و ہوا یاد رہتا ہے۔بس وہ کس مقام پر پہنچ گیا؟ اور اسے کیا یاد رہا؟ اسے ذوق و شوق محبت حاصل ہوگئی۔ جب عاشق اس مقام پر پہنچ گیا تو اس کا ہر کام مکمل ہوگیا۔ (اب استغراق چھوڑ کر) ذکر فکر کی طرف (رجوع) کرنا اس پر حرام ہوگیا۔ اب وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے۔ خاص (نور ذات) ہی دیکھتا ہے۔

اگر کوئی شخص خواب یا مراقبہ میں کافروں یا زنار پوشوں کو دیکھے تو جان لے کہ مقام نفس نے اس کی طرف رخ کیا ہے۔ یا کلمہ کی ابتداء لا ٰالہ کی (نفی نے) اس کی طرف رخ کیا ہے۔ یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے کفر کی مجلس کی سیر کرواتا ہے تاکہ طالب اللہ کا دل سرد ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے باز آجائے۔ چاہیے کہ درود شریف اور لاحول کو خواب یا مراقبہ کے وقت اپنا ورد بنا لے۔ تاکہ خطرات شیطانی وسواس (اس کے دل سے) محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اس کی طرف رخ کرے۔

مراقبہ کے مراتب سات قسم کے ہیں۔

اول مراقبہ جاہل جو مثل جعل ہوتا ہے۔

دوم مراقبہ اہل بدعت و سرود جو استدراج دجال کے مانند ہوتا ہے۔

سوم مراقبہ ذاکر جو صاحب حال ہوتا ہے اور مراتب ذکر سے دیکھتا ہے۔

چہارم مراقبہ صاحب تفکر جو صاحب احوال ہوتا ہے۔ الحدیث۔ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَتِ الثَّقَلَیْنِ ایک ساعت کا تفکر عبادت الثقلین سے بڑھ کر ہے۔

پنجم مراقبہ کامل کمال اکمل عارف باللّٰہ کا ہے۔ جو عرفان حاصل کرتا ہے۔

ششم مراقبہ مکمل کا ہے جس میں معارف اہل روح اللّٰہ کو دیکھتا ہے۔

ہفتم مراقبہ فقرلازوال کا ہے۔ الحدیث۔ اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر اختتام کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔ یہ (مقام) فنا فی اللہ کا ہے۔ جس میں عین (نور) ذات میں غرق ہو کر وحدانیت حاصل کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کا فخر ہیں اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر (نور) فقر ہے۔ اس لئے (غرق وحدانیت ذات فقراء کا مراقبہ) ۔ دوسرے تمام پیغمبران عظام کے (مراقبہ) سے بہتر ہے الحدیث۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ (نور) فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فنا فی اللہ کی زبان گویا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کی زبان ہے۔ الحدیث۔ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمَانِ۔ فقرا کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔ قلم کی جو سیاہی (لوح پر لکھتے ہوئے قدرت کاملہ نے چھوڑی) وہی سیاہی فقراء کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ (اسی لئے وہ صاحب لفظ سیف زبان ہوتے ہیں) ۔ الحدیث ۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ زبان کی سیاہی (نورین

کر) فقراء کے چہرے اور پیشانی پر چمکنے لگتی ہے۔ وہ ہر دو جہان کی (طلب کو) اپنے لئے رو سیاہی کا باعث سمجھتے ہیں فقرا طالب مولیٰ مذکر ہیں۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا۔ الحدیث۔ اَنَا یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ ہر برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ خدائے عزو جل۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب و ماہتاب۔ مدینہ منورہ یا روضہ پیغمبر علیہ الصلوات الاسلام کعبہ۔ بیت اللہ اور قرآن کی صورت اختیار کر سکے۔ کیونکہ یہ سب ہادی ہیں۔ اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا۔ (اندھیرا روشنی کیسے بن جائے ؟) کیونکہ شیطان اور شیطان کا طریقہ دونوں باطل ہیں۔ وہ حق تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ (حتیٰ کہ اس کی صورت بھی اختیار نہیں کر سکتا۔)

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ گرچہ بے سر ہوں بے پاہوں
جسم اس جگہ ہے باطن سے باخدا ہوں

جو شخص خواب میں یا مراقبہ میں اذان دے یا امامت کرے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے یا رحمان کا ذکر فکر کرے۔ یا وضو۔ غسل کرے یا یہ کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے۔ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی وجہ سے اس کا نفس قلب اور روح ایک ہوگیا ہے۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ کو ھُو لے گیا وہ آورد برد کرتا ہے
جس نے عین (ھُو) کو پایا وہ کب مرتا ہے

قطعہ

باھُو رحمۃ اللہ علیہ جو کوئی دعویٰ درویشی کرتا ہے
اور دنیا سے بے زاری نہیں (محبت کرتا) ہے
درحقیقت (جان لو) کہ وہ ایسا مرشد ہے
جو (دنیا سے) بدنام جاتا ہے کوئی اس کو یاد نہ کرتا ہے

البتہ مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کے لئے مراقبہ میں ریاضت کھول دے یہ زہد و تقویٰ کی ریاضت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ریاضت تصور یا تفکر ہے۔ تصور و مراقبہ کی اس ریاضت میں چالیس چلوں۔ یا بیس چلوں۔ یا دس چلوں۔ یا پانچ چلوں۔ یا دو چلوں یا ایک چلہ سے یا بیس روز کے ایک چلہ یا دس روز کے ایک چلہ یا پانچ روز کے ایک چلہ یا دو روز کے ایک چلہ یا ایک روز کے چلہ سے (منزل مقصود کو پہنچا دے) اور اگر مہربانی اور عطا کرے تو نماز فجر سے طلوع آفتاب تک طالب کو اپنے سامنے بٹھا کر (نظر و توجہ) سے تمام مقامات طے کروا دے۔ منزل مقصود تمام کو پہنچا دے اور نوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دے۔ تاکہ ابد الاباد تک اس کو صدق

نصیب ہو جائے۔ (اور وہ صدیقوں میں داخل ہو جائے) اگر صدق (کی یہ راہ) فاسد ہو جائے گی تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک کی یہ راہ سلب ہو جائے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ یقین (باطنی) آنکھ کی بینائی کا نام ہے۔ طالب کا یقین کیا کرے۔ جب مرشد ہی گائے بیل جیسی آنکھیں رکھتا ہو (چشم بینا نہ رکھتا ہو)۔

(مرشد کے چار حرف)

حرف "میم" سے مراد مرد خدا خود سے جدا۔ خادم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

حرف "ر" سے مراد روا نہ رکھے غیر ماسویٰ اللہ کو بجز توحید اللہ تعالیٰ کے

حرف "ش" سے مراد شوق قلب یا عشق و محبت (دیوانہ) وحدت میں عارف باللہ (یگانہ) ہو

حرف "د" سے مراد دائم حضور غرق فنافی اللہ ہونا ہے۔

طالب کے بھی چار حروف ہیں۔

حرف "ط" سے مراد طلاق دے دیتا ہے جملہ علائق ماسوی اللہ کو

حرف "ا" سے مراد الوہیت و ربوبیت میں پہنچ جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

حرف "ل" سے مراد لائق درگاہ (رب العزت ہو جاتا ہے) علائق خلائق سے قطع تعلق کرلیتا ہے۔

حرف "ب" سے مراد بدکاری کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ صبح سے شام اور شام
سے صبح تک باادب ہو جاتا ہے۔ بے ریا ہو کر طالب خدا بن جاتا ہے۔ اور
غیر ماسوی اللہ سے اپنے دل کو دھو لیتا ہے۔ وہ مرشد سے اخلاق رکھتا ہے۔
جس طرح پانی آب جو سے (اخلاص رکھتا) ہے۔ جس کے ایسے احوال نہ
ہوں۔ نہ وہ مرشد (کامل) ہے۔ نہ ایسا طالب (حق کا طلب گار) ہے۔ ان
دونوں پر ہوائے نفس غالب ہے کامل مکمل مرشد اس کو کہتے ہیں جو طالب
اللہ کو اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا اور صراف زر کو پہچانتا
ہے۔

جس طرح چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے اور جس طرح آفتاب سنگ
لعل کو اور عالم عمل صرف و نحو کو پہچانتا ہے۔ کامل مکمل مرشد کعبہ کی مثل
ہے کہ حرم میں داخل ہوتے ہی نیک کی نیکی اور بد کی بدی (پر مہر لگ جاتی
ہے)۔ اسی طرح سے کامل مرشد کی ایک نگاہ سے ہی صالح کی (نیکی تاباں ہوکر
وہ مقرب ہو جاتا ہے) اور طالح کی (بدی عیاں) ہو جاتی ہے اور وہ مردود ہو جاتا
ہے۔ (زر کے کھوٹا کھرا ہونے میں) صراف کا کیا گناہ؟ اگر ہزار روپیہ میں سے
صرف ایک (روپیہ یا اشرفی) کھری ہوگی تو وہ اسی کو لے لے گا۔ باقی تمام
کھوٹے سکوں کو چھوڑ دے گا۔ جب تک صراف کی دکان پر زر کو لاکر آگ
میں نہیں ڈالتے (اس کے کھرے کھوٹے) کی تحقیق نہیں ہوتی۔ اسی طرح
مرشد صاحب تحقیقات ہوتا ہے جو لائل ذات اور لائل صفات (طالب کی تحقیق
امتحان کی تختی میں ڈال کر کرتا ہے) جس طرح ایک عالم اپنی کتاب میں صرف
و نحو کی کوئی غلطی نہیں رہنے دیتا اسی طرح فقیر طالب اللہ (کے وجود میں)
ماسوئ اللہ کچھ غیر نہیں رہنے دیتا۔ جب یہ نسخہ صحیح ہو جاتا ہے تو طالب اللہ

کا دل ذکر اللہ سے جاری ہو جاتا ہے تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ لوگ جمال (یار) کیلئے خلوت نشین گوشہ نشین ہوئے
(وہ نہیں جانتے) کہ چہل چلہ سے بہتر ہے مرشد عین بیں کی ایک نظر

بیت

گر خواہش (حصول) مقصود مدعا ہو
تو چاہئے کہ مرشد (راہبر) اور پیشوا ہو

قال علیہ السلام - لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَتِ الْخَالِقِ ط
مخلوق کی ایسی طاعت نہ کرو جو خالق کے نزدیک گناہ ہو۔ الحدیث۔ خُذْ مَا
صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرَ۔ "ان سے پاکیزہ چیز تو لے لو اور جو (مشتبہ غیر شرع) ہو
اسے چھوڑ دو۔" خبردار ہو جاؤ (کہ ہزارہا شیطان مرشد ہونے کے دعوٰی دار
ہیں) شریعت کو اپنا یار بنا لے۔ بدعت سے بیزار ہو جا (کہ یہی صراط مستقیم
ہے) طالب اللہ صاحب صدق ہو۔ قولہ تعالٰی - اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ بے
شک میرا معبود تو بس ایک اللہ ہے۔" اور بے صدق کے دل میں دنیا کی
محبت ہوتی ہے۔ قولہ تعالٰی - اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ "وہ تین میں سے ایک
خدا ہے۔" ایک دنیا ہے جسے وہ خدا تعالٰی سے زیادہ عزیز جانتا ہے۔ دوسرے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو جنہوں نے اپنے بیٹے کی قربانی بارگاہ الٰہ میں
پیش کردی۔ تیسرے وہ احمق نادان لوگ ہیں جو نہ تو خدا کو جانتے ہیں اور نہ

کر کے کہیں گے کہ (حساب دے) کہ تم نے (اپنے مال کو) کس کس جگہ خرچ کیا ہے؟ جو شخص دنیا کے مال کو ہاتھ میں لیتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ شیطان کہتا ہے کہ وہ میرا بندہ ہے کہ دنیا میری متاع ہے۔

اہل دنیا کے تین نشان ہیں

اول حرص جو دوزخ کی آگ کی مانند ہے۔

دوم درہم و دینار کو ایندھن کی مانند جمع کرتا ہے (جو دوزخ میں اس کا ایندھن بنے گا)۔ وہ بے نصیب ہے جو (نہ اپنی ذات پر نہ حق داروں) پر کچھ خرچ کرتا ہے۔)اس کا مال اگر معلوم ہو تو اس کے (وارثوں) یعنی دوسروں کے نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر (دفینہ) ہو تو وہ خاک میں مل کر (خاک) ہو جاتا ہے۔

سوم یہ کہ وہ مرنے کے بعد ان درم و دینار پر حسرت (سے ہاتھ ملے گا) وہ دولت جس کو وہ (اتنی محبت رکھتا تھا) وہی اس کی دشمن بن جاتی ہے جو مرنے کے بعد (قبر) میں سانپ بچھو بن کر اسے (بار بار) ڈسے گی۔ نعوذ باللہ منہا۔

پس یہ بات یقینی ہے کہ اہل دنیا شیطان ہیں۔ اہل شیطان اور ذاکر رحمٰن کو (آپس میں) کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ دنیا (سراسر) جھوٹ ہے اور ذکر راستی (راہ) ہے۔ الحدیث۔ اَلدُّنْیَا زُوْرٌ وَلَا یَحْصِلُ اِلَّا بِزُوْرٍ دنیا مکروفریب کا (نام) ہے۔ اور مکروفریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اسی لئے اہل حضور اس سے دور رہتے ہیں۔ جب تو لا الٰہ الا اللہ کااقرار کرکے (اللہ) پر ایمان لے آیا۔ "یعنی بجز خدائے عزوجل کوئی دوسرا معبود نہیں۔" تو پھر تو کیوں

پانی میں غوطہ لگاتا ہے تو اسے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

بیت

باھو ؒ اگر تجھے توحید میں حاصل ہوئی توحید خدا
(تو) خود درمیان نہ رہا (تو بن گئی) وحدت خدا

فقر کسی کا ورثہ نہیں ہفت کرسی میں نہیں ہے
کہ فقر کی حقیقت گفتگو کی حقیقت پرسی میں نہیں ہے

(فقر) ایک عطا ہے۔ موج دریا کی مانند اور فقراء اس لہر کے منتظر بیٹھے رہتے ہیں۔ جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ (کرم)

ابیات

مجھے پیر طریقت کی یہ نصیحت یاد ہے
کہ جو بھی یاد خدا کے سوا ہے سب برباد ہے
دولت کتوں کو دیتے ہیں اور نعمت گدھوں کو
ہم امن و امان سے بیٹھے تماشہ کرتے ہیں

دنیا دو قسم کی ہے

(1) حلال (2) یا حرام

حلال کا حساب ہوگا اور حرام پر عذاب ہوگا۔ اہل حلال کو صراط پر کھڑا

پہچانتے ہیں۔ اور نہ ہی (خیال کرتے ہیں) کہ انجام کار خدا تعالیٰ کے پاس ہی (جواب دہی کے لئے) پیش ہوں گے۔ خدا تعالیٰ بندے کے ہمراہ ہے اور (پھر بھی) بندہ خدا تعالیٰ سے گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے (لوگوں کے عقائد ایسی جہالت) سے اپنی پناہ میں رکھے۔

ابیات

باھو ؒ پردہٗ (خودی) کو اتار (دیدار کر) کل کے وعدہ کا اعتبار کیا؟
رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ (دل میں دیکھ) باہر ڈھونڈتا ہے یار کیا ؟

باھو ؒ دل میں دیدار اللہ سب سے پہلے مصطفیٰ ﷺ نے کیا
بعد اس کے انبیاء و اولیاء نے بھی کیا (دیدار الٰہ)

باھو ؒ نے جو بھی دیکھا اس سر کو کس سے بیان کرے
لائق (طالب) ہی نہیں جو اس راہ میں جان نثار کرے

مراقبہ میں حضوری سے پیغام ملتا ہے - اور (ایسے صاحب مراقبہ) بارگاہ الٰہ میں بخشے ہوئے ہیں۔ قال علیہ السلام - اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِی اَسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اے علی اپنی آنکھیں بند کرکے (مراقبہ کی صورت دل کی طرف متوجہ ہو کر) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سنئے۔ جو شخص مراقبہ میں کمال کو پہنچ گیا اسے آنکھیں بند کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ (اس کی حالت ایسے ہو جاتی ہے) جیسے غوطہ خور

کسی دوسرے شخص سے سوال و التماس اور التجا کرتا ہے؟ نعوذ باللہ اس طرح سے تو مشرک ہو جائے گا۔ اہل دنیا پر عقبیٰ اور اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر (دنیا و عقبیٰ) دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے۔ وہ اسی قدر خدا تعالیٰ کے قرب سے دور ہو جاتا ہے۔ بندہ اور مولیٰ کے درمیان جو حجاب ہے وہ یہی دنیا ہے۔ الحدیث - اَصْلُ کُلِّ فِتْنَۃٍ دُنْیَا وَحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ۔ دنیا سارے فساد کی جڑ ہے۔ اور اللہ اور بندے کے درمیان حجاب بھی یہی دنیا ہے جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے تو دنیا اس کو اپنے اوپر مبتلا کرکے۔ اس طرح بلا میں گرفتار کرلیتی ہے کہ دوبارہ اس سے نجات پانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اہل اللہ - حبیب اللہ اور خدا تعالیٰ کے دوست اسی لئے (دنیا) کو قبول نہیں کرتے۔

بیت

سونا زرد نظر آتا ہے وجہ کیا ہے ؟
اس لئے) کہ اہل ہمت کے نزدیک اس کی قدر کیا ہے؟

طالب مولیٰ مذکر وہ ہے۔ جو دنیا سے وضو اور آخرت (کی طلب سے) سے غسل کرلے اور جو کچھ بھی مال و زر اولاد گھربار موجود ہے (بلکہ) دل و جان تک راہ خدا میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پس ذاکر قلب اس کو کہتے ہیں جس کے دل میں ماسوئ اللہ کوئی دوسری طلب مطلق نہ رہے۔ وگرنہ وہ (قلب) نہیں بلکہ کلب (یعنی) کتا ہے۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ بہر خدا کیا کرنا چاہئے
جان عزیز سپرد جاناں کرنا چاہئے

چنانچہ انسان کے وجود میں ذکر کے چار مقامات ہیں۔

(1) زبان (2) قلب (3) روح (4) سر۔

ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مراقبہ میں ہر ایک صورت اہل مراقبہ سے ملاقات کرتی ہے اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہیں۔

انسان کا وجود اربعہ عناصر سے (مرکب) ہے اور ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ ہوا کی صورت علیحدہ ہے۔ خاک کی صورت علیحدہ ہے۔ پانی کی صورت علیحدہ ہے اور آگ کی صورت علیحدہ ہے۔ ان (چاروں صورتوں) میں ہر ایک صورت سے ستر ہزار صورتیں پیدا ہو کر فقیر کے ظاہر و باطن میں اس سے ملاقات کرتی ہیں۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْئٍ محتاج اوست۔ فقیر اللہ کے سوا (ہر ایک سے) لایحتاج ہوتا ہے اور ہر شے اس کی محتاج ہوتی ہے۔ دو لاکھ اسی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے باہر نکل کر اس سے ہم مجلس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے۔ صاحب توحید اہل ذکر اللہ کے بھی یہی (مراتب) ہوتے ہیں۔ الحدیث۔ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ ط کہ (اس کے لئے) وحدت میں سلامتی اور مجمع میں آفات ہوتی ہیں۔ جب فقیر ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ اسے چاہئے کہ تنہائی اختیار کرے اور کسی وقت کی نماز بھی قضا نہ کرے خود امام بن کر چھپی ہوئی صورت کو مقتدی بنائے اور اہل سنت کی طرح با جماعت نماز ادا کرتا رہے۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ خود امام خود مقتدی با خود نماز ہے
اس قسم کے فقر میں با حق نماز ہے

اگرچہ (فقیر) ان مراتب کو حاصل کرلے۔ تب بھی ذرہ بھر شریعت کے خلاف (عمل نہ کرے) کیونکہ وہ ظاہر میں عام (لوگوں جیسا ہے اور اس پر ظاہری شریعت کے احکام بھی نافذ العمل ہیں)۔ باطن میں (بے شک) وہ خاص کا (مقام رکھتا) ہے۔ الحدیث۔ اَلنَّاسُ تَحْتَ اللِّبَاسِ (شریعت کا ظاہری) لباس (فقراء) کے باطن پر (دلالت) کرتا ہے۔ (لہٰذا معلوم ہوا) کہ آدمی خاکی ہیں۔ فرشتے آبی ہیں۔ شہید بادی ہیں اور جنات آتشی ہیں۔

مراقبہ یک دلی کا نام ہے (جس سے ظاہر و باطن میں یک رنگی حاصل ہوتی ہے) دو دلی منافقت کا نام ہے۔ (جس میں ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے) دنیا داروں کو مراقبہ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ کیونکہ (ابراہیم لوہم رحمۃ اللہ علیہ جیسے) بادشاہوں نے دنیا اپنی بادشاہی اور اپنے اہل خانہ کو مراقبہ اور فقر کی خاطر ترک کیا ہے اور انہوں نے (راہ) فقر جو غریبوں اور یتیموں کی (دنیا ہے) میں قدم رکھا ہے اور اپنے نفس کے گھوڑے پر (مردانہ وار) سوار ہو کر اسے میدان توحید میں دوڑایا ہے۔ وہ عشق و محبت شوق الٰہی میں ہرگز نہیں تھکے۔ بالآخر انہوں نے اپنے مقصود کو پا لیا۔ اپنے آپ کو اپنے خدا کے سپرد کردیا۔ وہ (بظاہر) مردہ ہیں۔ لیکن وہ کبھی نہیں مرتے۔ (ہمیشہ زندہ رہتے ہیں)۔ وہ اہل اللہ ہیں۔ وہ حاجی بے حجاب اللہ ہیں۔

بعض بزرگوں نے اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھا ہے۔ بعض نے چالیس سال کا اور بعض عمر بھر شب و روز مراقبہ میں غرق رہے ہیں۔

بیت

باھوؒ میرا چہرہ سوئے کعبہ اور کعبہ دیکھے سوئے من
کعبہ قبلہ ہو گیا ہے جان و تن

احرام کم آزاری' دل بیداری اور شب بیداری کا نام ہے۔ احرام کفن پہننے کے مثل ہے۔ احرام - مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ کے مراتب ہیں۔

ابیات

عشق میں آ کر خوشی سے اپنی جان (محبوب) کو دے
(بہتر ہے) کہ درویش کی جان ہر دم (محبوب) کیلئے نکلتی رہے
فقیر درویش ہزار ہا جانیں رکھتا ہے
اور ہر جان میں ہزاروں (دائمی) جانیں رکھتا ہے
درویش ہو کر تو مذہب عاشق سے واقف نہیں
پھر کس لئے خود کو درویش کہتا ہے
باھوؒ لاف زن نہیں فقر ہی عظیم ہے
اللہ ہمارا ساتھی ہے پھر کیسا (خوف) بیم ہے

ابیات

علم و دانش اہل باطن سے طلب کر
لائق سجدہ کب ہو پتھر کی دیوار
اک شخص میں آ جاتے ہیں جملہ علم و (ہنر)
جس کا دل بیدار نہ ہو اس کو کیسے ہو دیدار

فقیر وہ ہے جس کے دل میں دونوں جہان (ایک) نقطہ میں موجود ہوں۔

بیت

باھوؒ قول کر (اس قول) کو ہمیشہ
یار جانی سے فنا فی اللہ ہوا ہوں

ابیات

باھوؒ ازل و ابد کے دونوں چشمے ناک کے اوپر ہیں دیکھ
عین کو جب عین دیکھا سجدے میں رکھ دی جبیں
اب آنکھ اس کی آنکھ ہے اور ہے سخن اس کا سخن
یہ مراتب چاہئیں تو نفس کی گردن بزن

بیت

باھوؒ جو (توحید میں) یکتا ہوا معرفت اس پر حرام
معرفت پر فخر کرنے والا عارف نا تمام

معرفت کا مقام درمیانہ ہے۔ اس سے آگے لامکان ہے۔

بیت

تیرے وجود میں جب دو خدا ہیں غیر
وحدہ لاشریک خدا تک پہنچے گا کیسے غیر
باھو رحمۃ اللہ علیہ عاشقوں کا محرم راز کوئی نہیں اس کے سوا
دو خداؤں کو قتل کرکے پا لیا بس اک خدا
اک خدا یا دو خدا یا سہ خدا سب ہیں رجیم
دو خدا کو چھوڑ کر پا لیا رب رحیم

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ یار ہے بغل میں تو پھر بھی خلوت نشین ہے
خلوت سے ہزار بار توبہ کر یار تو ہے سامنے

قرب وصال حضوری بھی حجاب ہے۔

بیت

قرب غفلت اور حضوری حق سے دوری ہے
نور میں جو نور ہوا وہ عین نوری ہے

خلوت بھی مکر عظیم ہے۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ خلوت کیا ہے ؟ (طالبوں کی) راہزن
صد ہزاروں خلوتوں سے بڑھ کر ہے تھوڑا سخن

بیت

(جس نے) پیشوائے یار ساقی کو پا لیا
دیگر تو سارے فانی ہیں اس نے بقا کو پا لیا

بیت

اے دل خوش ہو کر خوشی سے شراب (معرفت) پی لے
کہ ساقی نے یہ ساغر شوق مجھے بھر کر دیا ہے

سنو (جس طرح مطالعہ) علم سے علم حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح مراقبہ - غرق - وصال کے بغیر فقر حاصل نہیں ہوتا۔ علم سے عقل حاصل ہوتی ہے اور عقل سے بھی دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

ایک کھانے پینے کے (آداب)

دوسرے مسائل مطالعہ کتاب اور نقل

مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے اور موت سے مراتب اولیاء

(اللہ) حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر کو (دنیاوی) حیات میں موت اور موت میں (مراتب) حیات نصیب ہوتے ہیں۔ یہ مراتب صاحب ذات (صاحب) علم (صاحب) صفات اور (صاحب) مراقبہ فقیر کے ہیں۔ فقیر کی مراقبہ میں دو حالتیں ہوتی ہیں۔

(اول) اگر فقیر مراقبہ میں وصل فنا فی اللہ میں غرق ہے۔ تو وہ خوش وقت مشتاق ہوتا ہے کیونکہ یہ لِی مَعَ اللہ کا مقام ہے۔ جس میں کوئی (غیر) دخل نہیں دے سکتا۔

(دوم) اگر وہ جدائی و فراق میں پڑا ہوا ہو تو یہ پریشانی و ہلاکت کا باعث ہے ایسے شخص کو استغراق (فی اللہ) کے سوا کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ یہ قبض و بسط کا مقام ہے۔ جس میں نہ تو ہمیشہ وصل ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - واللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ اللہ تعالیٰ ہر (ہر حال) کو قبض کرتا ہے۔ اور وہی (ہر کشائش) کو کھولتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

بیت

مشرک نہ ہو کافر نہ بن راہ راست کر اختیار
کہ شریعت محمد ﷺ نبوی کے بغیر فقر ملتا نہیں ہے یار

جتنے بھی لوگ مشرک اور کافر ہوئے ہیں وہ دنیا کی بہتات سے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس کسی نے ایسا (دعویٰ) کیا دنیادار نے کیا۔

بیت

تیرا مقصود و معبود دنیا ہے
عاشقوں کی نظر میں مردود دنیا ہے

الحدیث - اَلدُّنْیَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً دنیا ایک گھڑی ہے اس میں بندگی کرلو۔

قطعہ

باھو ؒ دنیا ایک زراعت آخرت کی کھیتی جان
راہ مولیٰ میں خرچ کر ہر ساعت ہر آن

جو کوئی (مال و زر) کو رکھتا ہے نگاہ میں
ہوں ہزاروں پردے حائل پھنس جائے وہ گناہ میں

فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں۔

اول فقیر صاحب آگاہ

دوم فقیر صاحب انگاہ

سوم فقیر صاحب راہ

چہارم فقیر صاحب ہمراہ

باھو رحمتہ اللہ علیہ ہمراہ کس کو کہتے ہیں؟ مَنْ یُرِیْدُ الدُّنْیَا وَمَنْ

يُرِيۡدُ الۡاٰخِرَةِ کون دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور کون آخرت کا ارادہ کرتا ہے؟ فقیر وہ ہے جو ہر دو کو اختیار نہیں کرتا وہ دنیا اور آخرت دونوں کو ٹھکرا دیتا ہے

سن ! اے جان کو جلانے والے اپنے کام فقر فنا فی اللہ میں پختہ اور استوار کر اور دنیا و آخرت کو پس پشت ڈال دے تاکہ تیسری دستگیری کر کے (دستگیر) فقیر تیرے دین اور (مقام) حق الیقین کا رہبر بن جائے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

طریقہ قادری صاحب زمان (بنانیوالا) اور لامکان میں (پہنچانے والا) طریقہ ہے۔

قادری بھی دو قسم کے ہیں۔

ایک قادری زاہدی

دوم قادری سروری

قادری سروری کون ہے ؟ اور قادری زاہدی کون ہے؟

قادری سروری تو (باھو رحمۃ اللہ) **فقیر ہے۔** جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوا جسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دست بیعت فرمایا اور خندہ رو ہو کر فرمایا کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر تلقین (فقر کے بعد) صلوات اللہ علیہ نے فقیر کا ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین کے ہاتھوں میں دے کر ان کے سپرد کردیا پیر دستگیر شاہ محی الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تلقین سے سرفراز فرمایا اور (مخلوق خدا کو راہ حق کی تلقین) کا حکم دیا اس کے بعد (فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ) نظر

سے ہی ہر طالب ظاہری و باطنی کو بے ذکر بے مشقت برزخ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے حضوری مجلس میں لے جاتا ہے ایسے طالب جس طرف بھی نظر کرتے ہیں وہ اسم اللہ دیکھتے ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی پردہ و حجاب باقی نہیں رہتا سروری قادری فیض کی راہ ہے۔ (اس میں مجاہدہ و ریاضت کی ضرورت نہیں)۔ طالب کم حوصلہ نہ ہونا چاہئے۔ بعضے طالب اسم اللہ کی آتش و گرمی سے مردہ ہو جاتے ہیں۔ بعض اسم اللہ کا بوجھ برداشت نہیں کرسکتے۔ عاجز ہو کر (وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں) بعض (تجلیات) سے (بے یقین) ہو کر مردود ہو جاتے ہیں۔

بیت

وجود آدم مثل صراحی روح اس میں مثل شراب
قالب مثل بنسری ہے جس سے آتی ہے آواز

کیا تو جانتا ہے کیا تھا آدم خاکی جب وہ خام تھا
خالی فانوس تھا وہ نہ جس میں چراغ تھا

بعض (فقیر) ہمیشہ حضوری مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف رہتے ہیں۔ مجھے (فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ) کو روز بروز۔ ایک دن سے دوسرے دن۔ ایک گھڑی سے دوسری گھڑی درجات میں ترقی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ ابدالاباد تک اس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ کیونکہ سروری کا حکم سرمدی ہوتا ہے۔ محمد عربی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح میں نے بھی

کوئی علم ظاہر کسی (ظاہری استاد سے) حاصل نہیں کیا۔ لیکن (مدینۃ العلم) کی حضوری سے ظاہری باطنی علوم کی اس قدر واردات فتوحات (راز) کھلے کہ ان کے بیان کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ لیکن بزرگوں کا فرمان ہے۔ مَا قلّ وَ مَا دلّ۔ (پسندیدہ) مختصر اور بادلیل بات کرو۔" جس طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی حجاب (نگاہ) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پارہ پارہ ہو جاتے ہیں) اس پر فقر فی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے وہ اویسی مراتب حاصل کرلیتا ہے۔ اس کو اس لئے بھی اویسی (فیض) کہتے ہیں کہ (فقیر) کے ظاہر و باطن میں اشتغال اللہ کا (غلبہ) ہو جاتا ہے۔ اور وہ درست اخلاص (حضوری) سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہے۔

زاہدی قادری طریقہ وہ ہے جس میں طالب اللہ زہد و ریاضت میں بہت سا رنج و (تکلیف) برداشت کرکے بارہ سال یا تیس سال کے بعد حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز کی مجلس میں حاضری سے مشرف ہوتا ہے۔ اور آپ (دستگیری فرما کر) اس کا ہاتھ پیغمبر صلوات اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک میں دے کر بیعت کرواتے ہیں۔ جس سے وہ حضوری سے مشرف اور سرفراز ہو جاتا ہے۔ (ریاضت و مجاہدہ) کا یہ طریقہ مبتدی زاہدی قادری کا ہے۔ منتہی (قادری) دوسرے خانوادہ کے (لوگ) ہیں۔ منتہی قادری کا مرتبہ محبوبیت کا (مرتبہ) ہے۔ (جیسا کہ) حضور پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (محبوب اللہ ہیں)۔ یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ جو کوئی ان (منتہی قادری فقرا) یا ان کے کسی طالب مرید سے (مراتب کی) بلندی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے (مرتبہ و مقام) سے سلب ہو جاتا ہے۔ ابلیس کے مراتب کو پہنچ

کر (مردود ہو جاتا) ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ تعالیٰ (ایسی گستاخی) سے اپنی پناہ میں رکھے۔ جو کوئی اس بات پر شک کرتا ہے۔ یا شک میں پڑتا ہے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ تعالیٰ ایسے (شک) سے بھی اپنی پناہ میں رکھے کیونکہ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب و وارث ہیں ۔ (ان کی نافرمانی اللہ و رسول کی نافرمانی ہے)۔ محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز (کے ہاتھوں میں) ہر دو جہان کی کلید ہے۔ جو اس پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ گروہ شیطان سے ہیں۔ وہ دونوں جہانوں میں سرگردان اور پریشان رہتے ہیں۔

اہل مراقبہ کی انتہا دریائے ژرف ہے اور دریائے ژرف کیا ہے؟

دریائے ژرف ۔ توحید الٰہی کا دریا ہے۔ جو ہمیشہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنظر رہتا ہے۔ جو کوئی خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس دریائے ژرف (دریائے توحید) میں غوطہ لگاتا ہے۔ وہ دنیا کا تارک۔ فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے۔ (یہی) دریائے ژرف۔ فقر کا دریا بھی ہے۔ جو کوئی دریائے ژرف میں غوطہ لگاتا ہے۔ غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اس پر مکمل طور پر حق ظاہر ہو جاتا ہے (کہ وہ حق ہی سنتا' حق ہی کہتا اور حق ہی دیکھتا ہے)۔ اور اس کے وجود میں باطل (مطلق) نہیں رہتا۔

فقیر وہ ہے جو سات (قسم) کے ذکر اور سات (قسم) کے فکر کرتا رہے

اول ذکر فکر موت کرتا رہے۔ تاکہ خواب غفلت ترک کردے۔

دوم ذکر فکر منکر نکیر کرتا رہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ سے یگانہ اور خلق غیر ماسوئی اللہ سے بیگانہ ہو جائے۔

سوم ذکر فکر قبر کرتا رہے۔ تاکہ عذاب عظیم کے خوف سے سرکش نفس مسلمان ہو جائے۔

چہارم ذکر فکر اپنے اعمال نامہ کا کرتا رہے ۔ تاکہ اپنی زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھ سکے۔

پنجم ذکر فکر قیامت کے دن کی جزا اور (سزا) کا کرتا رہے ۔ کہ روز حشر نفسا نفسی پڑی ہوگی۔ تاکہ اشتغال اللہ میں مشغول ہو جائے۔

ششم ذکر فکر پل صراط کا کرتا رہے ۔ تاکہ صراط دنیا سے ایمان کی سلامتی اور آسانی سے گزر جائے۔ یعنی دنیا کی محبت سے دل نہ باندھے۔

ہفتم ذکر فکر طالب مولیٰ کا ہے ۔ کہ وہ بہشت کی لذت اور دوزخ کے خوف کو بھلا دے بعدازاں فنا فی اللہ کے تفکر سے اس طرح (نور اللہ) میں غرق ہو جائے کہ ان سات قسم کے ذکر و فکر سے (بھی) گزر جائے

اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔ جو فقیر یہ سات قسم کے ذکر و فکر نہیں جانتا اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے تو فقیر اسے روز حشر جانتا ہے۔ (گویا قیامت برپا ہو گئی ہے)۔ اور اٹھارہ ہزار عالم (کی مخلوق) اپنی نیکی و بدی کا

حساب دینے کے لئے (بارگاہ خدا میں) حاضر ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو قاضی جانتا ہے۔ وہ خود اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور جب رات ہوتی ہے۔ وہ رات کو اپنی قبر جانتا ہے۔ جس میں وہ تنہا ہوتا ہے۔ اور وہ (عذاب قبر کے خوف سے) بے خواب رہتا ہے۔ ظاہر و باطن' رات اور دن وہ (غفلت کی بجائے) باخبر رہتا ہے۔

باب ہفتم

ذکر اللہ تعالیٰ زبان قلب و روح سر و جہر و خفیہ

کلمہ طیب افضل الذکر ہے ( ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ (رَوٰی حَدِیْثُ الْمُسْلِمِ)
وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادُوْا ہَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا (راوی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و جامع)
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ مُعَاذٌ آخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ رَوٰی حَدِیْثُ اَبِیْ بَکْرٍ (مُعْجَمُ الطَّبْرَانِیْ) وَ عَنْہُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَا اسْتَطَعْتَ

وَاذْكُرِ اللّٰهِ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَ شَجَرٍ مُعْجَمُ الطِّبْرَانِيِ
مُصَنِّفْ اِبِیْ شَبَہْ)

قَال عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَ اَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَ اَرْفَعُهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٌ (مِنْ اَنْفَاقِ الذَّنْبِ وَالْفِضَّتِهِ وَ الْوَرْقِ وَ خَيْرٌ لَّكُمْ) مِنْ اَنْ تَلْقُوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوْا اَعْنَاقِكُمْ۔

افضل الذکر کلمہ طیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جو شخص رب تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔اور جو شخص اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا۔ان کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔(روایت حدیث المسلم)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت راہوں میں پھرتی اور ذکر(اللہ) کرنے والوں کو ڈھونڈتی ہے۔جب وہ کسی جماعت کو ذکر اللہ کرتی ہوئی پاتی ہے۔تو وہ دوسرے (فرشتوں) کو پکارتی ہے۔اور وہ ان کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے متوجہ ہو جاتے ہیں۔پھر فرشتے ان کو آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔(صحیح بخاری۔مسلم و جامع)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور پاک سے روایت کی ہے۔حضور ﷺ کا آخری وقت کا کلام وہی تھا جو حضور علیہ السلام نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا۔میں نے عرض کی!حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ محبوب ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا جب تیری موت کا وقت آئے

تو تیری زبان پر ذکر اللہ جاری ہو۔

حضرت ابی بکرؓ سے روایت ہے۔کہ انہوں نے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا حسب توفیق تقویٰ اختیار کرو اور ذکر اللہ(میں مصروف رہو)۔کیونکہ ہر حجرو شجر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے ابن شیبہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔کیا میں تمہیں سب سے اچھا عمل نہ بتادوں۔جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو۔جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے درجات بلند ہو جائیں۔(اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر۔)(جو اس سے بھی بڑھ کر ہو) کہ (جہاد میں) تم اپنے دشمنوں کی گردنوں پر ضرب لگاؤ اور وہ تمہاری گردنوں پر ضرب لگائیں۔عرض کی ہاں (یا رسول اللہ علیہ وسلم) فرمایا۔وہ ذکر اللہ تعالیٰ ہے ۔(جو بوقت جہاد فی سبیل اللہ بھی جاری رہتا ہے)(ترمزی۔ابن حبان صحیح المستدرک و سنن ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مَاصَدَقَتُہٗ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی صدقہ نہیں ہے۔(معجم۔طبرانی۔سنن ابی داؤد)

ذکر ایسا ہونا چاہئے جیسا کہ (سمندر) ققنس کرتا ہے۔ققنس ایک پرندہ ہے۔جو لکڑیاں چن کر انہیں جمع کرتا ہے۔اور ان لکڑیوں سے ایک قلعہ بنا کر اس کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے ذکر ھو

میں مصروف ہو جاتا ہے۔ذکر کے شروع میں وہ دم کے ساتھ ھُو کا
ذکر کرتا ہے۔پہلے پہل اس کے وجود میں ذکر اللہ ذکر ھُو کی گرمی
پیدا ہوتی ہے۔پھر اس میں سے ایسی آگ نکلتی ہے جو اس ایندھن کو
جلا دیتی ہے۔اور وہ خود بھی اس آگ میں جل کر خاکستر ہو جاتا
ہے۔بعد ازاں جب باران رحمت اس خاک پر برستی ہے تو اس
خاکستر سے ایک انڈہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس انڈہ سے ایک بچہ نکل
آتا ہے۔اور جب وہ بچہ اپنے باپ (کی عمر) کو پہنچ جاتا ہے۔تو وہ
بھی اپنے باپ کی مثل (ذکر ھُو) کر کے جل کر خاکستر ہو جاتا
ہے۔اور یہ سلسلہ ابد الاباد تک جاری رہتا ہے۔پس ذاکر فقیر بھی ہر
دم موتوا قبل ان تموتوا کے ذکر سے مرتا اور زندہ ہوتا رہتا ہے)

فقر کیا ہے؟ فقر خانہ ویرانی کا نام ہے۔چنانچہ پیغمبر صاحب
صلواۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو راہ خدا میں صرف کر کے خالی کر
لیا۔اور دنیا کو تین طلاق دے کر (اپنے آپسے علیحدہ کر دیا)۔کہ گھر
میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل خریدنے کے لئے پیسے نہ ہوتے
اور کبھی فرش کے لئے بوریا بھی نہ ہوتا۔فقیر اسی کو کہتے ہیں کہ جو
کچھ خدا دے یا دلائے وہ خدا ہی کی (راہ) میں دے دے۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا اَفْضَلُ مِنْ
ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی (مُعْجَمُ الطبرانی وَسُنَنِ اَبِیْ دَاؤُدُ) قَالُوْا اَوَلَا
الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ یُضْرِبَ بِسَیْفِهٖ حَتّٰی
یُنْقَطِعُ ط (مسند ابی بکر)

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَوْ لَا اَنْ رَجُلًا فِیْ حُجْرَةٍ دَرَاهِمُ

یَقْسِمُهَا وَ آخَرُ یَذْکُرُ اللّٰهَ کَانَ الذَّاکِرُ اَفْضَلُ ط (فِی مُعْجَمِ
الطِبْرَانِیْ) قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ سَیَعْلَمُ اَهْلُ
الْجَمْعِ الْیَوْمَ مَنْ اَهْلُ الْکَرَمِ قِیْلَ مَنْ اَهْلُ الْکَرَمِ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ قَالَ اَهْلِ الْمَجَالِسِ الذِّکْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ قَالَ عَلَیْهِ
السَّلَامُ مَا مِنْ آدَمِیِّ اِلَّا فِیْ قَلْبِهٖ بَیْتَانِ فِیْ اَحَدِهِمَا الْمَلَکُ
وَ فِیْ اٰخَرِهِمَا الشَّیْطٰنُ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰهُ خَنَّسَ اَےْ
تَاَخَّرَ وَتَتَخَنّٰی وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّیْطَانُ مِنْقَارُهٗ
فِیْ قَلْبِهٖ وَ وَسْوَسَ لَهٗ (مسند ابی یعلی الْمُوْصِلِیْ)

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّتِهِ فَارْتَعُوا
قَالُوْ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ مَا رِیَاضُ الْجَنَّتِهِ قَالَ حَلْقُ الذِّکْرِ ط
مِنْ تِرْمِزِیْ) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا
مَجْلِسًا وَ تَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَ لَمْ یَذْکُرُوْا اللّٰهُ فِیْهِ اِلَّا کَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا
عَنْ جِیفَتِهٖ حِمَارٍ وَ کَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةٌ یَوْمَ الْقِیٰمَتِهِ
(سُنَنْ اِبِیْ مَاجَهْ)

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ مَا مَشٰی اَحَدُکُمْ تُمْشِیْ لَمْ
یُذْکَرَ اللّٰهُ فِیْهِ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِ تِرَةٌ مَا اَوٰی اَحَدٌ اِلٰی فِرَاشِهٖ وَلَمْ
یُذْکَرِ اللّٰهُ فِیْهِ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِ تِرَةٌ (سُنَنْ اِبِیْ مَاجَهْ)

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَیْسَ مُتَحَسِّرُ اَهْلُ الْجَنَّتِهِ اِلَّا عَلٰی
سَاعَتِهٖ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ یَذْکُرُوْا اللّٰهَ فِیْهَا ط (مُعْجَمُ
الطِبْرَانِیْ) اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰی یَقُوْلُوْا الْمُنٰفِقُوْنَ اِنَّهٗ
مَجْنُوْنٌ ط (سُنَنْ اِبِیْ مَاجَهْ)

قَالَ عَلَيهِ السَّلَامُ اِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِىْ الْجَبَلَ بِاسْمِهٖ اَىْ فُلَانُ هَلْ مَرَّبِكَ اَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰه فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشَرَهٗ (فِىْ معجم الطبرانی)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قَوْمٌ فِى الدُّنْيَا عَلٰى فِرَاشٍ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّاتِ الْعُلٰے ط

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رُطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ ط

(حدیث قدسی اَنَا مَعَ عَبْدِىْ يَذْكُرُ فِىْ تَحَرَّكَ الشَّفَتَانِ ط

حدیث قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِىْ فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِهٖ وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ الْمَلَاءِ ذَكَرْتُهٗ فِىْ الْمَلَاءِ خَيْرٌ مِّنْهُمْ ط

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهٗ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِىْ بِمَشْىٍ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً ط

حضور پاک نے فرمایا۔ کہ آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے افضل نہیں ہے۔ (معجم الطبرانی و سنن ابی داؤد)

حضور پاک نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کا ذکر) جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ جس میں تلوار سے (کفار) کو قتل کرتے ہیں۔ (مسند

ابی بکر)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص عبادت کے لئے حجرہ میں علیحدگی اختیار کرے اور دوسرا شخص ذکر اللہ اختیار کرے تو ذاکر (اس زاہد) سے افضل ہے۔ (معظم طبرانی)

حضور پاک نے فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے روز اہل کرم کون لوگ ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے اہل کرم کون ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اہل کرم وہ لوگ ہیں جو مساجد میں ذکر اللہ کرتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کا دل یا تو فرشتہ کا گھر ہے یا اس میں شیطان رہتا ہے۔ جو کوئی ذکر کرتا ہے۔ خناس اس (دل) سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو ذکر نہیں کرتا۔ شیطان اس کے دل میں اپنی چونچ گھونپ دیتا ہے۔ جس سے وسوسہ پیدا ہو جاتا ہے۔) ابی لعلی الموصلی)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو اس سے (جنت) کے میوے کھاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا۔ ریاض الجنتہ کیا ہے؟ یہ ذکر کرنے والوں کا حلقہ ہے۔ (ترمذی)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور خدا تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں تو یہ سمجھو کہ وہ دنیا کے مردار گدھے بیٹھے تھے۔ اور قیامت کے روز ان کو اپنے اس کام پر ندامت اور حسرت ہو گی۔ (سنن ابی ماجہ)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اہل جنت کو سب سے زیادہ حسرت اس وقت پر ہوگی جو انہوں نے دنیا میں ذکر اللہ کے بغیر کھو دیا ہوگا۔ (معظم طبرانی)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ منافق تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ (سنن ابی ماجہ)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جب کسی پہاڑ پر ذکر اللہ کیا جاتا ہے تو وہ دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کا نام لے کر پکارتا ہے کہ اے فلاں تجھے مبارک ہو۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ دنیا میں اپنے بستروں میں آرام کرتے ہوئے ذکر اللہ کرتے ہیں۔ وہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں داخل ہوں گے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جن لوگوں کی زبان پر ہمیشہ ذکر اللہ جاری رہتا ہے۔ وہ لوگ جنت میں ایسے داخل ہوں گے (کہ خوشی سے) ہنستے ہوں گے۔

حدیث قدسی۔ میں اس بندے کے ساتھ ہوں جو میرے ذکر میں اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے۔

حدیث قدسی۔ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔ جب وہ میرا ذکر (میرے قرب کے حصول کے لئے کرتا ہے) تو میں اس (ذاکر) کے ساتھ ہو جاتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر اپنے نفس میں (خفیہ طور پر) کرتا ہے۔ تو میں بھی اسے اپنے نفس میں (خفیہ طور پر) ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجلس میں کرتا ہے۔ تو

میں اس کا ذکر اس کی مجلس سے بہتر (فرشتوں) کی مجلس میں کرتا ہوں۔ (ابی ذرؓ)

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جو شخص ایک نیکی کرے گا۔ اسے اس (نیکی) کے برابر دس (نیکیوں) کا اجر دنیا میں دوں گا اور میں اس سے بھی زیادہ عطا کر دیتا ہوں۔ اور جو شخص ایک برائی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے ایک ہی برائی کے برابر بدلہ دوں گا۔ (اگر وہ معافی چاہے گا) تو میں اسے معاف بھی کردوں گا۔ جو شخص میری طرف ایک بالشت چلتا ہے۔ تو میں اس کے دو گز قریب ہو جاتا ہوں اور جو کوئی میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

سنو! اگر کوئی شخص تمام عمر روزے رکھے۔ نماز ادا کرے۔ حج ادا کرے اور شب و روز تلاوت قرآن میں مصروف رہے۔ جبکہ تلاوت القرآن ہی افضل عبادت (بھی) ہے۔ لیکن کلمہ طیب کا زبانی اقرار نہ کرے۔ تو وہ ہرگز مسلمان نہ ہو گا۔ اور اس کی عبادت ہرگز قبول نہ ہو گی۔ چنانچہ کافر کی استدراجی عبادت کی مانند (ضائع ہو جائے گی) اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

عبادت ذکر کی محتاج ہے۔ لیکن اہل ذکر اور اہل فقر لا یحتاج ہیں۔ پس جس کسی کو (ذکر سے) تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوتی وہ ذاکر بھی نہیں ہے۔ خدانخواستہ ہی ہو گا کہ اس کو مومن مسلمان کہ سکیں۔ خدا ترسی (نفس) کی صفائی اور تصدیق قلبی

ذکر (کلمہ طیب) سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِکُلِّ شَیْئٍ مِصْقَلَۃٌ وَمِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ط قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔

قولہ تعالیٰ قَدْ قَصَصْنَاھُمْ

() قولہ تعالیٰ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ط

() حدیث۔ وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ خَطِیْئَۃٍ لَّا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً۔ رواہ مسلم

حدیث قدسی۔ اِذَا رَاَیْتَ عَبْدِیْ لَا یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا اَحْجُبُہٗ عَنْ فلکہ۔

حدیث۔ اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَاللّٰہِ الذَّاکِرُوْن ط قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَامَتُہٗ حُبُّ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَ عَلَامَتُہٗ بُغْضِ اللّٰہِ عَلَمُ ذِکْرِہٖ ط

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَمُ الْاِیْمَانِ وَبَرَاۃٌ مِنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِنَ الشَّیْطَانِ ط

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الذِّکْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ فِیْ ذِکْرِ الْجَلِیِّ عَشَرَ فَوَائِدَ صِفَاءُ الْقُلُوْبِ وَ تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ صِحَّۃُ الْاَبْدَانِ وَ مُحَارَبَتُہٗ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِظْہَارُ الدِّیْنِ وَ نَفْیِ خَوَاطِرِ الشَّیْطَانِ وَ النَّفْسَانِیَّتِہٖ وَ التَّوَجُّہِ۔

اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاَعْرَاضُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ط وَفِیْہِ یَرْفَعُ حِجَابَ بَیْنِہٖ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی ط

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ ہر شے کے لئے میقل ہوتی ہے اور قلب کی میقل اللّٰہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ تمام لوگ جو اللّٰہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر ۔اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے میں) کسی میں فرق نہیں ڈالتے (وہی مومنین ہیں)۔ وہی خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ ہم نے قصص (الانبیاء اور دوسرے واقعات) آپ ﷺ پر (وحی) کئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ اور ہم نے ہی موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا۔ (اسی طرح ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت بخشی)

الحدیث۔ شرک کے ماسویٰ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لیکن شرک نہیں بخشا جائے گا۔ (مسلم)

حدیث۔ جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ میرے ساتھ شرک کرتا ہے ۔وہ اس (غفلت) کے باعث حجاب میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

حدیث۔ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک ذاکرین کا (ذکر) سب سے بڑی عبادت ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللّٰہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کے ذکر (کی کثرت) ہے۔ اور اس سے بغض کی علامت اس کے ذکر کا نہ ہونا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر نفاق سے بچنے کا (ذریعہ) اور شیطان کے خلاف ایک قلعہ ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ سب سے افضل ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جہری ذکر میں دس فائدے ہیں۔

۱۔ دل کی صفائی ۲۔ غافلین کی تنبیہہ ۳۔ جسم کی صحت
۴۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ ۵۔ اظہار دین
۶۔ شیطانی اعمال کی نفی ۷۔ نفسانی خواہشات کی نفی
۸۔ توجہ الی اللہ ۹۔ غیر اللہ سے نفرت
۱۰۔ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابات کا رفع ہونا۔

فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے؟ ذکر کسے کہتے ہیں؟ ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ ذاکر کے کونسے مراتب مقام ہیں؟
ذکر پاکیزگی کا نام ہے۔ جس طرح مال کی زکواۃ نکالنے سے پاک و حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفرو شرک کی نجاست سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ (میلے) کپڑے کے لئے صابن ہے۔ (تو وجود) کی صفائی کیلئے ذکر اللہ جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا لیتی ہی۔ اسی طرح ذکر گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ جس طرح بارش مرجھائی ہوئی گھاس کو سرسبز و تازہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر آدمی کے ایمان کو آراستہ کر دیتا ہے۔ جس طرح پھل (پھول) درخت کی زینت ہیں۔ ذکر اللہ آدمی کے (ایمان) کی

زینت ہے۔ جس طرح روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ ذکر سے (ہفت اندام) روشن ہو جاتے ہیں۔ (ذکر کا وجود کے ساتھ ایسا تعلق ہے) جیسا کی پھول میں خوشبو۔ جیسا کہ کھانے میں نمک۔ جس طرح تکبیر سے حیوان کو ذبح کرنے سے وہ حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وجود کو ((مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا) کرنے سے وہ زندہ اور پاک ہو جاتا) ہے۔ اول ذکر اللہ تعالیٰ کا ہے۔ بعد ازاں وقت پر نماز ادا کی جاتی ہے۔ اول (اذان) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ دوم تکبیر اولیٰ اور تحریمہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اور بعد ازاں نماز میں بھی ذکر اللہ کیا جاتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اول اللہ تعالیٰ کا ذکر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے بعد ازاں تلاوت قرآن مجید کی جاتی ہے۔ پس بسم اللہ اسم اللہ ذکر اللہ ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (مخلوقات) کو پیدا کیا۔ قرآن مجید میں جو پہلی آیت نازل ہوئی وہ بھی اسم اللہ ذکر اللہ ہے۔ جان کنی کے وقت بھی (زبان پر) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہونا چاہئے۔ یہ سب بھی ذکر اللہ ہے۔ جب کلمہ شہادت پڑھتا ہے تو یہ بھی ذکر اللہ ہے۔ قبر میں فرشتے بھی اسم اللہ ہی پوچھتے ہیں۔ جو ذکر اللہ ہی ہے۔ جو اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس کے شروع میں اسم اللہ تحریر ہو گا۔ جب ترازو پر اعمال کا وزن کیا جائے گا تو (ترازو کے جس پلڑے میں اسم اللہ ہو گا۔ وہ گراں تر ہو جائے گا۔ پل

صراط پر جو کوئی اسم اللہ کا ذکر کرے گا۔ دوزخ اس سے خوف کھائے گا۔ اور وہ سلامتی کے ساتھ اس سے گزر جائے گا۔ اور جو کوئی بہشت کے دروازہ پر اسم اللہ کا ذکر کرے گا۔ بہشت کا دروازہ اس کے لئے کھل جائے گا۔ اور جو شخص دیدار الٰہی کے وقت اسم اللہ پکارے گا۔ اس پر (اسم اللہ) کی دائمی تجلی ہو گی۔ اور وہ اس میں (ہمیشہ) مست رہے گا۔

پس جو کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر (کرنے والوں) کا ٹھٹھہ اڑاتا ہے۔ ان پر غصہ کھاتا ہے۔ یا ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ لعین ہے۔ ایسا کرنے والا ہر شخص تین حالتوں سے خالی نہ ہو گا۔ وہ کافر ہو گا۔ منافق ہو گا یا فاسق ہو گا۔ چنانچہ حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں تینوں طرح کے لوگ موجود تھے۔ جو کوئی (آج بھی) ذکر سے منع کرتا ہے - وہ اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ذکر اسلام کی بنیاد ہے۔ اور دین کی پختگی کا ذریعہ ہے۔ رسول خدا ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہ جب کفار سے جنگ کرتے تھے تو (اللہ اکبر) کا نعرہ بلند کرتے -دوسرے جب باطن میں نفس سے جنگ کرتے تو بھی ذکر اللہ سے کرتے۔

ابیات

ذاکروں کے بدن کا ہر بال بن جائے زبان
قلب کو بھی وجد آئے۔ وجد میں رگ استخوان
جوش میں دل مثل دیگ نیچے آتش عشق سوز
گاہ گرمی گاہ سردی ذاکروں کے شب و روز

سالکان سلک ڈھونڈیں (کامل) ہادی پیشوا
سیر سر سالک کو پہنچاتی ہے با محمد مصطفےٰ ﷺ
باھُوؒ عشق کی چھت اونچی ہے اسم اللہ اس کا نشان
ہر مکان یا بے نشان لے جاتا ہے در لا مکان۔

ذکر جاری ہونے اور قلب کے بیدار ہونے کی کیا نشانی ہے؟ وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد قلب (روح) یعنی جان کا (جسم لطیف) بن جاتا ہے۔ دل جب زندہ ہوتا ہے تو (عنصری جسم) کو مٹی کیڑے ہرگز نہیں کھاتے اگرچہ وہ ہزار سال تک خاک میں پڑا رہے۔ جسے تو قلب جانتا ہے۔ (یہ قلب نہیں ہے) پیٹ میں بائیں جانب بلندی پر جنبش کرنے والے (عضو) کو خدا نخواستہ قلب نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو کلب (یعنی کتا) ہے۔ کیونکہ یہ کافر۔ منافق مومن مسلمان کلمہ گو سب کو حاصل ہوتا ہے۔

ایک قلب اہل اللہ کا ہے جو ذکر اللہ۔ عشق محبت آتش شوق سے پرنور ہوتا ہے۔ یہ وہ قلب ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری طلب نہیں رکھتا۔

دوسرا قلب زنار- پوش) کفار (اور) حب دنیا ظلمات میں پھنسے ہوئے (نام نہاد مسلمان کا) ہے۔ جو ظاہر میں تو مومن مگر باطن میں کافر اور ریا کار ہے۔ وہ اہل دنیا بادشاہوں کا تابع فرمان ہوتا ہے۔

تیسرا قلب (علماء سوء اور فقرائے بے معرفت کا) ہے۔ جو

اہل سلب بے معرفت (در بدر) خوار باطن سے بے خبر اور گدھے کی مانند (محض) بار بردار ہیں۔پیری مریدی (ان کا پیشہ) ہے۔رجوعات خلق (ان کی منزل) ہے۔وہ اپنے آباؤ اجداد کی ہڈیاں فروخت کرنے والے (دوکاندار) ہیں۔

جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ جل رہی ہے۔اسے سر سے پاؤں تک شوق و اشتیاق کی تپش سے ایسی لذت حاصل ہوتی ہے۔جیسے موسم سرما میں آگ کی (تپش کی لذت) بھلی معلوم ہوتی ہے۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَذَّةُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَذْکَارِ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ذکر کی لذت (پر ہی اکتفا نہ کر لینا چاہئے) کیونکہ فکر کی لذت اس سے بڑھ کر ہے۔

وہ قیل و قال کی سردردی اس آیت کے موافق نہیں رکھتا۔قولہ تعالیٰ۔وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ۔اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر کرو۔

الحدیث۔اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ ذکر بلا فکر کتے کی آواز ہے۔پس قلب کا ذکر وہی ہے جس میں ذاکر اگر فکر سے غفلت بھی کرے تو وہ ذاکر پر موکل ہو جائے۔

لیکن ذاکر کو (فکر) سے غافل نہ رہنا چاہیے۔خواہ اس کا ذکر قلبی ہو۔روحی ہو۔سری ہو۔زبانی ہو۔جس ہو۔یا پاس انفاس ہو۔

ذکر کیا ہے؟

ذکر خدا تعالیٰ سے یگانہ کر دیتا ہے۔اور روح و قلب یگانہ ہو کر (ذاتی روحی قلبی نورانی جسم لطیف) کے ساتھ مجلس محمد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے۔صاحب ذکر کو تمام انبیاء اولیاء اصفیاء کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔شریعت کا (پابند) اور اتباع سنت ﷺ پر (کاربند) ہو جاتا ہے۔نفس شیطان، معصیت و گناہ، دنیا اور اہل دنیا کی محبت چھوڑ دیتا ہے۔

ذاکر جب ذکر کرتا ہے تو وہ ذکر اس کو توحید میں (غرق) یا مجلس محمدی ﷺ میں (حاضر) یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ یا اولیاء اللہ کا ہم مجلس کر دیتا ہے۔یا وہ عرش تا کرسی ہر مقام کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

جب وہ استغراق سے باہر نکلتا ہے۔تو اس کی عادات نیک ہو جاتی ہیں کہ اس کے لئے شکم سیری و بھوک۔خواب و بیداری۔مستی و ہوشیاری سب برابر ہو جاتی ہیں۔جو کوئی ایسے احوال نہیں رکھتا۔اگرچہ وہ کسی وقت (کسی) حال میں اپنے آپ سے بے خود بھی ہو جائے تو جاننا چاہئے کہ اس کو شیطان یا دیو نے تھپڑ مار کر (بیہوش کر دیا) ہے۔چنانچہ ذاکر جب ذکر شروع کرتا ہے تو شیطان زمین آسمان اور اس کا ہر مقام عرش و کرسی زمین و آسمان کے ساتوں طبقات استدراج (شعبدہ بازی) سے پیدا کر کے دکھا دیتا ہے۔جب تو دیکھے کہ کوئی شخص اہل بدعت ہے یا اہل فسق ہے یا اہل گمراہ ہے۔پس اہل بدعت اہل فسق اور اہل گمراہ کو تو

(بیشک) کچھ نہ کہو لیکن جس نے اس کو بدعت یا فسق میں ڈال رکھا ہے اس کے ساتھ جنگ کرنا چاہیے۔(کیونکہ اندیشہ ہے کہ وہ بہت سے لوگوں کو بدعت یا فسق و فجور میں مبتلا کرنے کا باعث نہ بن جائے) اور جو اس گمراہی کا باعث ہے (اول) اس کو نصیحت کرنا چاہیے۔ قال اللہ تعالٰی۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ بیشک آپ کے ذمہ ہدایت دینا نہیں ہے۔جسے آپ چاہیں لیکن اللہ تعالٰی ہی ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قولہ تعالٰی۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے۔قولہ تعالٰی۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے۔وہ کرتا ہے۔اور جو ارادہ کرتا ہے۔اسی کا حکم کرتا ہے۔

جاہل بنجر زمین کی مانند ہے جس میں کوئی بیج نہیں اگتا۔اور عالم تر زمین کی مثل ہے جس میں وہ ذکر اللہ کے عمل کا تخم کاشت کرتا ہے۔ فقر اس کے بیل اور اس کا ہل ہے وہ شریعت سے اس کے گرد کانٹوں کی باڑ دیتا ہے۔طریقت اس کے لئے سر سبز کھیتی ہے۔حیقت جس کا خوشہ ہے اور معرفت اس کا پاک و صاف غلہ ہے۔اس کی آتش عشق(گندم) سے روٹی پکانے جیسا(عمل) ہے۔اور فقرو فاقہ محبت الٰہی اس کی خوراک ہے۔ناسوتی مرد اس کام میں قدم نہیں دھرتے۔

عقل اسے کہتے ہیں جو خدا تعالٰی تک پہنچا دے۔علم اسے کہتے

ہیں جس سے معرفت کی (راہ) معلوم ہو جائے۔اگر ذاکر خبردار ہے تو ذکر اللہ سے تمام شیطانی مقامات۔خطرات اور ہوائے نفسانی غائب ہو جاتی ہے۔بہت سے اشخاص کو سیر افلاک فلکی کھل جاتی ہے۔ہدایت یافتہ شخص جس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے۔وہ معراج کی راہ سے دیکھتا ہے۔اور بدعتی جو کچھ دیکھتا ہے وہ استدراج کی راہ سے ہوتا ہے۔

ابیات

ذکر ایسا چاہیے جس میں نہ ہو [illegible]
ذکر و فکر بخش دے [illegible] رسول
جس نے ذکر نبوی ص میں راہ نہ پائی
بری صحبت سے حاصل اس کو رو سیاہی
ذکر خاص پاس انفاس ہر(نفاس)
نہیں ذاکر یہ گدڑی پوش مگر جن کا لباس
باھوؒ ذاکروں کو ذکر میں نہیں کوئی حجاب
فنا فی اللہ ہو جاؤ ان کو ہے یہی جواب

(طالب) کا وجود ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں معبود کے ذکر کی قوت برداشت ہو)وہ کم حوصلہ نہ ہو معلوم ہوا کہ اہل محبت ذاکروں اور عارفوں کا لباس(یہی ذکر) ہے۔اگرچہ وہ غریب ہیں لیکن باخدا اور اس کے حبیب ہیں۔غریب کون ہے؟وہ جس کے (دل) سے غیر کا (غلبہ) دور ہو جائے۔اور اہل محبت مسکین ہیں۔مسکین کون ہیں؟ وہ جو ساکن مع اللہ ہے۔پس ساکن مع اللہ کون ہے؟ جو فقیر ہے۔اور

فقیر کون ہے؟ وہ جو ذاکر ہے۔ اور ذکر کیا ہے؟ حدیث قدسی میں فرمایا۔ اَنَا جَلِیْسُ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ وہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم مجلس اور اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں۔ اہل محبت یتیم ہوتا ہے۔ یتیم وہ ہے جس کے والدین فوت ہو جائیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے امید نہ رکھے۔ (اہل محبت بھی اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر سے کوئی حاجت نہیں رکھتا)۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں روز بروز ترقی پذیر ہوتا ہے۔

پس ذاکر کم حوصلہ نہ ہو۔ بلکہ اس کا وجود پاک ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسم اللہ پاک ہے اور پاک جگہ ہی قرار پکڑتا ہے۔ جب کوئی مرشد کے حکم و اجازت سے ذکر شروع کرتا ہے۔ لیکن جامہ پلید حب دنیا کو ترک نہیں کرتا۔ تو چند روزہ اسم اللہ کا (ذکر) اس پر (مطلقاً) کچھ اثر نہیں کرتا۔ بلکہ (اس کے برعکس) حب دنیا کی آلائش و پلیدی اور کدورت سے اس کا دل زنگار خوردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ پس مرشد کیا کرے؟ (جبکہ وہ خود ہی اس حالت سے نکلنا نہیں چاہتا)۔

ذکر صابن کی مانند اور طالب کا وجود پلید کپڑے کی طرح ہے۔ چاہئے کہ خوف کے پانی (گریہ زاری) اور ذکر کے صابن سے شب و روز اس کو دھوئے۔ طالب اگر ایسا نہ کرے گا تو مرشد کیا کر سکتا ہے؟

سنو! اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے (اسے حق تعالیٰ نے اسی لئے پوشیدہ کر دیا ہے) کیونکہ اسم اعظم وجود اعظم میں

ہی قرار پکڑتا ہے۔ اگر کسی کو اسم اعظم معلوم بھی ہو جائے اور وہ اسے پڑھنا بھی شروع کر دے لیکن وہ ہرگز تاثیر نہ کرے گا۔ کیونکہ بے اعظم وجود کو اسم اعظم کیا کرے۔؟ اسم اعظم کے بغیر ذکر جاری نہیں ہوتا۔ اور اسم اعظم دو وجودوں میں قرار پکڑتا ہے۔

ایک کامل مکمل فقیر (کے وجود میں)

دوسرے علمائے عامل (کے وجود میں) اور علمائے کامل بھی وہی ہے جو کامل فقیر ہے۔ اگر کوئی اسم اعظم پر اعتقاد رکھتا ہے۔ لیکن خدائے عزو جل پر اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ احمق ہے۔ اسم اعظم اس کو حاصل ہوتا ہے جو صاحب مسمیٰ ہے وہی صاحب اسم اعظم ہے۔

علمائے عامل اور فقیر کامل کے پیٹ میں لقمہ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اگرچہ زمین و آسمان کے درمیان اس کے ظاہر باطن میں حرام ہی حرام چھا جائے۔ ایسا اس لئے ہے کیونکہ وہ ولایت کے والی ہیں۔ مشرق تا مغرب تمام عالم ان کی برکت سے قائم ہے۔ وہ جو کچھ بھی کھاتے ہیں اہل ملک کی گردن سے ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصلوات و السلام کا حق امت پر ہے۔ اسی طرح سے علمائے عامل اور فقرائے کامل کا حق بھی خلق خدا پر ہے۔ کامل فقیر وہی ہے جس کو ذکر سلطانی ۔ ذکر جاری ہو جائے۔

ذکر حامل کس کو کہتے ہیں؟ ذکر حامل اس کو کہتے ہیں جو بے گماں بے فکر (بلا ارادہ) ہڈیوں، مغز رگ و ریشہ قلب۔ روح و سر بال بال میں جاری ہو جائے۔

قولہ تعالیٰ۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ تم میرا ذکر کرو میں

تمہیں یاد کروں گا۔

فقراء کے نزدیک ذکر کے یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ذکر کو چھوڑ اور مذکور کا طالب ہو جا۔

اے صاحب قلب سن!

بیت

دل کعبہ اعظم ہے اس کو بتوں سے خالی کر
بیت المقدس ہے اس کو بتوں کا نہ بنا گھر

قلب کی تین اقسام ہیں۔قال علیہ السلام۔اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَ قَلْبٌ مُنِیْبٌ۔وَ قَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا قَلْبٌ سَلِيْمٌ فَهُوَ اَلَّذِیْ لَيْسَ فِيْهِ بِغَيْرِ مَعْرِفَتِه اللّٰهِ تَعَالٰی۔اَمَّاقَلْبٌ مُنِيْبٌ فَهُوَ اَلَّذِیْ اَلْمَآبَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ اِلَی اللّٰهِ اَمَّاقَلْبٌ الشَّهِيْدُ فَهُوَ اَلَّذِیْ كَانَ فِیْ مُشَاهَدَةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ فِیْ كُلِّ شَيْئٍ۔

حضور علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا(مومن کا) قلب تین طرح کا ہوتا ہے۔قلب سلیم۔قلب منیب۔اور قلب شہید۔قلب سلیم وہ قلب ہے جس میں معرفت اللہ کے بغیر کچھ دیگر نہیں ہوتا۔قلب منیب وہ قلب ہے جو ہر شے سے منہ موڑ کر مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاتا ہے۔اور قلب شہید وہ قلب ہے جو ہر شے میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

بیت باھو

بہت نماز روزہ اور بندگی بڑی
دل کا ذکر اس سے بہتر ہے خواہ اک گھڑی

نماز روزہ فرض یا نفلی عبادت(آتش عشق کا مقابلہ نہیں کر سکتی)قال علیہ السلام۔فِیْ فُؤَادِ لُمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرَّ نَارُ الْجَحِيْمِ اِبْرَادُهَا۔حضور علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا(قلب میں) فواد کے اندر محبت کی وہ آگ ہے۔جو دوزخ کی آگ سے کہیں بڑھ کر ہے۔جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت نہ ہو گی وہ دل جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔دوزخ کی آگ ہی اسے جلائے گی کیونکہ وہ دل آتش عشق میں جلا ہوا نہ ہو گا۔کیا تو نے یہ نہیں سنا کہ (دوزخ) کی آگ اس جسم کو جلانے سے ڈرے گی جس دل میں (عشق) کی آگ (فروزاں) ہو گی۔

بیت

جب سے عشق کی آگ میرے دل کی منزل ہوئی ہے۔
دوزخ نے اپنی آگ میرے دل سے لے لی ہوئی ہے۔

بیت

دل جو اسرار خدا سے غافل ہے
اس کو دل نہ کہو کہ وہ مشت گل ہے

خدا کے گھر کو کہتے ہیں دل
خانہ دیو کو کیوں کہتے ہیں دل؟

یہ دل کعبہ اعظم ہے۔اور وہ کعبہ تعمیر آب و گل
سو ہزار کعبے جلوہ نما ہیں درمیان دل

فقیر(باھو) کہتا ہے کہ دل نیلوفر کے پھول کی طرح چار خانے رکھتا ہے۔ہر خانہ میں ایک ولایت(پوشیدہ) ہے۔جو زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے بھی وسیع ہے۔اورایک خانہ دل کے نشیب میں ہے جہاں سرلامکاں ہے (دیگر) ہر خانہ میں ایک خزانہ ہے۔جس پر (قدرت کاملہ) نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ اور ہر پردہ کے اوپر شیطان نے اپنا (ایک ایک) موکل مقرر کیا ہوا ہے۔اول پردہ غفلت کا ہے جس سے موت بھول جاتی ہے۔دوسرے پردہ پر حرص موکل ہے(جس سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے) تیسرا پردہ حسد کاہے(جس سے ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے)چوتھا پردہ کبر کا ہے۔(جس سے انانیت پیدا ہو جاتی ہے۔اپنے آپ کو سب سے برتر سمجھنے لگتا ہے۔مال واولاد کی کثرت پر فخر کرتا ہے) ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خناس'خرطوم'خطرات اوروسواس متفق ہو جاتے ہیں۔

ہر (چہار) خانہ میں الٰہی خزانہ بھی موجود ہے۔اول (خانہ میں) علم۔دوم(خانہ میں) ذکر۔سیوم (خانہ میں) معرفت۔چہارم(خانہ میں)فقرفنافی اللہ بقاباللہ

قولہ تعالیٰ-خَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ؕ

خناس جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں وہ جنوں اور آدمیوں میں سے ہیں۔

شیطان کے ان چاروں موکلات کو دفع کرنے کے لئے(چار قسم کے اعمال اختیار کرنا چاہئیں)

اول علم شریعت (حاصل کرے اور اس پر عمل کرے)۔
دوم طریقت میں ذکر(کلمہ طیب) اختیار کرے
سیوم حقیقت میں فکر کی(تلوار) سے (موذی) نفس کو قتل کر دے۔
چہارم(معرفت میں)دنیا کی محبت اور ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

شیطانی موکلات دور ہونے کے باوجود دل کا سرا پردہ(یعنی قلب باطن) مرشد کی کیمیانگاہ کے بغیر نہیں کھلتا۔اس لئے کہ دل اسرار معرفت اور وحدانیت الٰہی کاخزانہ ہے۔کہ دل کے درمیان الوہیت ربوبیت کا (نور جلوہ نما) ہوتا ہے۔تو بھی دانابن اور اس (راہ) سے آگاہ ہو کر (مرشد کی نگاہ سے) سر وحدت الٰہی کا نور حاصل کرلے۔

قولہ تعالیٰ-مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ

اللہ تعالیٰ نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے۔(اس لئے جب قلب زندہ ہو جاتا ہے۔تو وحدت الوہیت نور ربوبیت حاصل ہو جاتی ہے)

بیت

علم نحو و صرف پڑھ لے یا اصول
جز وصال یار ہے حاصل فضول

بیت باھُو

علم فکر کے درمیاں دیگر گفتگو نہ ہو
خدا کے سوا جو بھی ہے وہ دل سے دھو

الحدیث۔ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور جب اس کو بھلا دیتا ہے تو کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

ابیات

دل دم روح کا جب فکر ایک ہوتا ہے
ذکر خاص الخاص پھر دل سے پیدا ہوتا ہے
تجھ کو شعور چاہئے۔ ایسا شعور کر
حق حضوری سے غافل ایک دم نہ جائے گزر
حضوری میں بھی سو خطرے ہیں خطرہ جان ہے
واصل کی حضوری اندر لا مکاں ہے

جب عالم پر (دیدار) کے علم سے نورانی اسرار اور انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ تو مومن کی جان اس کے دل سے موافقت اختیار کرلیتی ہے۔ دل اور جان ایک ہو جاتے ہیں۔ اس وقت (دل میں) انوار عشق گھر کرلیتے ہیں۔ اگر جان اور دل ایک دوسرے سے موافق

نہ رہیں تو انوار محبت اس دل سے نکل جاتے ہیں۔ راہ عشق میں ثابت قدم کون ہے؟ وہ جو صاحب استقامت ہے۔

بیت

عاشقوں کا راز یہ ہے ذکرِھُو کہنا دوام
دم بدم کے ذکر سے کام بن جائیں تمام

دل کی تین مزید اقسام ہیں۔

پہلا دل محبوبوں کا مثل پہاڑ ہوتا ہے۔ جس کو کوئی (آفت، بلا یا امتحان) اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔

دوسرا دل ثابت قدموں کا ہے۔ جو درخت کی جڑ کی مانند (حوادث زمانہ طوفان میں) بھی ثابت قدم رہتا ہے۔

تیسرا دل متفرق نہ ہونے والے لوگوں کا ہے۔ جو (درخت) کے پتوں کی مانند ہوتا ہے۔ جسے باد (مخالف) ہر سمت اڑائے پھرتی ہے۔ لیکن وہ پھر بھی اپنے آپ سے متفرق نہیں ہوتا۔

اسی طرح (اہل اللہ) کا حق تعالیٰ سے (تعلق بہت مضبوط) ہوتا ہے۔ جو آفت بھی ان پر پڑتی ہے۔ وہ حق تعالیٰ سے متفرق نہیں ہوتے۔ وہ (ہمیشہ) استغراق حق میں رہتے ہیں۔

پس طالب اللہ اور کامل مرید وہی ہے۔ جو اپنے پیر کے قول و فعل اور اس کے ظاہر و باطن سے بد ظن نہ ہو جائے۔ چنانچہ شیخ صنعان کے بہت سے مرید بد اعتقاد ہو کر ان سے پھر گئے۔ لیکن شیخ فرید الدین عطار ثابت قدم رہے۔ طالب کامل مرید (دنیا) میں کم ہیں۔ فقیر باھُو کہتا ہے کہ تیس سال تک تو میں مرشد کی طلب میں رہا

اب سالہا سال سے طالب کی تلاش میں ہوں۔ طالب اللہ نہیں ملتا۔

رباعی

کوئی نہیں پوچھتا مجھ سے خدا پرسی
تا کہ پہنچا دوں اسے بر عرش کرسے
کوئی پردہ نہ رہا دیکھ لی راہ خدا
غیر خدا سے بچ کر ہو گیا یکتا (باخدا)
عاشق و واصل کب مرتے ہیں
وہ خوشی سے اپنی جان خدا کے سپرد کرتے ہیں
باھُوؒ اس قسم کا راہنما ایسا ہو مرد
فنا فی اللہ فقیر ہو اور صاحب درد

ذکر سے وجود میں حرارت گرمی آتش پیدا ہوتی ہے۔ عشق و محبت کی اس (آگ) کا ایک ذرہ وجود میں (آگ سے جلنے جیسی) سوزش اور تپ لرزہ جیسا (لرزہ) پیدا کردیتا ہے۔ جس سے (وجود) میں گرمی اور سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ ذکر کی آگ موسم سرما کی آگ کی مانند لذت دیتی ہے۔ (ذکر) کا ذوق اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ بخار کی حرارت میں نہ قرار ہوتا ہے نہ آرام بلکہ حیرت سردردی و پریشانی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ (ذکر) مذکور۔ حضور۔ وصال اور محبت کی راہ سے بہت آگے فقر کا (مقام) ہے۔ اس میں اپنے آپ اور مخلوقات دونوں سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ جب تک تو فنا الفناء نہ ہو جائے۔ ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ جس طرح شکر قند اور (سوجی) کو پانی میں گھول کر آگ پر

پکانے سے حلوہ بن جاتا ہے۔ اسے حلوہ کہتے ہیں کوئی شخص قند و شکر پانی کا نام نہیں لیتا۔ پس قند و شکر توحید کے مثل ہیں۔ اور پانی مثل بندہ عبد ہے۔ اور حلوہ مثل معرفت کے ہے (توحید معرفت میں ایسا گم ہو کہ اپنی پہچان بھول جائے۔ صاحب وصال فنا فی اللہ بقاء باللہ فقیر کے لئے دوزخ ایک حمام خانہ ہے جس میں وہ موسم سرما میں بھی گرمی کی لذت سے آرام پاتا ہے۔ دیدار الٰہی کے سوا اس کے لئے جنت کا (آرام) بھی حرام ہے۔ ایسے (فقر) سے مشرف لوگ کہاں ملتے ہیں؟ نفس کے طالب اور اپنے مطلب کے (یار) بہت ہیں۔ جبکہ مولیٰ کے دیدار کے طالب اہل غم (صاحب درد) بہت ہی کم ہیں

بیت

طواف کعبہ کس لئے جب صفا اس جگہ ہے
پتھر سے سرزنی کیوں جب خدا اس جگہ ہے

بیت باھُوؒ

ساغر توحید وحدت نوش کر
دنیا و عقبیٰ ہر دو فراموش کر

فقر کیا ہے؟ چھنی ہوئی مٹی جسے پانی سے گوندھا گیا ہے۔ جو نہ تو پاؤں کے پہلو اور پشت کو گرد آلود کرتی ہے۔ نہ ہی (اپنی نرمی کے) باعث وہ پاؤں کی تلی کو (درد) و تکلیف پہنچاتی ہے۔

فقر کیا ہے؟ جو طمع نہ کرے۔ اگر کوئی کچھ دے دے اسے منع نہ کرے۔ اگر کچھ پائے اسے جمع نہ کرے۔ (راہ خدا میں صرف کر

وے) باھُوؒ (کہتا ہے) تو بھی ایسا ہی فقیر بن جا۔ اور ظاہر میں خلق (محمدی اختیار کر) اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کر۔

قال علیہ السلام۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اگر تو پنہاں رہنا چاہے تو خضر علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو (مخلوقات) سے پوشیدہ کر لے۔ اور اگر تم میں خوف خدا کا (غلبہ) ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز میں خوف خدا سے اس کی محبت میں رونا اختیار کر لے۔

قال علیہ السلام۔ یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ یُخْلَقْ مُحَمَّدًا یا رب محمد ﷺ (کیا ہی اچھا ہوتا) اگر تو محمد ﷺ کو پیدا ہی نہ فرماتا (تاکہ اسے تیری جدائی کا غم نہ اٹھانا پڑتا) پس دوسرے کی کیا (مجال) ہے کہ دم مارے۔

پس معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں صاحب دعویٰ دوکاندار ہیں اور یقین سے جان لیں کہ یہ (دونوں) ہی اہل شیطن ہیں۔ قال علیہ السلام۔ مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ۔
حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرے وہ گویا گونگا شیطان ہے۔

طالب وہ ہے جو باادب۔ صاحب شعور۔ پر خطر حلقہ بگوش ہو۔ اپنی گردن میں طوق بندگی ڈال کر خاموشی اختیار کرے اور ہمیشہ تصور فنا فی الشیخ کے برزخ کے ساتھ برزخ فنا فی اللہ کے تصور میں مستغرق رہے۔ اسم یہ ہے

برزخ یہ ہے

لاالہ الا اللہ — للّٰہ — برزخ للہ فی قلب
محمد رسول اللہ — فی دماغ کرے۔

ذکر روح
(جاری ہو جائے گا۔)

بیت

اسم اللہ بس گراں ہے بے بہا
اس حقیقت سے ہیں واقف مصطفیٰ ﷺ

برزخ اینست

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

برزخ لِلّٰهُ فی قلب فی دماغ

للّٰه

اسم اللّٰه بس گراں است بے بہا ایں حقیقت را بداند مصطفےٰ

باب ہشتم

محبت عشق فقر فنا فی اللہ وصال اور اس کے حال احوال

کیا تجھے معلوم ہے کہ عشق بلند پرواز ہے۔ کبھی اگر اپنے دونوں ہاتھ مل کر سر پر رکھے اور ہزار بار اڑنے کی کوشش کرے تو بھی پرواز میں شہباز کے منصب و مراتب کو نہیں پہنچ سکتی۔ اگرچہ ریاضت کرنے والا زاہد (سالہا سال ریاضت میں مصروف رہے) صاحب راز (کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا)۔

کیا تو جانتا ہے کہ کسی امام نے کسی مدرسہ میں عشق کا درس نہیں دیا۔ اس لئے کہ (عشق) بہت بھاری بوجھ ہے۔ عشق کی روایت (ہر دو) جہاں سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ عشق طالب کی موت کا نام ہے۔ یہ اس لئے کہ (عاشق) کے مراتب لامکاں کے ہیں اور عاشق کی موت کا مطلب وصال ہے۔ چنانچہ جس طرح ایک کسان اپنی زراعت اور فصل کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ عاشق فقیر (بھی موت و وصال میں خوش رہتا) ہے۔ فقیر کا مذہب و ملت کیا ہے؟ وہی جو ایک دہقان کا ہے۔ دہقان کا مذہب کیا ہے؟ وہ حصول فصل کے لئے تخم ریزی کرتا ہے۔ تو وہ بیج زمین میں گل سڑ کر موت

کا مزہ چکھ کر دوبارہ حیاتِ نو لے کر زندہ ہو جاتا ہے۔(اسی طرح فقیر بھی حضوری موت سے مر کر واصل باللّٰہ ہو کر حیات جاودانی حیات نو حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح دہقان اور فقیر کا مذہب ایک ہی ہوا) الحدیث۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتُ ہر ایک کام کا دارو مدار نیت پر ہوتا ہے۔ عشق بمنزلہ صراف کے ہے جو کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کر دیتا ہے۔

(عاشق کا) ترانہ

ہر منتہی میرا آغاز نہیں کوئی میرا محرم راز مکھی کہاں اور کہاں شہباز
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
کونین واصل ایک قدم اللّٰہ کافی کیسا غم نفس کی گردن زنم
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
زاہد کہاں بس دور تر وصل عاشق سے بے خبر وحدت میں ہم خانہ ہوں میں
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
عرش سے اوپر میری راہ وحدت کی راہ میری راہ سن لے تو میرے خیر خواہ
وہ آگ ہے پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
علم کو اب دل سے دھو شوق سے اللّٰہ کہو وحدت میں ہی گم رہو

محبوب کا دیوانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
عالم علم کے ہیں بحر جاہل ہمیشہ گاؤ خر جز عشق ڈھونڈوں نہ مگر
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
باھُو کا ھُو ہی یار ہے اس کا بخت بیدار ہے اب ہم نشیں دلدار ہے
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں
جل کر بھی نہ میں دم بھروں بلبل نہیں کہ نعرے کروں دلدار کا دیوانہ ہوں میں
اس کے عشق میں پروانہ ہوں میں
اپنی جان سے بیگانہ ہوں میں

عاشق فقیر سر خدا ہے۔ جو کوئی صاحب سر ہو جاتا ہے۔ وہی سر کو پہچانتا ہے۔ وہ سر دے کر سر کو پا لیتا ہے۔ جو کوئی اپنے سر کو بچانے کی طمع نہیں کرتا وہی صاحب سر (صاحب راز) ہو جاتا ہے۔ سر (طالب کے) سر کی طلب کرتا ہے۔ جان لو! کہ ام الکتاب (قرآن مجید) کی آیات (محکمات) غیر متشابہات میں چار ہزار اسم اللّٰہ ہیں۔

جو کوئی فقیر زبانی اقرار۔ قلبی تصدیق اور شوق کے ساتھ پاس انفاس (کے طریقے سے) ذکر اللّٰہ میں مشغول رہتا ہے۔ وہ ہر دم میں چار ہزار قرآن مجید کے ختم (کے برابر ثواب حاصل کرتا ہے) وہ حافظ رحمانی بھی اور حافظ قرآنی بھی کہلاتا ہے۔ وہ ساکن لامکاں زندہ جاودانی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ حافظ یُحِبُّ اللّٰہ بھی ہوتے ہیں۔

یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ۔ وہ (اللہ) سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمام قرآن مجید میں اسم اللہ ہی موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہ سے ہے۔ (یعنی ابتدا حرف ب سے) اور قران مجید کا آخری حرف "س" ہے مِنَ الْجِنَّتہِ وَالنَّاسْ (بس)

فقیر صاحب تحصیل (صاحب حصول) کو کہتے ہیں۔ اور عالم صاحب تفصیل (صاحب تفسیر) کو کہتے ہیں۔ فقر اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتا ہے۔ اور عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے۔ اور اُوْلِی الْاَمْر (صاحب امر ولی اللہ) دنیا میں ظل اللہ بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور اولی الامر کا تابع فقیر ہوتا ہے۔ فقراء فنا فِی اللہ اور غیر ماسویٰ اللہ سے فارغ ہوتے ہیں۔

بیت باھُوؒ

تجھ کو (جان) کا خوف اگر اندر وصال ہے
فنا فی اللہ ہونا تیرے لئے مشکل محال ہے

جب تک فقیر خدا تعالیٰ سے جدا رہتا ہے۔ محتاج ہوتا ہے۔ جب (فقیر) اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (باخدا) کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ (تو وہ لایحتاج ہوجاتا ہے) قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءِ۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب اس کی بارگاہ میں فقیر ہو۔ (یعنی غیر اللہ کو ترک کرکے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو غنی جان کر اس کا محتاج ہو جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ اِنَّ

اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی طرف رخ کر لیتا ہے۔ (اور وہ ہر امر پر قادر ہوجاتا ہے) وہ اپنے مقصود کو پا لیتا ہے۔ اور نفس دنیا مردود سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ خلوت نشین ہو جاتا ہے اسے خلوت نشینی مبارک۔ وہ نہ تو خدا ہوتا ہے نہ خدا سے جدا۔ چنانچہ جس طرح آئینہ میں چہرہ نظر آتا ہے۔ اسی طرح (فقیر) کا چہرہ آئینہ بن جاتا ہے (جس میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے) اسی طرح آئینہ اپنی اپنی جگہ (اس ذات) کے رو برو رہتا ہے۔ چنانچہ جب بارش کا قطرہ دریا میں مل جاتا ہے تو قطرہ نظر نہیں آتا۔ سب دریا ہی دریا نظر آتا ہے۔

حدیث قدسی۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ۔ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں فقر کیا ہے؟ فقر میراث محمدی ﷺ ہے۔ فقر کی ابتداء اور انتہاء شریعت ہی ہے۔ پختہ اور کامل مرد وہی ہے۔ جو ہر سر اسرار، حال احوال، سکر و مستی، قبض و بسط (مست) الست شوق عشق سے پیوستہ ہو کر بھی ہرگز شریعت سے باہر قدم نہ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو خاص مراتب سے دور اور سلب ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ سکر و (مستی) میں سرگرداں (نظر آئے)

بیت

رزق جب مقدر ہے تو ڈھونڈنا کیسا
رازق جب پھرائے تو پھر پوچھنا کیسا

رزق آدمی کی تلاش میں اسی طرح رہتا ہے۔ جیسے موت اس کی تلاش میں رہتی ہے۔ موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح اس کی روزی بھی اسے کہیں نہیں چھوڑتی۔

فقر کی راہ میں قدم رکھنے میں تین منزلیں اور مقام سخت ہیں۔

اول مقام دنیا۔ کیونکہ رجوعات خلق و اہل دنیا ناسوت کا مقام ہے۔ اور اگر فقیر (اسی مقام پر پھنس گیا) تو جان لو کہ وہ ابھی ناسوتی ہے۔

دوم مقام عقبیٰ۔ اگر (طالب) مشاہدات باطن میں بہشت باغات حور و قصور دیکھے۔ اور خواب و مراقبہ میں اس کو یہ چیزیں پسند آئیں تو جان لے کہ یہ ملکوتی (صفات) ہیں۔ اور اس کا مقام جبروتی ہے۔ ہر ایسے مقام کے مشاہدہ کے وقت نہ تو اس پر اعتقاد کرے نہ اس میں سکونت اختیار کرے۔ اور نہ ہی وہاں بیٹھ جائے۔ بلکہ لاہُوتی مقام میں پہنچے۔ جب لاہُوت میں پہنچ جائے گا طالب مولیٰ مذکر ہو جائے گا۔ مَنْ لَہُ الْمَولٰی فَلَہُ الْکُلُّ جس کا مولیٰ ہے اسی کا سب کچھ ہے (کا مصداق بن جائیگا) اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس

فقر کیا ہے؟ فقر ایسا ہے کہ فقر کے مراتب کے حصول کی خاطر مخدوم جہانیاں نے (راہ فقر میں) چودہ طبقات کی طیر سیر اور تماشہ کیا۔ لیکن فقر کے مراتب کو نہ پہنچے۔ اگر حصول فقر میں کامیاب ہو جاتے تو گمنام ہو جاتے۔ فقر کے حصول کی خاطر ابراہیم ادھم نے بادشاہی چھوڑی اور (کئی سال تک) سرگرداں رہے۔ (جب اپنے اکلوتے بیٹے کی محبت کو دل سے نکال پھینکا اور اللّٰہ تعالیٰ کی محبت اختیار کرلی اور آپ کی دعا سے) وہ بیٹا جان بحق ہو گیا۔ تب آپ مراتب فقر پر پہنچے۔ کیا تو جانتا ہے کہ سلطان بایزید نے تمام عمر ریاضت کی اور اپنے نفس کی کھال تک اتار ڈالی پھر بھی ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچے۔ اگرچہ شیخ بہاؤالدین اور شاہ رکن عالم اپنی جان سے گذر گئے

ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچے۔ حضرت رابعہ بصری نے (فقر کو) خواب میں دیکھا۔ اور اس اچھی خواب میں (ظاہری) واسطہ کے بغیر مراتب فقر پر پہنچیں۔ حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنی والدہ کے شکم اطہر میں ہی مراتب فقر کو پہنچ گئے۔ اور شریعت محمدی ﷺ میں حضور پاک ﷺ کے قدم بقدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔ پس فقیر مالک الملکی ہوتا ہے۔ غوثی، قطبی، اور کشف و کرامات میں (فقر) نہیں بلکہ عین (نور) ذات (میں بقاء حاصل کرنے) کا نام ہے۔ فقر عطائے الٰہی ہے جسے اللّٰہ تعالیٰ فقر بخش دیتا ہے۔ وہ بھوکا رہے یا سیر ہو کر کھائے (اس کو کچھ فرق نہیں پڑتا)۔

قال علیہ السلام۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا یا اللہ مجھے دنیا میں مسکین رکھ مجھے موت بھی مسکینی کی حالت میں دے اور میرا حشر بھی مساکین کے زمرہ میں کرنا۔

فقر (وہ شے نہیں) جس کی دولت سے خرید و فروخت کی جاسکے۔ نہ ہی خود فروشی کا نام ہے۔ فقر گویائی (یا) خاموشی (یا) دلق پوشی میں نہیں ہے فقر شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں نہیں ہے۔ سکر بے ہوشی میں نہیں ہے۔ فقر بدعت گ ای چرم پوشی شراب نوشی میں نہیں ہے۔ فقر رسم رسوم۔ سہو سکر ت منزل مقامات میں نہیں ہے۔ فقر جہالت۔ علم۔ اور چھ سمتوں نہیں ہے۔ فقر ذکر

-حضور-وصال-عبادت-نیک خصلت ہونے اور (خاص) وقت کے خاص احوال کا نام نہیں ہے-فقر مراقبہ-محاسبہ-حساب کتاب میں نہیں ہے-فقر اپنے آپ کو (نور اللّٰہ) میں فنا کر کے (فنا فی اللّٰہ) ہونے اور بقاء باللّٰہ) ہو کر با خدا ہونے کا نام ہے-اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے محمد رسول اللّٰہ کے کرم سے (فقر) بخش دیتا ہے-

بیت باھُو

میرے دل پر ہزاراں ہزار تجلی نور کی
رب ارنی کے لئے موسیٰ کو حجت طور کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کو کوہ طور پر (تجلی) سے (دیدار ہوا) جبکہ ہم جو امت محمدی رسول اللہ ﷺ کے فقرا ہیں-ہمیں حق کی حضوری پہلوئے (دل) میں ہی ہو جاتی ہے-

بیت

ہم کو حاصل پہلو میں ہی حق حضور
پھر پر سر جھکانا پڑا موسیٰ کو بر کوہ طور

بیت

رب ارنی "کیوں کہوں برائے رویت اللہ
میرا ظاہر باطن ہو گیا غرق فی اللہ

قولہ تعالیٰ-کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ-اللہ تعالیٰ نے فرمایا-تمہیں سب امتوں سے بہتر امت بنایا گیا ہے-

قولہ تعالیٰ-وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ-اور ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں-

ابتدائے فقر اشتیاق و مشتاق ہے-
انتہائے فقر غرق و استغراق فنا فی اللہ ہے-
ابتدائے فقر علم (الٰہی حاصل کرنا) ہے-
انتہائے فقر اس مقام پر پہنچنا ہے-

قولہ تعالیٰ-عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

ابتدائے فقر-فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ-اللہ کی طرف بھاگو ہے-

انتہائے فقر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ توحید حاصل کرنا ہے-

ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد-

ابتدائے فقر خاموشی ہے-اور انتہائے فقر خون جگر نوشی-

ابتدائے فقر جامہ کثیف ہے اور انتہائے فقر جامہ لطیف ہے-

ابتدائے فقر ولائت ہے اور انتہائے فقر لا نہایت ہے-

ابتدائے فقر (ترک دنیا) ہے - متوسط فقر مطلب مطالب کا حصول ہے-انتہائے فقر میں

قلب (روح) کا قالب بن جاتا ہے اور نفس پر
غالب آجاتا ہے۔

ابتدائے فقر محجوب ہے۔ متوسط فقر مجذوب ہے
انتہائے فقر محبوب ہے۔

فقر کی کتاب کا نسخہ اول سراسرار کی حقیقت
تک پہنچتا ہے۔ جسے کامل مرشد کی (دستگیری) کے بغیر
حاصل کرنا مشکل ہے۔ (فقر کے اسرار کا علم) کسی
کتاب ورق سطر اور حرف میں نہیں۔ ذکر۔ فکر مستی
حال غرق میں نہیں۔

ابتدائے فقر فناء ہے۔ فقر کی متوسط راہ ہر دو
جہان سے جدا ہونا ہے۔ اور انتہائے فقر خدائے
عزوجل سے یکتا ہونا ہے۔

تمام عالم تین قسم کے ہیں۔

اول اہل دنیا جو دنیا کی خبر دیتے ہیں۔

دوم علماء اہل عقبیٰ جو حور و قصور بہشتی میووں کی
لذت کی خبر دیتے ہیں۔

سیوم فقراء ہیں جو مولیٰ کی خبر دیتے ہیں۔

دنیا کی حرص آخر عذاب کا باعث ہوگی۔ عقبیٰ
حجاب تمام ہے۔ منتہی فقر کیا ہے۔ ہر دو (دنیا اور
عقبیٰ) کو چھوڑ دے۔ یہی (فقر کیا ہے؟) کا جواب با
صواب ہے۔

اول مخلوقات سے تعلقات منقطع کرے۔ اس
کے بعد حق کے حقائق معلوم کرے۔ فقراء کا ایک
دم کیلئے توحید میں غرق ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام
کلیم اللہ کے محرم کلام ہونے سے ہزار بار بہتر
ہے۔

دوم مُحَمَّدٌ رسول اللہ ﷺ کی (اتباع
میں) غرق و توحید ہونے کے مراتب فقر کے لئے
معراج تمام کا (مقام) رکھتے ہیں۔ دنیا اور عقبیٰ
دونوں کی (طلب و خواہش) میرے لئے حرام ہے۔

ابتدائے فقر عبودیت ہے اور انتہائے فقر
ربوبیت میں (یکتائی ہے)۔

بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا
دوئی سے گذرا تو پھر یکتا ہوا

ابتدائے فقر (اپنی محرومی) پر آنسو بہانا ہے۔ اور انتہائے فقر
عشق (میں خون جگر پینا) ہے۔

ابتدائے فقر تصور ہے۔ اور انتہائے فقر تصوف ہے۔

الحدیث۔ عَسیٰ اَنْ یَکُوْنَ الْفَقْرُ اَکُفْراً۔ خدا نہ کرے کہ
کوئی شخص (شریعت کو ترک کرکے) فقر سے کفر تک پہنچ جائے۔

فقیر وہی ہے جس کے وجود میں شریعت پنہاں ہو۔ اگرچہ وہ
مست و الست ہو اور اس کا مکان لامکان میں ہو۔

ابتدائے فقر علم الیقین ۔۔متوسط فقر عین الیقین اور انتہائی فقر حق الیقین کو کہتے ہیں۔

ابتدائے فقر بینا ہونا (یعنی شعور ذات) ہے۔اور انتہائے فقر فنا (فِی اللہ بقابِا اللہ) ہے مُوتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔پس جو کوئی مر جاتا ہے۔اس پر ہر چیز ساقط ہو جاتی ہے۔فقیر وہ ہے جو کسی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔فرض دائمی۔فرض وقتی۔فرض ماہی۔فرض فصلی۔فرض سالی۔ان تمام متذکرہ بالا فرائض سے افضل تر فرض خدا تعالیٰ کو حاضر(ناظر) جاننا ہے۔اور سب سے بڑی سنت اپنا گھر فی سبیل اللہ تصرف کر دینا ہے۔

ابتدائے فقر صدق و یقین ہے۔ اور انتہائے فقر خدا تعالیٰ سے ہم نشین ہونا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا رسول خدا ﷺ نے پوچھا۔اے رابعہ کیا تو مجھے دوست رکھتی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ ملعون بد بخت ہوگا جو آپ ﷺ کو دوست نہ رکھتا ہو۔لیکن خدا تعالیٰ کی محبت میں اس قدر فرو رفتہ اور توحید فنا فی اللہ میں غرق ہوں کہ میرے دل کو دوستی اور دشمنی کی کچھ خبر نہیں۔

سنو! فقراء کا وجود خدائے عزو جل کی قدرت کا نمونہ اس کے چہرے کا اسرار اور سدرۃ المنتہی کا راز ہوتا ہے۔

جان لو! کہ فقراء کا مقام فنا فی اللہ ہوتا ہے۔جو اتقیاء، عقبا، نجبا، ابدال، اوتار، اخیار، غوث، قطب، شیخ، مشائخ، عابدو زاہد، متقی (سب سے) منفرد اور بالا تر ہوتا ہے۔فقیر ولایت وحدت کا

والی اور منفرد مذکر ہوتا ہے۔جو بکرم حق تعالیٰ صاحب قاب قوسین اوادنیٰ کی اتباع میں (دیدار الٰہی سے مشرف ہوکر) منفرد نام نورالھدیٰ پالیتا ہے۔

بیت باھُو

یار میرا پہلو میں ہے اس کو عین دیکھوں
مشکل جگہ ہے جو بھی اس جا خوشی سے پہنچوں

قولہ تعالیٰ۔یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ

زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ خدا تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے۔وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

بیت باھُو

باھُو کے دو حرف دے اتار
جب باؤ الف گیا تو ھُو کر شمار
کوئی پردہ نہ رہا باھُو۔ ہو گیا یاھُو
شب و روز یہی ذکر کرتا ہے باھُو
جس نے بھی کیا ذکر ھُو ہویدا
ہو جائے اس سے جسم میں نور پیدا
(طلب) جب بھی پہنچی لا مکاں میں
تجلی نور پیدا جسم و جان میں
اگر چاہے کہ کوئی حق کا یار ہو

نماز دائمی میں چاہئے ہشیار ہو
تن جدا دل جدا و سر جدا
با خدا ہو کر کرے تسبیح خدا
راز میں مجھ کو لے گئی ہے یہ نماز
غرق حضوری ہو گیا ہوں جانباز

اگرچہ کوئی (طالب) ان مراتب کو حاصل بھی کر لے تو بھی اسے ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز وقتی کا منتظر رہنا چاہیئے۔ وگرنہ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے۔ اور (یہ مراتب) استدراجی ہو جائیں گے۔ نعوذ باللہ منھا۔

جان لو! کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق چراغ کی مثل ہے۔ اور رجوعات خلق کشف و کرامات ہوا کی مانند ہیں۔ جو کوئی اس چراغ کو شریعت میں پوشیدہ نہ کرے گا۔ ہوا اس (چراغ کی روشنی کو بجھا دے گی)۔ وہ تاریک ہو جائے گا۔ اور روشنی برباد ہو جائے گی۔

ایمان کا زوال پانچ چیزوں میں ہے۔ جو کوئی ان پانچ راستوں کو بند نہ کر دے (فقر) کی راہ اس پر کشادہ نہیں ہوتی۔ وہ پانچ چیزیں کونسی ہیں؟ یہ حواس خمسہ ہیں۔ وجود میں یہ پانچ چور نفس کے ساتھی ہیں۔ اول سامعہ (یعنی سننے کی قوت) دوم باصرہ (دیکھنے کی قوت) سیوم ذائقہ (چکھنے کی قوت)۔ چہارم شامہ (یعنی سونگھنے کی قوت) پنجم لامسہ (چھونے کی قوت)۔ ان میں سے ہر ایک (قوت کے گناہوں) سے توبہ کرنی چاہیئے۔ چنانچہ کانوں کی توبہ۔ آنکھوں کی توبہ اور ہاتھ پاؤں کی توبہ۔ کان کی توبہ یہ ہے کہ (خلاف شرع) باتیں

نہ سنے۔ آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ (خلاف شرع) امور نہ دیکھے۔ زبان کی توبہ یہ ہے کہ (جن باتوں سے شریعت نے منع کیا) ہے یعنی نہ کہنے والی باتیں (بیہودہ) باتیں نہ کرے۔ ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ خلاف شرع کسی (غیر محرم یا حرام چیز کو) ہاتھ نہ لگائے۔ پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جس جگہ (جانے سے شرع روکتی) ہے۔ وہاں نہ جائے۔

(مقام افسوس ہے) کہ عالم فاضل۔ قاضی۔ مفتی۔ بادشاہ ہزاروں فیصلے تو شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ لیکن عمر بھر اپنے نفس کا فیصلہ نہیں کر پاتے۔ عشق کا قاضی نفس کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ محبت کا مفتی نفس کی گردن زنی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ذکر و فکر کا حاکم (نفس) کو اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کی زنجیر سے قیدی بنانے اور شریعت محمدی کی اتباع کا طوق بندگی گلے میں ڈالنے کا حکم دیتا ہے۔ مجھے ایسے لوگوں پر تعجب آتا ہے جو دوسروں کو تو نفس کشی کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے نفس کو کھلا چھوڑ رکھا ہے۔

قال علیہ السلام۔ سَيَأْتِيْ زَمَانٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيُصَلُّوْنَ فِيْ مَسَاجِدَ وَلَيْسَ فِيْهِمْ اِيْمَانٌ ط

حضور پاک ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے مساجد میں نماز بھی ادا کریں گے۔ لیکن ان کے اندر ایمان نہیں ہوگا۔

بہت زیادہ پارسائی اختیار کرنا اور علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ علم پر عمل کرنا اور گناہوں سے باز آنا فرض ہے۔ بہت زیادہ عبادت کرنا بھی فرض نہیں ہے۔ پارسائی اور علم اسی پر فرض ہے جو

گناہوں سے باز آ جائے ورنہ جو شخص رات بھر نماز ادا کرتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے۔ لیکن کسی گناہ سے باز نہیں آتا بلکہ گناہوں کو دوست رکھتا ہے۔ (اس کی پارسائی اور علم کا) اس کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایسا استاد جو طالب دنیا ہو اس سے علم حاصل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ الصحبتہ متوشر صحبت کا اثر ہو جاتا ہے۔ واقع ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَتہِ وَالْمَوْعِظَتِہِ الْحَسَنَتہِ ط

اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور مواعظ حسنہ سے لوگوں کو بلائیے۔

جو مرشد دنیا کا طالب بادشاہ امراء اور بڑے لوگوں سے راہ و رسم رکھنے والا ہو۔ اس سے بھی تلقین نہ لینی چاہیے۔ کیونکہ اس کی (صحبت) کی تاثیر بھی وجود میں آ جائے گی۔

قال علیہ السلام۔ حب الدنیا ظلمتہ وزینتہ

دنیا کی محبت (بظاہر) زینت (بحقیقت) ظلمت ہے۔

جو شخص دنیا کی زینت کا طلب گار ہے وہ بے شرم ہے۔ (کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کی ذات کی بجائے دنیا طلب کر رہا ہے) اگر کوئی طالب اللہ کو کہے کہ دنیا کو قبول کرے ورنہ تمہاری گردن قلم کر دیں گے۔ پس اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ دنیا قبول نہ کرے موت قبول کر لے۔ کیونکہ دنیا خدا تعالیٰ کی دشمن اور اس کے غضب میں گرفتار ہے۔ دنیا کو بارگاہ الٰہی سے روزانہ ایک ہزار بار حکم ہوتا ہے کہ اے دنیا میرے دوستوں کے قریب مت جا۔ اور

انہیں اپنا برا قبیح سیاہ و بد صورت چہرہ نہ دکھا تاکہ وہ تجھ سے پرہیز اختیار کریں۔ تاکہ تو ان کے دل کو نہ بھائے۔ وہ تجھے نہ ڈھونڈیں۔ وہ تجھ سے توبہ کر لیں اور تجھ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ پس اے دنیا میں تیرے دوستوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو بھی میرے دوستوں کو پسند نہ کر۔ پس جس عالم نے (اپنے علم) سے دنیا کی کمائی۔ دین کا فائدہ اس سے جاتا رہا۔ اگر کوئی شخص یہ حیلہ کرے کہ میں نے مسلمانوں۔ مستحقوں اور مسکینوں (کی خدمت) کے لئے (دنیا کا) مال و دولت جمع کر رکھا ہے۔ یہ سب مکرو فریب ہے۔ وہ اس فریب سے دنیا کا مال زیادہ سے زیادہ جمع کرنا چاہتا ہے۔ اہل دنیا کو ذکر فکر عبادت میں کچھ لذت نہیں ملتی۔

نظم

تین طلاق دنیا کو دے دی رسول
دے کر تین طلاق دوبارہ کیسے کریں قبول
یک طلاق دو طلاق سہ طلاق
جو دنیا کو نیک جانے وہ اہل نفاق

جان لو! کہ سوال دو قسم کا ہے۔

حرام کے لئے (سوال) حلال کے لئے (سوال)

قال علیہ السلام۔ السوال حرام

سوال کرنا حرام ہے۔

شیطانی اور نفسانی خواہشات دنیا میں کھانے پینے کی فانی لذات کیلئے سوال کرنا حرام ہے۔ طلب حلال میں سوال کرنا حلال ہے۔ جو

سوال خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پاک کی خدمت اور اولیاء اللہ عارف باللہ کے سامنے حسبتہ اللہ کیا جائے وہ حلال ہے۔ اگر ہر قسم کا سوال حرام ہوتا تو خدا تعالیٰ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل کو نہ جھڑکیں کا حکم نہ دیتا۔ فقیر کا (اللہ کی خاطر سوال ذکر اللہ ہے۔ اور کلام اللہ کا پڑھنا تو (بہر حال) جائز ہے ہی۔ اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ نیکی کی طرف بلانے والا گویا کہ اس کا ذکر کرنے والا ہے۔

جان لو اکہ فقیر کیا صفت رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے کافر نفس سے جہاد کرتا ہے۔ اور جنگ و جدال میں مصروف رہتا ہے۔ اگرچہ اس کا نفس گریہ زاری کرتا رہے (وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا) عاشق غازی با خدا راضی ہوتا ہے۔ وہ مفتی قاضی بن کر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ عاشق روز ازل سے ہی قضاء و قدر کے دفتر میں طالب خدا (لکھا) گیا ہے۔ وہ پاس انفاس سے ذکر اللہ کرتا ہے۔ اور ایک دم کے لئے بھی خدا تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ اس فقیر کیلئے تو سوال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ صفادل والا رہنما ہوتا ہے۔ جو کوئی ایسے احوال نہ رکھتا ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ وہ حرام زادہ نفس پرست ہے۔

بیت باھو

ہر دروازے پر نفس اپنے کو رسوا کرتا ہوں
نفس دشمن میرا ہے میں اس کا دشمن ہوں

سوال اس طالب کے لئے جائز ہے۔ جو طلب دنیا کے لئے علم

الحی القیوم

الله

اللہ لا الٰہ الا ھو

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

نہ پڑھے - بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھے - اور اس کے وجود کے ظاہرو
باطن پر (طلب اللہ کا) ہی غلبہ ہو - جو کوئی حصول روزگار کے لئے دنیا
کے لئے پڑھتا ہے - اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے -

قولہ تعالیٰ - قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ط

فرما دیجئے کہ دنیا کی متاع قلیل ہے - اور اس کا طلب گار بخیل
ہے - طالب اللہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے برزخ کا
تصور دل پر کیا کرے تاکہ طالب کے دل پر دنیا کا اثر نہ
رہے - ساتھ ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
کے برزخ کا تصور بھی کیا کرے - تاکہ صاحب شوق و محبت ہو
جائے -

قولہ تعالیٰ - اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم ہے -

بیت

باھو الف اللہ کافی ہے با نہ کر تلاش
جو بھی غیر ھو ہے اس کو دل سے تراش
برزخ الف - اللہ بس - ماسوئی اللہ ھوس

ابیات

باھو میرا ایمان ہے ذکر خدا
ذکر حاصل ہوتا ہے از مصطفےٰ ﷺ
چاہتا ہوں جا کر کروں کعبہ کا طواف

اس کو کعبہ حاصل ہے جس کا ہے دل صاف
کعبہ نے یہ کہا لے آدل اگر ہے صاف
صاف دل وہ ہے جو ہے نفس کے خلاف

قال علیہ السلام - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ط

ہم نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ جانتا نہ تھا -

شرح تعلیم شرح کلمہ طیب

قال علیہ السلام - اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا - جو کوئی ہر نماز کے بعد
کلمہ طیب (کا ذکر) بلند آواز سے مد بھی کھینچ کر (لا الٰہ) الا اللہ
محمد رسول اللہ کہے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو
جائے گی -

قال علیہ السلام - حضور پاک ﷺ نے فرمایا - جو کوئی
کلمہ طیب پڑھتا ہے اس کا بدلہ بہشت ہے -

پیغمبر صاحب ﷺ نے فرمایا - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے چوبیس حروف ہیں - رات دن کی بھی چوبیس
ساعتیں ہیں - جب بندہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ ﷺ کہتا ہے - تو ہر حرف کے بدلے اس کے ہر
ساعت کے گناہ جل جاتے ہیں - - جیسا کہ آگ لکڑی کو جلا دیتی
ہے - پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ رب العزت کا فرمان
ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ میرا حصار

ہے۔جو کوئی میرے حصار میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امن میں آگیا۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔جو کوئی ایک نشست میں چالیس بار لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر کرتا ہے۔اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

یہی کلمہ طیب علم کی ابتداء و انتہا ہے۔سب کچھ اسی (کلمہ طیب) میں ہے۔دیگر تمام الہامی کتابیں بھی (کلمہ طیب) کی شرح ہیں۔تیرا دوست تیرے ساتھ ہے۔آئینہ (دل) میں زنگار کدورت آلودگی اور سیاہی ہو گی۔اس میں کسی قسم کے انوار کی تجلی نمودار نہ ہو گی۔پس بے کدورت صاف دل ہونا چاہیے۔کیونکہ صاف دل میں خطرات پیدا نہیں ہو سکتے۔

جو کوئی اپنی تمام عمر میں سو بار کلمہ طیب لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ پڑھے گا۔اللہ تعالیٰ اس کے ہفت اندام پر آتش دوزخ حرام کر دے گا۔جب کوئی بندہ کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ کلمہ اوپر جا کر عرش کے ستون کو ہلاتا ہے۔فرمان الٰہی ہوتا ہے اے ستون ساکن ہو جا۔ستون عرض کرتا ہے خداوندا کیسے ساکن ہو جاؤں۔اس کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے۔حکم ہوتا ہے میں نے اس (کلمہ گو) کو بخش دیا۔

کلمہ بہشت کی چابی ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی کلمہ طیب کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے۔دوزخ کی آگ اس کو نہیں جلاتی۔

قال علیہ السلام۔قَائِلُوْنَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَثِيْرَةٌ وَالْمُخْلِصُوْنَ قَلِيْلٌ وَمَنْ قَالَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (زبانی) کہنے والے بہت لوگ ہیں۔لیکن مُخْلِصُوْن بہت ہی کم ہیں۔اور جس نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصُ (اللّٰہ) کی خوشنودی کی خاطر مخلص ہو کر پڑھا وہ بلا حساب اور بلا عذاب جنت میں داخل ہو گا۔

جان لو! کہ جس کسی کو تصدیق قلبی (یعنی ذکر کلمہ طیب سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو نہ جائے) اس کو زبانی کلمہ طیب کا اقرار کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

حدیث۔اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ (کلمہ طیب) کا زبانی اقرار کرے اور دل سے اس پر (ایمان) لا کر اس کی تصدیق کرے۔

چنانچہ اگر اشرفی پر کلمہ طیب کی مہر بھی لگا دی جائے۔لیکن اندر سے وہ سکہ کھوٹا ہی ہو۔تو (کھرے کھوٹے) کی پہچان کیلئے اسے آگ میں ڈالتے ہیں۔اور پھر نکال کر پانی میں بجھاتے ہیں۔(تو وہ کھرا ہونے کی وجہ سے) فریاد کرنے لگے گا۔اور اس کا رنگ بحال رہے گا۔اور اگر وہ کھوٹا ہو گا تو خاموش اور شرمندہ ہو کر روسیاہ ہو جائے گا۔

پس کلمہ طیب کے ذکر کا دارومدار تصدیق قلبی پر

ہے۔تصدیق قلبی کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ واصل شیخ مرشد سے حاصل ہوتی ہے۔ایسا شیخ کس کو کہتے ہیں؟ اَلشَّیۡخُ یُحۡیِیۡ وَ یُمِیۡتُ یُحۡیِی الۡقَلۡبَ وَ یُمِیۡتُ النَّفۡسَ؎ شیخ وہ ہے جو زندہ اور مردہ کرتا ہے۔وہ قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ کردیتا ہے ۔قلب کے زندہ ہونے کا کیسے معلوم ہو؟ جس طرح گوشت کا لوتھڑا زبان ہے اسی طرح قلب بھی گوشت کاایک ٹکڑا ہے۔چنانچہ جس طرح زبان بلند آواز سے اسم اللہ کہتی ہے۔اسی طرح قلب بھی (بلند آواز سے اسم اللہ) کا ذکر کرتا ہے۔وہ خود اور اس کے دوست بھی اس ذکر کو سنتے ہیں۔(شیخ) مرشد میں یہ صفت بھی ہونا چاہیئے کہ وہ سنت کو زندہ اور بدعت کو مردہ کرنے والا ہو۔

جو دل ابھی تک دنیا کی محبت۔ شہوات کے شغل اور نفسانی لذات سے آلودہ ہے۔اور وہ مردار دنیا کی (محبت) سے باز نہ آئے تو ذکر اللہ کا صیقل بھی اس پر کچھ اثر نہیں کرتا)۔طالب بھی طالب مولیٰ ہو اور مرشد بھی مرشد بھی مولیٰ کی صفت سے متصف ہونا چاہیئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔مَنۡ تَعَلَّمۡتَنِیۡ حَرۡفًا فَھُوَ مَوۡلٰی۔جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا وہ میرا آقا ہے۔پس وہ حرف قرآن مجید اور کسی کتاب میں سے الگ تحریر نہیں۔جو کوئی اس حرف کو جانتا ہے۔اس بندہ اور خدا کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔لیکن صاحب علم کو قدردان ہونا چاہئے کہ نص و حدیث

کے موافق پیغمبر علیہ السلام کی راہ (سنت) کی اتباع کرتا رہے مرد وہی ہے جو باطن میں تو مقام لاھُوت میں ہوتا ہے۔لیکن ظاہر میں شریعت تمام پر کاربند رہتا ہے اور سرمو خلاف شریعت نہیں چلتا۔وہ برزخ (اسم اللہ) سے طرفۃ العین کے لئے بھی (نظر نہیں ہٹاتا)۔صاحب برزخ اپنے رہبر اور ہادی کو پہچانتا ہے۔

جس کسی کو اسم ھُو کے ذکر کی تاثیر ہو جاتی ہے وہ باھُو کے ساتھ انس پکڑ لیتا ہے۔وہ لوگوں اور غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت پکڑ لیتا ہے۔جیسے کہ آھُو یعنی ہرن آھُو سے محبت کرتا ہے۔اسی طرح باھُو بھی باھُو کا ہم نشین ہے۔

جان لو! کہ خدا کے دوست اہل ذکر اللّٰہ۔فقیر فنا فی اللّٰہ ہیں۔وہ اپنے اہل و عیال۔خاندان اولاد۔ والدین آشنا ۔بھائی جو اس کے مونس جان ہیں۔اور دنیائے فانی کے مال و اسباب درہم دینار ان سب کو ایک تماشہ گاہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ان کی نگاہ تو مقام عرصات حساب گاہ پر ہوتی ہے۔انہیں دنیاوی عزت و (جاہ) کے مراتب نہیں بھاتے۔فقر لا مراتب اور لاملک ہوتا ہے۔(نہ وہ کسی مرتبہ کا طلبگار ہوتا ہے۔اور نہ ہی اس کی کوئی شے ملکیت ہوتی ہے)۔قولہ تعالیٰ۔لَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡہُ خِطَابًا؁

ان کی کوئی ملکیت نہیں ان کا خطاب ہے۔

فقیر جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو اپنی ملکیت سمجھے اور جس

جگہ بیٹھے اسے اپنی آرامگاہ خیال کرے وہ مطلق کافر ہو جائے گا۔ اور اسے فقر و درویشی سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ اے بنی آدم (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) کتے سے بھی کم تر ہو جاؤ۔ جو نہ تو کوئی ملکیت رکھتا ہے نہ سکونت کی جگہ۔ حدیث۔ قال علیہ السلام۔ اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ۔ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔

جس طرح سجدہ گاہ ([illegible]) کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اہل اللہ فقیر کا (وجود بھی) اس کی ملکیت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا سجدہ خالص خدا تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ۔ بیشک مجھ کو [illegible] ہے جو تم نہیں جانتے۔ دونوں جہان میں ھو کی (حکمرانی اور ملکیت) کے [illegible] کچھ نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ [illegible]

اللہ جل جلالہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ

اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ

اِسْمِ هَادِی قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ
لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا هُوْ

باب نہم

شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوی اللہ کے بیان میں

قولہ تعالیٰ - لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى- نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

جان لو! کہ شراب پینے والے شیطان کے قریب ہوتے ہیں۔ جو کوئی ام الخبائث کو پیتا ہے وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی محبت کی شراب ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پینا چاہئے لیکن شرابی اس شراب (طہور) کے پینے سے محروم رہتے ہیں۔

جو شخص (ام الخبائث) شراب پیتا ہے گویا کہ وہ (گناہ میں اس شخص کے برابر ہے) جس نے خانہ کعبہ میں پانچ بار اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو۔ ایسے شخص پر (ہر دفعہ) پچھتر بار اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ جو شخص افیون کھاتا ہے۔ وہ بے عقل اور احمق ہے اور جو کوئی پوست استعمال کرتا ہے وہ خدا کا دشمن اور شیطان کا دوست ہے۔ جو شخص تمباکو نوشی کرتا ہے۔ وہ یہود و کفار کی رسم پر (عمل) کرتا ہے۔ یہ نمرود (مردود) کے مراتب ہیں۔

جو شخص (بھنگ) بوٹی پیتا ہے اس سے نماز اور روزہ بے زار ہے۔ (کہ

بھنگی اکثر تارک نماز و روزہ ہوتے ہیں)

دنیا کفر اور سرود کا (مقام) ہے' اور شراب پینے والوں کو گانا بجانا بہت پسند آتا ہے اور کافر اپنے بتوں کے آگے گھنٹے بجاتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ جھوٹ اور (غلط) ہے۔ اور یہ لوگ اہل استدراج ہیں۔ قال علیہ السلام۔ اَلْكَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ جھوٹا میرا امتی نہیں ہے۔ قال علیہ السلام - اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا مَنْ ضُعْفَ الْيَقِيْنِ۔ میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یقین کی کمزوری کا۔

ابیات باھو رحمۃ اللہ علیہ

اہل شرب ہو یا سرودی ان پہ لعنت ہو (ہزار)
فاسق بھی ہیں اور بے نماز ان کو سور و خر کہہ بار بار

جان لو! کہ شیطان کے ان ساتھیوں کے ساتھ ہم نشین نہ ہونا چاہئے۔

جان لو! کہ سرود اور رقص دونوں (ایمان) کے خلاف ہیں۔ جو فقرا توحید خدا میں غرق نفس و ہوا سے فنا ہیں (ان پر سرود اور رقص اثر نہیں کرتا)۔ سرود کی مستی شیطانی (عمل) ہے۔ ذکر اللہ کی مستی بغیر سرود اور رقص کے ہوتی ہے۔ جس سے عشق محبت حاصل ہوتا ہے۔

(مستی سے) رقص اس فقیر پر لازم ہے۔

اول یہ کہ جب سماع شروع ہو اور درویش فقیر، نفس میں آ [illegible] چلے ذکر اللہ کی گرمی کی تاثیر سے اسے بخار ہو جاتا ہے۔ اگر (حرارت اور تپ) کا وقت [illegible]لی ہے تو اسی تپ سے اسی وقت گر کر مرجاتا ہے۔ اگر وقت خاص

ہے تو وہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گرتے ہی اس کی جان و بدن سرد ہو جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ جاں بحق ہو چکا ہے۔ پھر باشعور (بھی) ہو جاتا ہے اور اگر وقت کمترین ہے تو اول اس کے منہ سے آگ کی طرح دھواں نکلتا ہے۔ بعدازاں (اسم) اللہ کی آگ پیدا ہو جاتی ہے یہ آگ اس کے تمام وجود کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور اس خاک سے ایک لقمہ گوشت پیدا ہو جاتا ہے۔ بعدازاں یہی گوشت ذکر اللہ سے جنبش میں آتا ہے۔ پھر وہ اپنی (اصلی) صورت میں آ جاتا ہے جیسا کہ وہ تھا۔ یا یہ کہ رقص کے وقت ذکر اللہ سے بدن کے تمام کپڑے جل جائیں اور وہ دوبارہ نئے کپڑے پہنے۔ جس اللہ والے کے رقص میں یہ احوال نہ ہوں وہ ابھی گمراہی کے جنگل شر شیطان میں پھنسا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

دوسرے یہ کہ جس کسی کو الٰہی سکر مستی حاصل ہے اس کو دوسری مستی کی کیا ضرورت ہے؟

پس معلوم ہوا کہ اہل شرب مستی (حق) سے بے نصیب ہیں۔ انہوں نے (روز) الست کی مستی سے ایک گھونٹ بھی نہ پیا ہے اور وہ حقیقت حق تک نہ پہنچے ہیں۔ وہ ناہنجار ہیں جنہوں نے دوزخ کی آگ اپنے ہاتھوں سے خرید کی ہے اور اپنے آپ کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر لیا ہے۔ اور (نادان) بچوں کی طرح فحش نظارہ بازی میں لگ گئے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّی اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یہ کہ قوم لوط علیہ السلام کے عمل سے" کیونکہ اہل بدعت بے نماز کا ذکر فکر قبول نہیں

ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے میرے حبیب! لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعوٰی دار ہو تو میری اتباع۔ (غیر مشروط محبت سے کرو) پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔

دوسرے مراتب طیر سیر کے ہیں۔ اگر کوئی پانی پر چلے تو وہ تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اڑے تو (مثل) مکھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلو تو اللہ راضی ہو جائے گا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جان لو! کہ دنیا کا حاصل (صرف) دو روٹیاں ہیں۔ اور (بقایا) دنیا ذلت جاوداں ہے۔ کیونکہ درہم دنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ جس طرح اہل دنیا (حصول) دنیا کے لئے پریشان رہتے ہیں۔ اسی طرح اہل فقر خدائے عزوجل کے ساتھ خالص ہونے کے لئے (کوشاں) ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل دنیا بھی شیطان سے (خلوص) رکھتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اے آدم کی اولاد شیطان کی عبادت نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ سے تو دشمنی اور دنیا و شیطان کے ساتھ دوستی رکھی جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔

دنیا نام ہی تمام پریشانیوں کا ہے اور وہ اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتی ہے اور شیطان شر کا نام ہے جو اپنے دوستوں کو شر کی بلا میں ڈال دیتا ہے اور اسم اللہ جمعیت تمام کا نام ہے۔ جو اپنے دوستوں کو ہر دو جہان میں جمعیت بخشتا ہے۔ سبحان اللہ! لوگ دوست سے تو گریز کرتے ہیں۔ خطرات و وسواس اختیار کر لیتے ہیں۔ خواب غفلت اور حرص میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بندہ کے ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔ دنیا کی حرص (دنیا میں) خرابی اور آخرت میں عذاب کا باعث ہوگی۔

باھو رحمۃ اللہ علیہ ! اہل دنیا بے عقل ہیں۔ کہ رات دن ان کا وظیفہ درم دنیا (کی طلب) ہے۔ جس کا مطلوب مقصود معبود دنیا ہے۔ ایسے طالب دنیا مردود (بارگاہ) ہیں۔ اہل دنیا کی لذت احتلام کی (لذت) کی مانند (ناپائیدار) ہوتی ہے۔ مردان خدا کے لئے دنیا کی لذت حرام ہے۔ دنیا بے حیا عورت کی مثل (ہرجائی) ہوتی ہے۔ طالب دنیا بھی (اس) بے وفا عورت (جیسا) ہوتا ہے۔

ابیات باھو رحمۃ اللہ علیہ

عورت ساجدہ ہو ذاکرہ ہو یا کہ ہو صاحب سجود
عورتوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان سے نہیں کوئی سود
باھو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی زیب و زینت کی کیسے مثال ہو
زیبا ہے جیسے کہ سانپ کی خوبصورت کھال ہو

باھو رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ دنیا نقد زر ہے۔ اس کا طالب کتے گدھے اور کتے کی مانند ہے لیکن طالب مولیٰ اس سے بے خبر ہے۔ جان لو! کہ فقیری و درویشی ایک [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیری اور درویشی کسی کو عطا نہیں کرتے۔ سوائے پیغمبران (علیہم السلام) اولیاء (کرام)۔ بزرگان دین صاحب صدق و (صفا) اور خاص یقین والوں کے۔

قال علیہ السلام - اَلْمُومِنُ مِرَاءَۃُ الْمُومِنِ۔ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا ہے؟ اور دنیا کسے کہتے ہیں؟

جو (شے بھی) بندے کو خدا تعالیٰ سے باز رکھتی ہے وہی دنیا ہے۔ قناعت کے ساتھ ایک درم بھی غنایت ہے۔ کسی مفلس شخص نے (کبھی بھی) خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو اہل دنیا نے ہی کیا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے نہ تو دنیا کو قبول کیا ہے اور نہ ہی اسے اپنی نگاہ میں رکھا ہے۔ مبادا روز قیامت اہل دنیا کے ساتھ شمار کیا جاؤں۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے قضاہ کے (عہدہ) کو ایک روز کے لئے بھی قبول نہیں کیا۔ مبادا روز قیامت انہیں قاضیوں کی صف میں کھڑا کیا جائے۔ پس دنیا کو تمام لوگ برا جانتے ہیں۔ اس لئے (دولت کما کر راہ خدا میں خرچ کرو) اور برے کو اپنے ساتھ نیک بنا لو۔ خدا تعالیٰ کو تمام لوگ (مہربان) اور پیدا کرنے والا جانتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا رخ پھیر لیتے ہیں۔ یقین (کامل) ہے کہ وہ دنیا اور اہل دنیا سے اخلاص رکھتے ہیں۔ اہل دنیا دو دلی (میں مبتلا) اور زرد رو رہتے ہیں۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

گر زمین ہو جائے زر سیر نہ ہو گی (حرص) مگر
وہ زرد رو ہے روسیاہ ہے حق کو نہ دیکھے (سربسر)

دنیا تمام ذلت ہے اور اہل دنیا بے ملت ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

دنیا ساری کفر ہے اور کافروں کے ہے نصیب
جس کا راہبر حق ہوا اس کو حاصل حق حبیب

سنو! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر بلند کرتا ہے۔ تو لوگ اس سے جنگ کرتے ہیں اور جو کوئی دنیا اور شیطان کا نام لیتا ہے۔ اس کو لوگ کچھ نہیں کہتے۔ اگرچہ (اسم اللہ سن کر یا پڑھ کر) جل جلالہ کہنا فرض کفایہ ہے۔ (تو بھی یہی کہا کر) ایسا کہنا تیرے لئے کوئی گناہ نہیں ہے؟ معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے تو جان لیں کہ وہ شخص طالب دنیا ہے۔ یا تو اہل شیطان ہے یا منکر یا (کافر) خواہشات نفسانی کا پیروی کرنے والا ہے۔ وہ ان تین باتوں سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

جو شخص کسی سے دوستی رکھتا ہے۔ اس کا نام سن کر ہی اسے ظاہر و باطن میں لذت و حلاوت محسوس ہوتی ہے اور جو شخص کسی کو دشمن رکھتا ہے اس کا نام سنتے ہی اس کا دل رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس فقرا کو دنیا اور شیطان کا نام سننے سے بہت آزردگی ہوتی ہے اور علماء کو روزی معاش زمین بادشاہ اور امراء کا فرمان (شاہی) سن کر وقتی خوشی معلوم ہوتی ہے۔ علماء جو طالب دنیا اور صاحب حرص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ ان کی باتیں نہ سن اور نہ ہی ان کے برے عمل کی پیروی کر۔ کیونکہ (پیغمبری) ورثہ عبادت اور (ازلی) سعادت ان کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ وہ پریشان ہو کر اہل دنیا اور امراء و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگے ہیں۔ علماء اس وقت ہلاکت

پریشانی اور خرابی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب ان کا اعتقاد خدائے عزوجل سے اٹھ جاتا ہے اور وہ اہل دنیا کی طرف منہ موڑ لیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

خدا تعالیٰ بے عمل عالم اور بے توکل بے صبر فقیر سے اپنی پناہ میں رکھے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

فقیروں نے اگرچہ بارہ سال درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر گزارہ کیا ہے۔ وہ بھوک سے مر تو گئے ہیں لیکن انہوں نے اہل دنیا اور امراء کے دروازہ پر قدم بھی نہ رکھا ہے۔ علمائے عامل وہی ہیں جو فقر و فاقہ میں بھی کامل ہیں۔ علمائے عامل ہی کامل فقیر ہوتے ہیں۔ کیونکہ فاقہ فقیر کو قوت بخشتا اور حی و قیوم کا ہم نشیں بناتا ہے۔ فقیر کا شکم مانند دیگ پر ہوتا ہے اور وہ مانند ریت ہمہ نوش ہوتا ہے اور فقیر کی زبان تیز تلوار کی مانند ہوتی ہے۔ (فقیر) جس قدر کھاتا ہے۔ اسی قدر ذکر (اللہ) زیادہ کرتا ہے۔

(فقیر) نفس کو مار دیتے ہیں۔ یا فقر کے جلالی و جمالی مقام میں (گم ہو جاتے ہیں) ان کا کوئی دم (ذکر) اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں ہوتا۔ فقیر کا کھانا اس طرح ہے جیسے تنور کا ایندھن (کہ جو کچھ اس میں ڈالتے ہیں اس کو جلا دیتا ہے)۔ فقیر کا شکم عشق کے شعلہ آتش نور سے پر ہوتا ہے۔ (وہ جو کچھ بھی کھاتا ہے شعلہ نور اسے جلا دیتا ہے۔ فضلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا)۔ فقیر نہ ہمیشہ وصل حضوری میں ہوتے ہیں نہ ہمیشہ فاصلے اور دوری میں ہوتے ہیں۔ وہ کبھی گرم ہوتے ہیں کبھی سرد۔ مرد ایسا ہی ہونا چاہئے جو (راہ فقر) کے ہر حرف نکتہ زیر و زبر سے باخبر ہو۔

بیت

زیر و زبر و مد و شد و تحت و فوق
عاشقوں کو دکھا دیتا ہے ان کا ذوق شوق

بیت

لوگ برے فقیروں کو بھی اس لئے پیسے دیتے ہیں
کہ وہ بھی اسم اللہ کا نام لیتے ہیں۔
میں جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مسائل
جب قوت فعل خودکی نہیں ہوتی قائل
جب درم درویش پر مائل ہو گیا ہے
اب تیرا علم تجھ سے ہی زائل ہو گیا ہے
دولت درویش کے لئے حق کا بند کرتی ہے راہ
درویش کبھی دولت پہ نہیں کرتا (نگاہ)

درویشی کو ہی درویشی کہتے ہیں۔ دریشی (دربدر پھرنے) کو درویشی نہیں کہتے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

کوئی اگر پوچھے کہ فقیری کا کیا نام و (نشان) ہے
جائے وہ جاکر حق سے پوچھے جو لامکان ہے

لوح محفوظ پر نظر ڈال کر دیکھ (کہ) اشرف کس چیز میں ہے؟ (تجھے معلوم ہوگا) کہ (فقیری تمام با ھُو ہونے میں ہے۔ (جو مع ھُو - باھُو ساتھ ھُو کے ہوگیا اسے فقر تمام حاصل ہوگیا)۔

فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے نہ لکھنے پڑھنے میں۔ نہ مسئلہ مسائل حکایت خوانی میں فقیر معرفت کا (موتی) اس وقت حاصل کرلیتا ہے۔ جب توحید رحمانی میں محو ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہو جاتا ہے۔ ہوائے نفسانی سے بیزار ہو جاتا ہے اور معصیت شیطانی کو (چھوڑ دیتا) ہے۔ اور (بے ادبی سے باز آکر) اپنے ہونٹوں کو ادب سے بند کرلیتا ہے۔ غیر کو (مکمل طور پر بھول جاتا ہے اور اپنے جسم و جان میں جوہر ذکر پاس انفاس کی نگہداشت کرتا ہے۔ صاحب شریعت ہو کر بیش بہا موتیوں کی کان حاصل کرلیتا ہے۔ وہ لاھُوت لامکان میں غوطہ خور ہوتا ہے اور ظالم دنیاداروں کا منہ دیکھنے سے (ہزار بار) توبہ کرتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ظالم دنیا دار کا منہ حصول دنیا کے لئے دیکھتا ہے تو اس کے دین کا تیسرا حصہ اس کے (وجود) سے نکل جاتا ہے۔ یا رب العالمین۔ تو نے شہوت کا دریا وجود (انسانی) میں رکھ دیا ہے اور پھر حکم دے دیا ہے کہ خبردار رہ۔ یا الٰہی تیری رفاقت کے بغیر (اس دریائے خواہشات نفسانی) کو باندھا یا کھولا نہیں جا سکتا۔ (تو ہی اپنے بندوں کی امداد فرما) (یا اللہ) نفس و شیطان کو تو نے میری جان کا دشمن (پیدا) کیا ہے پھر مجھے حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کروں۔ جبکہ میں ان دونوں دشمنوں کو چشم ظاہر سے نہیں دیکھ سکتا۔ (اپنی حکمت کو تو ہی بہتر جانتا ہے) یا الٰہی! مجھے (دل کی) آنکھوں کی بینائی بخش کہ میں ظاہر و

باطن میں اپنے دشمن کو دیکھوں اور ان سے جنگ کروں۔ یا الٰہی تیری توفیق و رفاقت کا طلب گار ہوں۔ (یا اللہ) تو نے وجود انسانی کو حرص و ہوا اور طمع سے بھر دیا ہے اور یہ حکم بھی دے دیا ہے کہ بے طمع ہو جاؤ۔ (یا اللہ) تیرے کرم کے سوا (تیرا کمزور بندہ) اس سے خلاصی نہیں پا سکتا (تو ہی مدد فرما)۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

خدا کے سوا ہمارے لئے کچھ بھی نہیں عزیز
طالبوں کو کافی ہے بس یہی عقل و تمیز

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے۔ جو شر شیطانی کے خلاف ہے۔ اس لئے (بنیادی) شرط اسلام (پر ایمان لانا) ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے منع کئے ہوئے کاموں سے (رک جانا)۔ حلال کھانا' سچ بولنا صغیرہ' کبیرہ گناہوں سے واقف ہونا۔ (ان سے بچنا) علم و دانش سیکھنا ہے۔ فرض واجب سنت مستحب (ادا کرنا) اور ان چاروں کا حصار اپنے گرد کر کے قلعہ (بند) ہو کر توفیق' رفاقت اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے عبادت کرتا ہے۔

طریقت میں (غفلت کو چھوڑ کر) ہوشیاری شرط ہے۔ چنانچہ شہ[illegible] کی مانند اڑ کر اپنے مقام مطلب تک پہنچے۔ حقیقت دلدار ہمہ اوست ہے اور جو کچھ بھی (موجود) ہے۔ ہمہ از وست ہے۔ اے دوست اس میں دم مت مار۔ خَیرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیرِ خَلْقِ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (خیر و

شر دونوں کا خالق اللہ ہی ہے) اور اللہ کی مخلوق میں خیر الخلائق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شر کا (مظہر) شیطان ہے۔ تو کس کو چاہتا ہے؟ معرفت میں غم خواری ہے۔ جو کوئی عارف تر ہے' عاجز تر ہے۔ جو کوئی ان چار مقامات کی حقیقت سے واقف نہیں وہ گاؤ خر ہے۔ وہ تصرف کے سلک سلوک اور فقر سے بے خبر ہے۔

بیت

تو نے جو بھی دیکھے بد ہیں ان سے بدتر ہوں مگر
اس غریبی بدتری میں پا لیا حق کو مگر

جان لو کہ (طریقت) کے ہر مقام میں قبض و بسط سکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ کیونکہ سکرات الموت کی طرح یہ بھی مرگ مفاجات کا مقام ہے۔ (جس میں صاحب طریقت مجبوراً پھنس جاتا ہے)۔ بندہ مبتدی ہو متوسط ہو یا منتہی فی الفور طریقت میں آ کر (سکر اور قبض و بسط) میں داخل ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ وہ اپنے احوال کی پہچان کرے۔ اپنے (حال) کی نگہبانی کرے اور مستی (کے عالم میں) درود شریف (بکثرت پڑھتا رہے) تاکہ (اس بھنور سے) سلامتی کے ساتھ گزر جائے۔

شریعت دم کی مانند ہے اور طریقت مثل قدم ہے اور قدم اسی وقت اٹھایا جاتا ہے جب نیت سیر سفر کی ہو۔ طریقت راہ کو کہتے ہیں۔ ایسی راہ میں پانی ساتھ ہونا چاہئے ورنہ (پیاس سے) جاں بلب ہو جائے گا۔ شریعت کشتی کی مانند ہے۔ طریقت دریا کی مثل ہے جس میں طوفان نوح علیہ السلام کی مانند

زیروبالا گردوبگرد پانی کی موجیں اٹھ رہی ہیں۔ (اندیشہ) ہے کہ کشتی (اس گرداب) میں غرق نہ ہو جائے۔ ایسے وقت میں دستگیر مرشد ہونا چاہیئے جو موافق ہوا کی مانند (دریا) کی طغیانی موج مستی سے نکال لیتا ہے۔ جس طالب کو بھی خرابی پیدا ہوئی گرداب طریقت میں ہی ہوئی۔ سکر عظیم طریقت میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ جس کسی کو کشف و کرامات راہزن ہوئے طریقت میں ہوئے جس کسی کو طیر سیر حاصل ہوئی طریقت میں ہوئی۔ جس کسی کو حیرت سکر پیدا ہوئی طریقت میں ہوئی۔ جو کوئی ذکر کی گرمی سے سوختہ ہو کر مجذوب ہوا طریقت میں ہوا۔ جس کے (وجود) میں وسوسہ خطرات خناس خرطوم پیدا ہوئے وہ طریقت میں ہوئے جس کسی کو دیوانگی بے ہوشی گھر والوں سے بے زاری پیدا ہوئی اور وہ تارک نماز ہوا وہ طریقت میں ہوا۔ جس کسی کو جذب جلالی و جمالی پیدا ہوا طریقت میں ہوا۔ اور بعض (طالب) طریقت میں جذب ہو کر دیوانہ ہو گئے ہیں اور دریا کے پانی میں ڈوب مرے ہیں۔ بعض جذب طریقت میں کسی درخت کے نیچے سوئے ہوئے مرگئے ہیں۔ بعض نے صحرا کا رخ کیا ہے اور کھائے پئے بغیر (فاقہ) سے مرگئے ہیں۔ طریقت میں سکر کی آگ شب و روز طالب اللہ کو اس طرح جلاتی ہے کہ نہ انہیں رات کو نیند آتی ہے نہ قرار آتا ہے اور نہ دن کو آرام۔ طریقت میں خاکساری، چرم پوشی (گدڑی پہننا) اور ذکر قلب سے (جوش) و خروش پیدا ہو جاتا ہے اور سکر "سکر و مستی" پیدا ہو جاتی ہے۔

(اس مقام پر) طریقت دو قسم کی ہو جاتی ہے یا تو گردن میں لعنت کا طوق پڑ جاتا ہے یا بندگی کا طوق گلے میں ڈال کر عبودیت و ربوبیت اور شراب وصل پینے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

قرب اور دوری بھی طریقت میں ہے اور طریقت میں طمع اور لذات نہ ہونا چاہیئے۔

مقام طریقت میں طالب چالیس سال (مجاہدہ و ریاضت میں پھنسا رہتا) ہے اگر مرشد کامل مکمل ہو تو چشم زدن میں اسے طریقت کے احوال سے باہر نکال لیتا ہے اور مقام حقیقت میں (داخل کردیتا)۔ اور مقام حقیقت میں (طریقت کا قبض و بسط اور سکر نہیں ہوتا) وہاں صرف ادب ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو حاضر جانتا ہے۔ اے نیک خصال یہی مقام وصل ہے۔ جس میں باجمعیت ہو جاتا ہے۔ جسم میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سے اگلے مقامات خودبخود کھلتے جاتے ہیں اور کسی (ریاضت) کی ضرورت نہیں رہتی۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ھوس۔

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

ابیات باھو رحمۃ اللہ علیہ

خاکساری بہتر ہے اے خاکسار
فرض واجب سنت کو بھی نگہ وار
فرض دائم تیس روزے اور پانچ نمازیں شمار
راہ فقر میں یہ پانچ خزانے ہیں (اے مرد ہوشیار)

تمام رجوعات طریقت میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ جن و ملک اور انسان زرومال (مقام طریقت میں طالب کی طرف رجوع کرلیتے ہیں)۔ درحقیقت یہ رجوعات نہیں بلکہ باری تعالیٰ نے اسے (طالبوں) کے لئے امتحان بنا دیا ہے۔ (کہ کون

اس کا طلب گار ہے اور کون اسے ترک کرتا ہے) ہزاروں ہزار طالبوں میں سے بے شمار (طالب) طریقت کے اس گرداب میں پڑ کر خراب (حال) ہو گئے ہیں اور ہزاروں (طالبوں) میں سے چند لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے کرم کامل فقراء کی برکت سے سلامتی کے کنارے پر پہنچے ہیں۔ مرشد مہر بخش حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہوتا ہے۔ جیسا کہ (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس غریب (باھو رحمۃ اللہ علیہ) پر بخشش فرمائی۔ (یہ سب کچھ) حضرت پیر دستگیر (سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ) کی برکت سے حاصل ہوا جو ہر ساعت (طالبوں کے) دستگیر ہیں۔ جو پیرزادہ طریقت میں خود درماندہ، مردار کمینی دنیا کی طلب میں خوار ہے۔ وہ طالب کا ہاتھ پکڑ کر کیسے (دستگیری کرسکتا) ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

راہبر تو بس ہے وہی جو ہے حق کا رہنما
جو (طالب کو) پہنچا دیتا ہے درحضوری مصطفیٰ ﷺ

جان لو! کہ فقیر کو بے ریا، عالم کو بے طمع اور غنی کو سخی ہونا چاہئے۔ فقیر کے لئے صبر مشکل ہے۔ علماء کے لئے سخاوت مشکل ہے۔ بادشاہ کے لئے عدل مشکل ہے۔ قاضی کا بے رشوت ہونا مشکل۔ چنانچہ عام کو خاص کا کام کرنا مشکل اور خاص کو عام کا کام کرنا مشکل۔ خاص فقیر کو کہتے ہیں اور عام دنیا دار کو اگر خاص (فقیر) کو تمام دنیا کا مال و زر بھی دے دیں تو بھی وہ قبول نہیں کرتا اگر عام (دنیا دار) کو مراتب غوثی قطبی کے ساتھ فقروفاقہ بھی دنیا چاہیں تو

وہ نہیں لے گا۔ قولہ تعالیٰ - فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔ ان میں سے ایک فرقہ جنت میں اور ایک فرقہ دوزخ میں جائے گا۔

قولہ تعالیٰ - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ ہم نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا۔ سوائے اس کے کہ وہ ہماری عبادت کریں (عباد الرحمٰن بنیں) ای لیعرفوا۔ یعنی میری پہچان کریں (عرفان الٰہی حاصل کریں)

عبادت کرنیوالے عالم ہیں اور پہچان کرنیوالے عارف ہیں

پس عابد مبتدی اور عارف منتہی ہوتا ہے۔ پس مبتدی منتہی کے احوال کو کیسے جان سکتا ہے۔

شریعت بھی دو قسم کی ہے۔

شریعت کی ابتداء اسلام ہے۔ (اس لئے سب سے پہلے وحی الٰہی اور حضورپاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا چاہئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ قولہ تعالیٰ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ کہہ دیجئے (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں لیکن میری طرف (منجاب اللہ) وحی کی جاتی ہے۔ شریعت کی انتہا احکام ہیں۔ (ان پر عمل کرنے سے ہی سچا مسلمان بنتا ہے)۔ قولہ تعالیٰ۔ وما ینطق عن الھویٰ - حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ (بلکہ آپ کا کلام ہمہ وقت وحی الٰہی ہے) طریقت کا پہلا سبق (ولایت قلب) کی طے ہے۔ جب (مقام) حقیقت میں حضوری حق کو پالیتے ہیں جیسے مجازی بادشاہ کے روبرو پیش ہونے والے تمام

لوگ ادب کی وجہ سے لب بستہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ (اسی طرح حضوری حق میں نفس شیطان خناس خرطوم وہم وسواس بند ہو جاتے ہیں) معرفت کے (حصول) سے پہلے احکام شریعت پر (عمل) کرنا چاہئے کیونکہ شریعت کا مقام (منجانب اللہ) الہام کا ہے۔ جیسے ظاہری آواز میں کوئی کسی کو پیغام دیتا ہے اور یہ مراتب پیغمبران (علیہ السلام) کے ہیں۔ شریعت کے بعد طریقت انعام کا مقام ہے۔ جو خاص الخاص مقام ہے۔ نہ عام (مقام) ہے نہ طریقت ہے۔ یہ عشق توحید الٰہی کا خاص مقام ہے۔ جو اس طریقت (خاص) والا ہے۔ وہ عارف باللہ عاشق اللہ واصل فی اللہ۔ معارف صاحب غنو ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ طریقت وحدانیت کا ہے۔ جسے لا نہایت کہتے ہیں۔

بیت

وحدت اندر وحدت اور وحدت اندر وحدت
جو کوئی دیکھے غیر وحدت (اس کو جانو) بت پرست

قال علیہ السلام۔ مَا شَغَلَکَ عَنِ اللّٰہِ وَھُوَ صَنَمُکَ۔ جو شغل بھی تجھے اللہ تعالیٰ (کی یاد) سے روک دے وہ تیرا بت ہے۔

(فقر کی چند اقسام ہیں)۔ فقر شریعت، فقر طریقت، فقر حقیقت فقر معرفت اور منتہی فقر

فقر شریعت (اور) فقر طریقت میں عاشق اللہ ہوتے ہیں۔ (جبکہ منتہی فقر میں) لاسویٰ اللہ سے (فارغ ہو جاتے ہیں) باھو ملیح فقر ایک بحر ہے۔ جس میں قاتل زہر ہے جو اس دریا تک پہنچ جاتا ہے۔ اس دریا سے

ایک پیالہ (بھر کر) پی لیتا ہے تو اس کو شہادت نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کبھی نہیں مرتا۔ کیونکہ اسے موتوا قبل ان تموتو مرنے سے پہلے مرجاؤ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ میں نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والے ان کی (نگہبانی کرنے والے) ہیں۔

جان لو! کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب طریقت ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حقیقت ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ رضی اللہ عنہ معرفت ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر ہیں۔

حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ صدق ہیں۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ عدل ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیاء ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جود و کرم ہیں۔ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فقر ہیں۔

حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوا ہیں۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ پانی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ خاک ہیں اور حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ان عناصر میں انسان کی جان کی مانند ہیں۔

الحدیث۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ کامل (انسان) پیغمبر صاحب علیہ السلام ہیں باقی سب اپنے اپنے مراتب کے مطابق ہیں۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ پر حیاء عثمانؓ تھے
پیغمبر سے گیند فقر (علیؓ) نے لی جو شاہ مردان تھے

جس نے اپنے مطلب کو پالیا وہ دونوں جہان سے آزاد ہو گیا۔

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ وہ بے سر کے سیر کرتے ہیں اندر لامکان
عاشقوں کی شان کو کیسے کرے کوئی بیان

جب عاشق باللہ فقیر فنا فی اللہ (لامکان) میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کا مراقبہ ایسا ہو جاتا ہے کہ جب بھی وہ اپنی آنکھوں کو (مراقبہ کیلئے) بند کرتا ہے۔ جس جگہ بھی چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی ظاہری آنکھوں کو کھول بھی لیتا ہے تو اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں اسی جگہ دیکھتا ہے۔ جس مجلس مقام میں چاہتا ہے۔ اس میں ہی جا بیٹھتا ہے۔ وہ طریقت میں منتہی پر پہنچ گیا۔

طریقت میں مبتدی اور منتہی میں کیا فرق ہے؟ مبتدی طریقت میں (صرف) روبرو (ہو کر مشاہدہ کرنا) ہے۔ جبکہ منتہی طریقت میں اپنے آپ سے بے خود ہو کر خود کو اللہ تعالٰی کے سپرد کر دیتا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین کا تماشا کرتا ہے۔ وہ نہ تو خدا ہوتا ہے اور نہ ہی خدا سے جدا ہوتا ہے (نہ خدا و نہ از خدا جدا)

بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ بہار کی خوشی اک یار ہی تو ہے
بے یار یہ بہار بے کار ہی تو ہے

بہار کا سب مزہ دلدار کے بغیر تکلیف کا باعث ہے۔

اسی طرح دنیا دار تو گراں بار ہے اور مفلس لمان اللہ میں سبک سار (کم بوجھ والا) ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ۔ وہ بات جس پر عمل نہ کیا جائے اس سے اللہ کی پناہ۔ ایک نکتہ میں ہزار کتاب تو آ سکتی ہے۔ لیکن ایک ہزار کتاب میں ایک نکتہ نہیں سما سکتا۔ (وہ نکتہ) اسم اللہ کا ایک حرف ہے جس پر دونوں جہان قربان ہیں۔

انسان تین قسم کے ہیں۔

۱۔ محجوب: جو حیوان ناطق ہیں۔ (حجاب میں ہیں)
۲۔ مجذوب: جو (تجلی ذات) میں جذب ہو کر احمق مجنوں ہو جاتے ہیں۔
۳۔ محبوب: یہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب ہیں۔ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

گھبریلو (گوبر کے کیڑے کو) خوشبو، عرق گلاب، عنبر کی خوشبو راس نہیں آتی وہ مر جاتا ہے۔ اسی طرح پاکیزہ انسان مردار کی بدبو سے جان بلب ہو جاتا ہے۔ پس فقیر اہل اللہ کے ہم نشیں۔ اہل علم خوشبو والے ہیں اور دنیا دار گھبریلو کی مانند مردار دنیا بدبو اور بدگوئی کے (طلب گار) ہیں۔

جان لو! کہ دنیا میں بھی تین قسم کے لوگ ہیں

پہلی قسم فقراء کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فکر وصل۔ حضور۔ فناء بقاء۔ توحید عشق محبت ساغر مستی عطا کردیتے ہیں۔ غیر ماسویٰ اللہ کی (محبت سے چھڑا کر) اپنا دیوانہ بنا لیتے ہیں۔ کہ طلب مولیٰ کے سوا انہیں کوئی دوسری طلب نہیں رہتی۔ اسی کو مذکر طالب مولیٰ کہتے ہیں۔

دوسری قسم کے لوگ عالم ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ علم حلم ۔ علم تقویٰ بخش دیتے ہیں۔ صاحب خرد۔ اہل شعور علماء وارث الانبیاء ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیتے ہیں۔ وہ قول و فعل میں نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم قدم ہو جاتے ہیں اور دنیا کو ترک دیتے ہیں۔

تیسری قسم دنیا اور زیب و زینت دنیا زر درم اشیائے (دنیا کا حصول) ان کا مقصود ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کفار۔ منافقوں (میں شامل کرلیتے ہیں)۔ وہ کتے سور اور گدھے بن جاتے ہیں اور اپنے آپ (انسانیت) سے دور ہو جاتے ہیں۔ پس طالب کو ان معاملات میں خود ہی منصف بن کر حق شناس ہونا چاہئے کہ وہ کس قبیل سے ہے۔

جان لو! کہ فقیر بھی دو قسم کے ہیں۔

۱- تارک دنیا۔

۲- تارک و فارغ دنیا۔

پس تارک دنیا کون ہے؟ اور فارغ دنیا کون ہے؟

وہ (فقیر) تارک نہیں ہے جو دنیا کا مال جمع کرنے کے لئے دنیا ترک کرے۔ پس (وہ) دنیا کا تارک اور دنیا سے الگ نظر آتا ہے۔ لیکن وہ اہل دنیا

سے اخلاص رکھتا ہے۔ پس وہ تارک دنیا نہیں ہے کہ وہ (فقیری) لباس پہن کر دنیاوی تانبے کے (سکوں) کے عوض فروخت کرتا پھرتا ہے۔ یہ فقر خاص نہیں ہے۔ قال علیہ السلام۔ اپنے آپ تَرَکَ الدُّنْیَا اِلَی الدُّنْیَا وہ تارک دنیا (حصول) دنیا کے لئے ہے۔

تارک و فارغ فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا دونوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ فقیر وہ ہے کہ جو کچھ بھی اس کی نذر کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نذر کردے۔ سلطان التارکین فقیر کی یہ صفت ہوتی ہے۔ جب فقیر دنیا کا تارک اور فارغ ہو جاتا ہے تو وہ صاحب جمیت ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی ایک مقام پر مقیم ہو جائے۔ یا ہمیشہ سیروسیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین شاہ جاودانی اسی کو کہتے ہیں جس کے مدنظر اللہ تعالیٰ ہوتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ بلکہ وہ ہر (عزیز) چیز راہ مولیٰ میں دے دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو (اللہ تعالیٰ) نے کفار کے قبیلہ سے (چن کر) اپنا یگانہ بنا لیا اور ابوجہل کو اپنے یگانہ قبیلہ (قریش) سے کعبہ (بیت اللہ) میں اپنے سے بیگانہ کردیا۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

روز ازل مجھے عشاقوں میں لکھ دیا
ہجر زدہ ہوں مسجد و مندر و دوزخ کو کیا کروں

اگر طوفان ہوا آ جائیں (ہزاروں)
چراغ مقبلاں ہرگز نہ بجھے گا

جس چراغ کو اللہ نے ہو جلایا
اس کو بجھانے والے نے منہ اپنا جلایا

بادشاہ اور فقیر عجب قوم ہیں دونوں
نہ رہے ہیں نہ رہیں گے زیر فرماں کسی کے

فقیر تو اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ وہ بے نیاز کے ہمنشیں ہوتے ہیں اور بادشاہ اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ ان کے پاس فانی زرومال کی کثرت ہوتی ہے۔ (جس سے وہ اپنے مال میں مست رہتے ہیں)۔ فقراء کی بادشاہی ہمیشہ باقی رہنے والی اور جاودانی ہے۔

جان لو! جب دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور اہل بہشت حور و قصور کے ساتھ آرام کرتے ہوں گے۔ تو طالب دیدار فقرا عشق کی آتش ہجر سے ایسی گریہ زاری کریں گے کہ ان کی فریاد سے اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہ جائیں گے۔ جب ان کی فریاد حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچے گی تو حکم ہوگا کہ ہم نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اہل بہشت آرام کررہے ہیں۔ تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرے دیدار کے بغیر تو بہشت بھی ہمارے لئے دوزخ ہے تیرے دیدار کے بغیر ہجر کی آتش عشق و محبت نے ہمارے دل میں ایسی آگ جلا دی ہے کہ اگر جذب سے ایک آہ کھینچیں تو بہشت کو بھی جلا کر خاک کرڈالیں ہم تو تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت تو ہمارے لئے مردار (حرام) ہے۔ پھر حکم دیدار

ہوگا۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائیں گے تم لوگوں نے (ہمارے) دیدار کی خاطر بہت رنج اٹھائے ہیں۔ دیدار کرو کہ آج میں تم کو دیدار عطا کرنے میں دریغ نہ کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہوگا تو وہ سالہا سال مست پڑے رہیں گے۔ فقراء کی مستی اسی مستی سے ہے۔ جو مستی دیدار کی نشانی ہے۔ (کہ مست الست فقیروں کو لازمی طور پر دیدار نصیب ہوگا)۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ اس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے اور اس نے اپنے سر پر ایک رنگین چادر اوڑھ رکھی ہے۔ ایک ہاتھ مہندی سے رنگا ہوا ہے تو دوسرا ہاتھ خون آلود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے ملعون تیری کمر کیوں جھکی ہوئی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ یا روح اللہ میری پشت اس لئے جھک گئی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو قتل کردیا ہے۔ آپ نے پوچھا! یہ رنگین چادر کس لئے اوڑھے ہوئے ہے؟ کہنے لگی میں جوانوں کے دل اسی فریب سے (فریفتہ کرتی ہوں)۔ پھر پوچھا۔ اپنے ہاتھ کو خون آلود کس لئے کر رکھا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں نے ابھی ابھی اپنے شوہر کو قتل کردیا ہے (۔ ایک دنیا دار کا خون ہے)۔ پھر پوچھا۔ دوسرے ہاتھ کو کس لئے (مہندی) سے سجا رکھا ہے؟ دنیا نے جواب دیا۔ میں نے ابھی ابھی ایک دوسرے شخص کو اپنا شوہر (مالک) بنایا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی بات سے تعجب ہوا۔ وہ بولی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں باپ کو قتل کرتی ہوں تو بیٹا مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اگر بیٹے کو قتل کرتی ہوں تو باپ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اگر ایک بھائی کو قتل کرتی ہوں تو دوسرا بھائی مجھے چاہنے لگتا ہے۔ یا روح اللہ اس سب سے بڑھ کر تعجب کی

بات یہ ہے کہ میں نے کئی ہزار شوہروں کو قتل کر ڈالا لیکن کسی نے بھی ان کی موت کو دیکھ کر مجھ سے خوف نہیں کھایا۔ جس نے مجھے چاہا وہ مرد نہ تھا۔ جو کوئی مرد تھا اس نے میری چاہت نہیں کی۔ جو مجھے چاہتا ہے میں اسے نہیں چاہتی۔ اور جو مجھے نہیں چاہتا میں اسے چاہتی ہوں۔

دنیا شیطان کی متاع ہے۔ جس کسی نے دنیا درم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کو ابلیس ملعون کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھے دے دو کیونکہ دنیا درم میری متاع ہے۔ جو کوئی میری متاع پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ (اور دنیا طلب کرتا ہے) اسے چاہئے کہ میرے دین میں آ جائے اور معصیت اختیار کر لے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے۔

فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر اور اہل دنیا کے اعمال، حج، مال زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن شریف، خیرات، علم فقہ مسائل اور جو کچھ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر ان سب کو جمع کریں تو اہل عشق و محبت کے فقروفاقہ میں لئے گئے ایک دم کے برابر بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ (جملہ نیک اعمال) زوال پذیر ہیں۔ جبکہ فقیر کا دم (زندہ) اور لازوال ہوتا ہے۔ کیونکہ (اہل عبادت) مزدور ہیں۔ (کہ جنت کے طلب گار ہیں) اور اہل فقر (صاحب) حضور ہیں۔

فقر مذہب و ملت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مذہب محمدی ﷺ بہشت کی کھیتی ہے۔ جنت کا مزارعہ بن کر بیج بوتا ہے وہی پھل کاٹتا ہے (بدنیت کو پھل نہیں لگتا۔) قال علیہ السلام۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

رافضی - خارجی - فاسق - اہل دنیا کو مذہب کیا دے سکتا ہے۔ حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مذہب (ملت) میں تارک دنیا طالب اللہ ہیں۔ مذہب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ میں طالب دنیا بخیل اہل خطرات خلل میں (مبتلا) اور خراب ہوتے ہیں۔

جان لو! کہ درم دنیا پر مہر لگا دی گئی (کہ کوئی اسے طلب نہ کرے)۔ لیکن شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔ (اسے عزت دی)۔ اور دنیا سے کہا جو کوئی تجھے دوست رکھے گا وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر تو خدائے عزوجل (بزرگ و برتر) تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس درم دنیا کو جو کوہ قاف کی بلا ہے۔ اپنے سر سے اتار ڈال۔ اور دنیا کے اس طوق لعنت کو اپنی گردن سے اتار کر شیطانی سلسلہ سے اپنے سر کو باہر کھینچ لے۔

بندہ کو یہ نہ چاہئے کہ وہ فقر و فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چھوڑ کر۔ ایک کتے کی طرح ہڈیوں کو چچوڑنا شروع کردے۔ ایسے شخص کو بندہ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ کتا ہے۔ قال علیہ السلام - اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ۔ دنیا مردار ہے اور اس کے طلب گار کتے۔

"جیفہ" اس (مردار) کو کہتے ہیں جس میں بہت زیادہ بدبو پیدا ہو جائے۔ جسے (کھال اتارنے والا) جلاد بھی قبول نہ کرے۔ جو (صرف) کتوں کے کھانے کے لائق ہو۔

جس کسی نے اپنا قدم فقر میں رکھا ہو (خواہ وہ) ہزار سال تک تارک ہی کیوں نہ ہو اس کے دل میں اتنا خیال ہی آ جائے کہ دنیا بھی خوب ہے۔ تو جان لیں کہ ابھی تک دنیا مردار کی محبت اس کے دل میں موجود ہے۔ طالب

جاہ ہے طالب راہ (مولیٰ) نہیں۔

نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنے اہل خانہ کے درمیان ایک ہی چادر تھی (جس سے باری باری میاں بیوی نماز ادا کرتے)۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اصحابی ؓ کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ تم چار سو درہم لے جاؤ اور خرچ کرو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے پوچھا (کہ کیا کرنا چاہئے) بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دولت دنیا کو گھر میں لانا مناسب نہیں۔ دشمن کو گھر میں نہ لانا چاہئے۔ صحابی رضی اللہ عنہ بولے۔ اگر میں یہ درہم نہ لوں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے خاوند) اصحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آئیں اس نیت سے دوگانہ ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو دنیا سے اٹھا لے۔ تاکہ درہم ہمارے گھر میں نہ آئیں دونوں اصحاب رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ دعا کی۔ اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اس زمانہ میں ہر کوئی زر درہم حاصل کرنے کے لئے دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

بیت

درم دنیا کیا ہے پاؤں کی زنجیر
قیدی کیسے بن سکیں گے دستگیر

مرد طالب (مولیٰ) کو کوئی طمع نہ ہونا چاہئے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر روز شیطان طمع کا ڈھول بجاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے

کانوں میں طمع کی آواز پہنچے اور (وہ طمع میں مبتلا) ہوجائیں۔

نقل ہے کہ شجاع بادشاہ (کرمان) کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نکاح اس نے کسی درویش کے ساتھ کردیا۔ جب بادشاہ زادی درویش کے گھر میں آئی کہ ابھی اس نے اپنے پاؤں سے موزے نہ اتارے تھے کہ اس کی نگاہ جو کی روٹی پر پڑی جو گھر میں موجود تھی۔ اس نے پوچھا یہ کیسی روٹی ہے؟ درویش نے کہا کہ مجھے کل رات جو کی دو روٹیاں ملی تھیں۔ ایک میں نے کھالی تھی دوسری کو (آج کے لئے) رکھ چھوڑا ہے۔ بادشاہ کی بیٹی (یہ سن کر) رونے لگی۔ فقیر نے کہا کیا تو اس (روٹی) کے لئے روتی ہے۔ (کہ شاہی نعمتوں کو چھوڑ کر اب تمہیں میرے ساتھ نان جویں پر گزارا کرنا پڑے گا)۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے کہ تیرا توکل تو کتے جتنا بھی نہیں ہے کہ تو روٹی دوسرے دن کے لئے سنبھال کر رکھتا ہے۔ (جبکہ ایک کتا بھی ایسا نہیں کرتا) میں تجھ پر حرام ہوں۔ لڑکی نے اپنے باپ (بادشاہ) کو بتایا کہ یہ درویش نہ تھا۔ اہل حرص بے توکل تھا۔ (اور اس طامع فقیر سے علیحدہ ہوگئی)

جو کوئی طمع سے مال جمع کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ وہ ابلیس ہے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ قال علیہ السلام۔ اَلْبَخِيْلُ عُدُوَّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا۔ بخیل اللہ کا دشمن ہوتا ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کے دشمن کو ملعون کہتے ہیں۔ قیامت کے روز اہل دنیا اس بات سے منکر ہو جائیں گے (کہ انہوں نے دنیا میں بخل اختیار کیا)۔ اور کہیں گے یا اللہ اگر کوئی درویش یا فقیر ہمارے پاس آیا ہوتا تو ہم تیری راہ میں اپنا مال خرچ کردیتے۔ فقیر کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ

(فلاں) دنیا دار کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ میرے (عطا کردہ) مال کا خزانچی ہے اگر وہ سائل درویش فقیر کو کچھ دیتا ہے تو اس کو نہیں دیتا وہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیتا ہے۔ اور فقیر کو بھی (وہ شخص نہیں دیتا) بلکہ اللہ تعالیٰ دلاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے (اللہ کے بجائے) فلاں نے دیا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دلاتا ہے۔

حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کفن چور سے مردوں کے کفن چرانے کی حقیقت پوچھی۔ کفن چور نے جواب دیا۔ یا سلطان میں نے ایک ہزار ایک قبر کو (کفن چوری کرنے کے لئے) کھولا ہے۔ سوائے دو آدمیوں کے کسی شخص کو رو بقبلہ نہیں دیکھا۔ سلطان بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے درست کہا کہ وہ تمام اہل دنیا تھے۔ جو کوئی دنیا کو دوست رکھتا ہے (قبر) میں اس کا چہرہ کبھی قبلہ کی طرف نہیں ہوتا۔ درم ہی ان کا دین و قبلہ ہے۔ الحدیث۔ تَرکُ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ ترک دنیا کل عبادتوں کی بنیاد ہے اور حب دنیا کل برائیوں کی جڑ ہے۔

جان لو کہ فقیر کی مزید چار قسمیں ہیں۔

(۱) صاحب حیرت حیراں۔

(۲) صاحب جرم گریاں۔ (اپنے گناہوں پر رونے والا)

(۳) صاحب عشق جان بریاں۔ (عاشق اپنی جان کو جلانے والا)

(۴) صاحب شوق قلب ذکر در وحدت وجد میں خون کے آنسو رونے والا

اللہ بس ماسوٰی اللہ ہوس۔

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقیر اولیا اللہ و ترک دنیا و ماسویٰ اللہ

بیت

باہو ؒ علم - ذکر - حضور (حق) سب حجاب ہے
جو فنا فی اللہ نور ہوا وہی (کامیاب) ہے

جس طرح دنیاوی بادشاہ کے روبرو اس کا نام لینا جائز نہیں ہے۔ اہل حضور کے لئے (حضوری) میں ذکر کرنا اور علم (پڑھنا) دونوں بے ادبی ہیں۔ جب تک وحدت میں غرق نہ ہو جائے۔ حضوری (حق) بھی وحدانیت سے جدائی اور شرک ہے۔ حتیٰ کہ لاسویٰ اللہ سے جدا اور (باخدا) یکتا نہ ہو جائے۔ تاوقتیکہ عشق و محبت سے فنا فی اللہ کے (مقام) سے بھی گزر نہ جائے اور علم و ذکر کو بھی فراموش نہ کردے (اپنے مقصود کو نہیں پاسکتا)۔

بیت

علم و ذکر کیا ہے یعنی درد و رنج
درد و رنج کہاں جہاں ہے گنج

قال علیہ السلام۔ لَذَّاتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ۔ فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بڑھ کر ہے۔

الحدیث۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ۔ علم کا حجاب اکبر ہے۔

جان لو! کہ بعض سالک یا طالب یا مرشد اپنے آپ کو وہم و خیال سے حضوری خیال کرتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی حضوری سے دور تر ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ کنوئیں کا بیل اپنی بند آنکھوں کے ساتھ سارا دن کنویں کے گرد پھرتے پھرتے خیال کرتا ہے کہ میں (شاید) بہت سا فاصلہ طے کر چکا ہوں۔ لیکن جب اس کی آنکھیں کھولی جاتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو کنوئیں کے گرد ہی پاتا ہے۔ (اسی طرح ناقص طالب اور مرشد بھی وہم و خیال سے منازل فقر طے کیا کرتے ہیں)

بیت

خود کو حضوری کہنے والا حق سے دور ہے
حضوری تو وہی ہے جو خود سے دور ہے۔

جان لو! کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ر
حرف "ف" سے فنائے نفس

حرف "ق" سے قرب قبر
حرف "ر" سے روحانیت۔ موتوا قبل ان تموتو (کا مقام حاصل کرنا) ہے۔

اگر بارہ ہزار صاحب دعوت۔ ورد وظائف والے تسبیح خواں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایک ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور اگر بارہ ہزار صاحب مذکور الہام ایک جگہ جمع ہو جائیں تو صاحب حضور کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر بارہ ہزار صاحب مراقبہ استغراق والے ایک جگہ جمع ہو جائیں تو فقیر فنا اللہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ الموحد فی التوحید بقا حی فی الدارین۔ مواحد کو توحید میں بقا اور دونوں جہان کی حیات نصیب ہو جاتی ہے۔ (الحدیث) اذا تم الفقر فھو اللہ (کا مرتبہ یہی ہے)۔ اللہ بس ما سوئی اللہ ہوس۔

اگر بارہ ہزار بار زبانی ذکر کیا جائے تو ایک بار قلبی ذکر کرنا اس سے بہتر ہے کہ قلب اسم اللہ کہے۔ اگر دل بارہ ہزار بار ذکر کرے تو اس سے بہتر ہے کہ روح ایک بار ذکر کرکے (دیدار الٰہی سے مشرف ہو) اگر روح بارہ ہزار بار ذکر کرے تو اس سے بہتر ہے کہ ایک مرتبہ ذکر سر کرے (یعنی باخدا و یکتا ہو جائے)۔ ذکر سری کے بعد فقر تمام ہو جاتا ہے۔ جسم میں گناہ و عبادت' خواب و بیداری مستی اور ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ اذا تم الفقر فھو اللہ کا (مقام یہی ہے)۔

جان لو! کہ حضوری فقیر کا کیا نشان ہے؟ اس مقام پر نہ عقل ہے نہ ذکر ہے اور نہ ہی فکر۔ مقام حضور (حق) میں سرِّ ھُوْ کی آواز مذکور آتی ہے۔ جس جگہ ظاہری مجازی بادشاہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کوئی شورو غوغا بلند آواز نہیں

ہوتی کیونکہ بلند آواز اور غوغا بادشاہ کو ناپسند ہوتا ہے۔ جس جگہ (لم یزل)
ذات ازلی خود موجود ہوتی ہے وہاں بھی کسی قسم کا غوغا اور خلل نہیں ہوتا۔
جس جگہ سلطان (حق) اپنا خیمہ لگا لیتا ہے وہاں عام (ذکر فکر) کا شور بلند نہیں
ہوتا۔ فقیر کی مجلس میں اگرچہ بے واسطہ کلام ذکر (اللہ) ہوتا ہے۔ پھر بھی وہ (زبانی)
ذکر خدا۔ ذکر انبیاء یا ذکر اہل اللہ اولیاء کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ ذکر اولیاء کو
خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَتٍ۔ اولیاء کا ذکر عبادت سے بہتر ہے کہا گیا ہے۔ فقیر کو
چاہیئے کہ (ہمیشہ) کلام اللہ (قرآن مجید کلام نبی اللہ (حدیث پاک) یا اولیاء
اللہ کی بات کرے۔ ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے۔

جان لو! فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ فقیر کے لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی اس کی
گردن بھی اڑا دے تو بھی وہ اہل دنیا کے دروازہ پر (سوال) کے لئے نہ جائے
مگر لوجہ اللہ (جانا پڑے تو الگ بات) ہے۔ جو فقیر کسی بادشاہ یا اہل دنیا کے
گھر میں (طلب دنیا کے لئے) جائے تو اس کا یہ گناہ اس کے سوا ساقط نہیں ہو
سکتا کہ اس فقیر کے سر اور داڑھی کے بال حجام سے منڈوا کر اسے گدھے پر
سوار کیا جائے۔ اس کے پیچھے لڑکوں کو لگایا جائے کہ اسے رسوا کریں۔ خلقت
میں تذلیل کرکے شہر میں محلہ بہ محلہ۔ کوچہ بہ کوچہ گشت کرا کر اعلان کیا
جائے کہ جو فقیر خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خدا کے گھر سے ناامید ہو کر اہل دنیا
کے گھر میں سیم و زر کی طلب میں جائے۔ اس کی تنبیہہ کے لئے یہی (سزا)
ہونا چاہیئے۔ فقیر دنیا اور اہل دنیا سے اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا
پر نظر پڑنے سے ہی بے معرفت اور (اپنے مقام) سے سلب ہو جائے گا۔ ایسا
فقیر محتاج اس کی فقیری باطل دروغ اور استدراج بن جائے گی۔ نعوذ باللہ
منہا۔

جان لو! کہ دنیا مثل دریا ہے۔ دنیا جیسے مچھلی و مگرمچھ اور اہل علم مرغابی
کے مانند ہیں۔ جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے مگر تر نہیں ہوئی اور فقراء اس سفید
پرندے (بگلہ) کی مانند ہیں جو دریا کے کنارہ پر بیٹھا رہتا ہے جو اس کی قسمت
میں ہوتا ہے پانی سے نکال کر کھاتا ہے مگر دریا میں پاؤں نہیں دھرتا (نہ ہی پانی
میں غرق ہوتا) ہے۔ فقیر دنیا سے بے آبرو ہیں اسی لئے بارگاہ خدا میں آبرومند
ہیں۔ اہل دنیا کا چہرہ اس لئے زرد ہوتا ہے کہ ان کی آبرو زر سے ہوتی ہے
بس (اللہ تعالیٰ) سے عزت و آبرو کا ان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

سنو! ایک وزیر تھا جس نے دنیا کی وزارت ترک کرکے سلک فقیر میں
اعتقاد و اخلاص سے قدم رکھا۔ اچانک ایک روز بادشاہ وقت اس کے قریب
سے گزرا۔ اور وزیر سے کہا کہ وزارت کے چھوڑنے ہم سے جدا ہونے اور
فقر اختیار کرنے سے تجھے کیا حاصل ہوا؟ وزیر نے جواب دیا کہ مجھے پانچ چیزیں
حاصل ہوئی ہیں۔

اول: یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں دونوں ہاتھ باندھے ادب کے ساتھ تیرے روبرو کھڑا رہتا
تھا۔ اور تو کبھی مجھے یہ نہ کہتا تھا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدای تعالیٰ کے روبرو چار رکعتوں
میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں' جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب تو سو جاتا تھا' تو میں تیرے دشمنوں سے تیری محافظت کرتا تھا۔ اب میں سوتا
ہوں' وہ اللہ تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اب وہ خدای تعالیٰ خود نہیں کھاتا ہے اور
مجھے کھلاتا ہے۔ اور مجھے بے حساب رزق و روزی دیتا ہے۔

چہارم: یہ کہ جس وقت تو مرجاتا' تو لوگ مجھے لے جاتے اور مجھ سے معاملات کی تحقیق کرتے
اور حساب لیتے اور خداوند کریم جو حی و قیوم ہے' وہ اس بندہ (مجھ عاجز) سے کس چیز کا مواخذہ
کرے گا۔

پنجم: یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب سے کسی وقت بھی عافیت نہ تھی اور ہر وقت جان کا خطرہ رہتا تھا۔ اور وہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے خطا و قصور معاف کر دینے والا ہے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا! تلاش و تحقیق کرو۔ آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے قسم کھا کر عرض کیا: یا سلطان! بارہ سال گذر گئے ہیں کہ ہم نے درہم و دینار کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ لذیذ کھانوں کو چکھا ہے۔ سلطان نے فرمایا: میری نماز میں خطرات کا پیدا ہونا دنیاوی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ جب خدام نے تمام گھر میں جھاڑو دی' تو آپ کی پلنگ کی پائنتی سے ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لے جا کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی پونجی رہے' وہ تاجر کا گھر ہے۔

جان لو! فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ فقر چار قسم کا ہے

ایک فقیر حکمت دنیا (رکھتا) ہے ظاہر میں پریشان مگر باطن میں (نور الٰہی اور ہدایت) سے آراستہ جیسے حضرت خضر علیہ السلام۔

ایک فقیر وہ جس کا ظاہر آراستہ اور باطن پریشان ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

ایک وہ جس کا ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوں جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک وہ جس کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہوں جیسے بلعم باعور۔

پس فقیر کو چاہئے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے تو اسے کہے کہ زنبیل سے سو پیاز کھالے (اور صبر اختیار کر) اہل دنیا کے پاس چلا جا ان کے آگے سوال

کر (اور ذلیل ہو) کہ اب تیرے لئے یہی کافی ہے کیونکہ تو نے خدا تعالیٰ (کی بارگاہ) سے ناامیدی اختیار کی۔ اگر تو مرد ہے تو (دنیا) اور اہل دنیا سے سوال مت کر اور اگر اہل دنیا فقیر کے پاس زیارت کے لئے آئیں تو وہ ان کو کہے کہ تم اہل دنیا ہو (میری طرح) سو پیاز کھا کر (صبر کرنا سیکھو) تاکہ دنیا کی (طمع) کا فتنہ تمہارے وجود سے نکل جائے۔ پھر میرے پاس آؤ یا نہ آؤ۔ اگر (وہ شخص) صادق اور خدا تعالیٰ سے اخلاص رکھتا ہوگا تو نفس کی شرمندگی کے لئے (اس نصیحت) کو قبول کرلے گا۔ اگر وہ اب آئے گا اس کا حجاب دور ہوچکا ہوگا اور وہ تارک (دنیا) فقیر بن جائے گا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے (فقیر کے دل میں) شیطانی خطرات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ (اہل دنیا) فقیر کے راہزن بن جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

نقل ہے کہ ایک فقیر نے خلوت اختیار کی اور اپنی خوراک کے لئے اپنے پاس ایک خرما رکھ لیا۔ جب فقیر پر بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے بہت تنگ آ جاتا تو اس خرما کو دیگچے میں ڈال کر آگ پر جوش دیتے (خود بھی پیتے) اور اہل مجلس کو بھی ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک انہوں نے اسی طرح بسر کئے۔ اس کے بعد وہ خرما صرف ہو گیا اور درویش نے اپنی جان اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔ وہ جان سے گزر گئے لیکن اپنے قدم کسی دنیا دار کے دروازہ پر نہ رکھے۔

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طالب اللہ کو چاہئے کہ وہ تین چیزوں سے محبت نہ کرے۔

اول دنیا کو محبت سے یاد نہ کرے۔

دوم اہل دنیا کو بھی محبت سے یاد نہ کرے۔

سوم ہوائے نفس کی طرف رغبت نہ کرے۔

بیت

جانتا ہے فقر کیا ہے؟ دائما اندر لاھوت
فقر کو بہتر ہے ہر دم کا سکوت

قولہ تعالٰی - اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ (نماز کے ساتھ مدد مانگنا صرف اللہ تعالٰی سے ہی ہے)

سنو! امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ بعض لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے مگر رات کو کافر سوئیں گے اور بعض رات کو مومن سوئیں گے مگر دن کو کافر ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ ان کی زبان پر ناگفتنی باتیں جاری رہیں گی۔ جو ان کو کفر تک پہنچا دیں گی اور ان کو خبر تک نہ ہوگی۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں (صرف) ان لوگوں کا ایمان سلامت رہے گا جو علماء عامل اور فقرائے کامل کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی سنیں گے۔ یا وہ لوگ جو علم کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں گے۔ یا علمائے (حق) کے کہنے پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے۔ وہ لوگ کفر و شرک سے محفوظ رہیں گے۔

یَا مُحَمَّدُ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ ط

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک غریب مسافر کی طرح رہئے اور اپنے نفس کو اصحاب قبور کے نفس کی طرح (بلا خواہش) رکھئے۔

الحدیث - اَلدُّنْیَا بَیْتُ الْکَلْبِ وَعَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ وَ لَذَّتُ الدُّنْیَا لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَالدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ وَالْعِشْقُ نَارٌ تَحْرِقُ مَا سِوَی اللّٰہِ۔

دنیا کتوں کا گھر ہے۔ دنیا کی عیش کافروں کا فخر ہے۔ دنیا کی لذت خنزیر کے گوشت (کی مثل حرام) ہے۔ دنیا (کی محبت) دل کی سیاہی کا باعث ہے اور عشق الٰہی کی آگ ماسویٰ اللہ سب کچھ جلا دیتی ہے۔

بیت باھو رحمتہ اللہ علیہ

شکر اللہ کہ شہید عشق (بھی) نہ مرتا ہے
کیونکہ وہ اپنی جان فنا فی اللہ کے سپرد کرتا ہے

قال علیہ السلام - اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَطْوَلُکُمْ جُوْعًا وَّتَفَکُّرًا

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب میں سے روز قیامت مجھ سے قریب تر وہ ہوگا۔ جس کا فاقہ اور فکر طویل ہوگا۔

قال علیہ السلام - اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔

بھوک عبادت کا مغز ہے۔ لیکن ایسی ریاضت اور بھوک جو شرع کے

موافق ہو نہ کہ ایسی ریاضت جس سے کافر ہو جائے اور بھوک کی (شدت) سے دیوانہ اور مغز سوختہ ہو کر استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی (خلاف شرع طریقہ) سے زیر زبر تمام ہفت طبق زمین و آسمان۔ ماہ تا ماہی کا تماشہ بھی کر لیتا ہے تو بھی فنا فی اللہ کے سوا غیر شرع ہر (عمل اور مشاہدہ) گمراہی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

(اے طالب! غور سے) سن! ایک روز ایک بزرگ حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ ان کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گذری۔ بزرگ نے ان سے پوچھا۔ اے مسلمانو! تم کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ (جہاد فی سبیل اللہ) کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے' کیونکہ راستے کی محنت و مشقت (اور اس کے نتیجے میں تھکاوٹ) سے زیادہ خوراک طلب کرے گا یا راہ کی ماندگی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائے گا یا راہ کی مشقت سے خوب آرام سے سویا کرے گا۔ نفس نے کہا: اس سے کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ (میں چاہتا ہوں کہ میں غازی بنوں) بزرگ نے نفس کو کہا تو بیدین خدا کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار ہے؟ سچ کہو تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ نفس نے کہا: میرا مطلب یہی ہے کہ شب و روز فقر و فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں۔ عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ پس اس سے بہتر اور اولیٰ تر یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر (ہمیشہ کے لئے) عذاب سے نجات پاؤں۔

پس فقیر باھُوؒ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ (اللہ جل جلالہٗ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا ایک ذرہ حج' جہاد' زکوٰۃ' نماز نفل' جن و انس' دیو پری۔ فرشتہ سب کی عبادت سے بہتر ہے۔ لیکن اس راہ میں خدا تعالیٰ سے محبت و اخلاص چاہئے فقیر صادق قدم راسخ الاعتقاد ہونا

چاہئے فقرائے کامل نے اپنے آپ کو محبت و عشق سے ہی کمال تک پہنچایا ہے اور ان کا سینہ تجلیات انوار سے مالامال ہو گیا ہے۔ صاحب عشق و محبت کی (لوح) ضمیر پر لاکھوں (صد ہزار) اسرار نازل ہوتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ گوشہ نشین اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ کہ بادشاہ وقت ان کی زیارت کے لئے آیا۔ اور کچھ زر و مال ان کی نذر کیا۔ درویش نے کہا: اے دشمن خدا! یہ کیا کینہ و نفاق اور منافقت کا موقع تھا' جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے سامنے سے اٹھا۔ اس کے طالب اور دوستدار تمہیں اور بہت ملیں گے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ دنیاوی متاع بہت قلیل ہے"۔

اور یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ طالب دنیا شیاطین ہیں۔ دنیا فتنہ ہے اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں۔ دنیا کے طالب منافق ہیں۔ دنیا خون حیض ہے اور دنیا کے طالب حائض ہیں۔ دنیا دروغ گو ہے اور طالب دنیا مشرک ہیں۔ دنیا مشرکات ہے اور طالب دنیا مشرکین ہیں۔ دنیا خبیثات ہے اور طالب دنیا خبیث ہے۔ دنیا لعنت ہے اور طالب دنیا ملعون ہے۔

(اے طالب!) جان لے! کہ دنیا کی قیمت ایک درم ہے اور اس کو وہی دوست رکھتا ہے' جو بے دین' بے عقل اور بے تمیز ہے۔ دنیا جہل ہے اور دنیا کا طالب جاہل ہے۔ دنیا ایک زن فاحشہ اور فاجرہ ہے اور اہل دنیا اس کے بے حیا شوہر ہیں کہ اس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس (آراستہ) دیکھتے ہیں' جو زنا اور فواحش میں مبتلا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"دیوث (بے حیا) جنت میں داخل نہیں ہو گا"۔

پس فقیر اس کو کہتے ہیں جو مذکر مرد ہو نہ کہ بے حیا مخنث ہے دنیا اور اس کے تابع عام (لوگ)، جو تمام دنیا کے غلام ہیں اور (دنیا) کی خاطر وہ لوگ صبح سے شام تک سرگرداں رہتے ہیں۔ اور اہل اللہ جو خاص ہیں ان پر یہ عام

دنیا حرام ہے۔ خاص کسے کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو عام دنیا سے خلاصی پا لیتا ہے (اس کا ہر قول و فعل) خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے صاحب شعور درویش اور حضوری فقیر وہ ہے جو اپنے دل میں مردود دنیا کی محبت نہیں رکھتا۔ جو کوئی شہوانی خواہشات کو طلاق دے دے وہ صاحب شوق ہے۔ اور جو کوئی دنیا کو طلاق دے دے وہ صاحب ذوق ہے۔ جو کوئی غیر ماسویٰ اللہ کو طلاق دے دے وہ صاحب مشتاق اشتیاق ہے۔ جس نے اپنے آپ کو ان بلاؤں سے نکال لیا وہ عشق حق میں مبتلا ہو گیا۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

جانتا ہے دنیا کیا ہے ؟ گرد و درد و بلا
ذکر و فکر حق سے کرتی ہے جدا

دنیا کیا ہے ؟ دنیا دوئی کا نام ہے۔ جس کسی نے دوئی اختیار کی اس نے اپنے آپ کو شیطان کے سلسلہ میں داخل کر لیا۔ جو کوئی خدا تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے۔ شیطان اس سے دشمنی رکھتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

پس معلوم ہوا کہ خواہ کوئی عالم ہو یا جاہل جو دنیا کی رغبت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی دوستی (کے دعویٰ) میں جھوٹا ہے۔ پس کسی فقیر کامل یا علمائے عامل کے پاس مرنے کے بعد اگر ایک کوڑی یا ایک درہم بھی نکلا تو جاننا چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ وہ خدا تعالیٰ کی محبت سے محروم خالی اور بے مقصود رہا۔ قیامت کے دن اسی پیسے کو آگ میں گرم کرکے اس کی پیشانی پر داغ دیں گے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص اہل دنیا تھا۔ یہ

بات یقینی ہے کہ جو شخص روپیہ پیسہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدائے بزرگ و برتر کو عزیز نہیں رکھتا۔ نعوذ باللہ منہا۔

الحدیث۔ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْهِ صَوْمٌ دنیا ایک روزہ ہے اور ہمارا اس میں روزہ ہے۔

بیت

واصلوں کو کافی ہے بس نام خدا
روز و شب مست ہیں اندر عشق وحدت کبریا

(اے طالب!) جان لے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ جنگ اور عداوت کی' دولت اور دنیا نے کی۔ اگر ابوجہل مفلس ہوتا' تو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو جاتا۔ (اسی طرح) حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور (دیگر) اماموں کو شہید کیا گیا' تو دنیا نے کیا۔ اگر یزید مفلس ہوتا تو وہ اماموں کے تابع ہوتا' کیونکہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ام المومنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے صاحبزادے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے تھے۔ پس ابوجہل اور یزید اہل دنیا تھے' نہ حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ اور دنیا ہی اصحاب اور امامین کی قاتل ہوئی اور دنیا کی حفاظت کرنا کون سی بزرگی اور شرافت ہے سوائے اس کے کہ وہ قہر الٰہی اور خون ہے۔ اور طالب دنیا کافر دوں اور دشمن خدا اور لاشیء ہے۔ دنیا بدعت اور طالب دنیا ملحد ہے اور دنیا داروں نے ہی خدائی کا دعویٰ کیا۔ جبکہ دنیا ایک عورت کی مانند ہے جو ہر دو عالم میں روسیاہ' خوار اور بے اعتبار ہے۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

اور متاع دنیا زر و سیم' گھوڑے' اونٹ' بیل' گدھے' ہاتھی' نوکر' سپاہی' خزانہ اور لشکر ابوجہل اور یزید کے پاس تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ کبار کا اسباب یہ تھا: صبر و شکر' ذکر و فکر' ذوق و شوق' محبت و عشق' نماز و روزہ' فقر و فاقہ' مومن مسلم

اور قرآن و حدیث کے خزانے یہ سب حضورؐ اور آئمہ دین کے لشکر تھے۔ ابو جہل اور یزید کے پاس نقارہ، نوبت و شرنا، دف اور ڈھول تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کے پاس بانگ و اذان، ذکر جہر، اور نعرۂ ذکر اللہ کی نوبت تھی۔ اور تمام ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت دنیا فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدیؐ کی بادشاہت اور نوبت تا قیامت باقی رہنے والی ہے۔ اسلام حق اور راستی کا نام ہے۔

"اے اللہ! دین محمدیؐ کی مدد کر جس کی نوبت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد اور جلدی فتح اور ایمان والوں کو خوشی سنا دے۔ "سو اللہ نگہبان بہتر ہے اور وہی سب مہربانوں سے مہربان ہے"۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

مومن کے دل پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ

اور اہل بہشت کی زبان ہو گی محمد رسول اللہ

یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بیس سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو سال کا عرصہ ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اناسی سال ہوئے تھے کہ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "کہ میری امت میں تا قیامت چالیس بزرگ (ابدال) رہا کریں گے۔ ان چالیس میں سے بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ سرزمین

عراق میں۔ ان چالیس میں سے جب کوئی مرے گا، تو اللہ تعالیٰ خلائق میں سے دوسرے شخص کو اس کی جگہ پر قائم مقام کردیگا۔ ان کی تعداد ہرگز چالیس سے کم نہ ہوگی۔ جب قیامت قریب آجائے گی تو یہ چالیس ابدال ایک ہی بار میں عالم سے باہر ہو کر کھڑے ہوں گے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین پر تین سو آدمی ہوں گے کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل جیسے ہوں گے۔ اور چالیس شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور سات آدمی ایسے ہوں گے، جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوں گے۔ اور پانچ شخص ایسے ہوں گے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل کی مثل ہوں گے۔ اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور ایک شخص ایسا ہو گا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہو گا۔ اور جب یہ ایک فوت ہو جائے گا، تو تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائے گا۔ جب پانچ میں سے ایک کا وصال ہو جائے گا، تو سات میں سے ایک اس کی جگہ لے لیگا۔ اور اسی طرح جب سات میں سے ایک فوت ہو جائے گا، تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر قائم ہو گا۔ اور جس وقت تین سو میں سے کوئی مرجائے گا، تو اس کی جگہ پر تمام مسلمانوں میں سے ایک اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔ اور ان تین سو میں سے قیامت تک ہرگز کمی نہ ہو گی۔ ان کی برکت سے میری امت سے بلائیں دور رہیں گی"۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے تمہارے باپ آدمؑ سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کیے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدمؑ کو پیدا کیا۔ تفسیر اسرار الفاتحہ میں نقل ہے کہ

پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ (بھی) چار قسم کا لشکر تھا۔ اول قسم آپؐ کے اصحاب کا لشکر تھا۔ دوسرا لشکر ملائکہ اور شہداء، تیسرا لشکر خلق و علم اور چوتھا لشکر خلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہری تو ملائکہ و صحابہ و شہدا اور دو قسم لشکر ظاہر اور باطن تھا، مثلاً" آپ کا خلق اور علم و حلم۔

(اس وقت) جس کسی کو دین عزیز تھا' اسے ابو جہل کتنا ہی دبدبہ اور مال و زر کا طمع دیتا' مگر وہ (دین حق کے سوا) کچھ قبول نہ کرتا اور اپنی جان راہ خدا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں تصدق کرتا۔ مگر بعض منافق لوگ اس نعمت سے محروم رہتے' چنانچہ سیپارہ ۶ میں ہے کہ یہ دونوں کے بیچ میں ادھر ادھر لٹکے ہوئے ہیں' نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم ربی مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے' تو آپؐ کے اصحابؓ اہل محبت اور جان کی بازی لگانے والوں نے اپنی جان اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا۔ آپؐ کا ساتھ دینے میں نہ ان کو کچھ عزیز و اقارب کی محبت اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ الفت رہی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپؐ کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت جو کوئی آپؐ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا' وہ محض دنیا کے طمع کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا۔ چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے: "تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت چاہتے ہیں"۔

دوسری جگہ فرمایا ہے: "جو شخص کہ سرکشی کرکے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے' تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا' تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ سے اور اس کی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں"۔ (اے طالب!) جان لے کہ اگر تمام زمین و آسمان کو سونے سے آراستہ کردیا جائے اور تمام روئے زمین کی سلطنت بھی بخش دی جائے' مگر پھر بھی اہل دین اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل دین اسے کہتے ہیں کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے' کیونکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں سے فائق و برتر ہے۔ دونوں جہاں دین محمدیؐ پر تصدق ہیں۔ دین دین محمدؐ ہے اور یقین یقین محمدؐ ہے۔ دونوں جہاں کلمۂ طیبہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ کلمۂ طیبہ دونوں جہاں سے بالاتر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ عرش و کرسی' لوح محفوظ سے اوپر اور نیچے اور ماہ سے ماہی تک ذکر الٰہی میں رہتے ہیں۔

ایک روز (خواجہ) حسن بصریؒ اور مالک بن دینارؒ اور شفیق بلخیؒ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اور صدق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے' وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ نے کہا: اس بات سے تکبر کی بو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہیے۔ حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ نے کہا: جو شخص کہ

اپنے مولا کے زخم سے لذت پانے والا نہ ہو' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ نے کہا: اس سے عمدہ لفظوں میں مضمون کہنا چاہیے' کیونکہ اس میں بھی کبر کی بو آتی ہے۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمتہ بولے: جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکر گذاری نہ کرے' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ بولیں: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں زخم کو فراموش نہ کرے' وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔ یہ فقیر باھوؒ تمام اولیاء اللہ کو جواب دیتا ہے: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی ذات کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے' وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔

یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تاش کو صاف کرو اور اس میں شہد بھر لاؤ۔ اور اس کے اوپر ایک بال رکھ کر ان بزرگوں کے سامنے لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے بزرگو! آپ ان تینوں چیزوں تاش' شہد اور بال کی تاویل بیان کریں۔ پہلے شیخ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: کہ خداوند کریم کی بہشت اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور بہشت کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور پل صراط سے گذر جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس کے بعد شیخ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کا اسلام اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ اور اہل اسلام ہونا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور اسلام کی نگہداشت کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

اس کے بعد امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا: کہ علم دین اس تاش سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور علم کی باریکیاں اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔ اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا: مہمان کا چہرہ دیکھنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور مہمان کی خدمت کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مہمان کا دل خوش رکھنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور کتاب نافع المسلمین کا مصنف کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کے چہرے کی زیارت کرنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور دل میں خدای تعالیٰ کی محبت رکھنا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور شریعت نبویؐ کی پوری طرح پابندی کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور حضرت امام صاحب اور مصنف کتاب اور خادم کو فقیر باھوؒ (یہ) جواب دیتا ہے: بہشت کی نعمتیں کھانا خر نفس کا کام ہے اور علم بے عمل حاصل کرنا بے خبر اور ناواقف کا

کام ہے۔ اور مہمان کا چہرہ دیکھنا پر خطر ہے۔ اور بغیر محنت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کو پہنچنا زہر کے مترادف ہے۔ اور اسلام میں بغیر تصدیق کے قدم رکھنا زیادہ ریا کاری (کا خطرہ) ہے۔ برزخ اسم اللہ اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور وحدانیت کی لذت مشاہدہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور فنا فی اللہ میں غرق ہونا اور اپنی انا سے باہر آنا (یعنی نفس کو مارنا) اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

جان لو کہ لوگوں کو فقہ سیکھنے سے دلچسپی زیادہ ہوتی ہے تاکہ مسئلہ (مسائل کے بیان) سے زر و سیم لور (دنیاوی فضیلت) حاصل ہو۔ اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے جس سے نفس کافر کے خلاف جنگ کی جاتی ہے۔

بیت باھو رحمۃ اللہ علیہ

باھو رحمۃ اللہ علیہ بہتر کیا ہے؟ خود سے فناء
علم سے پیدا ہوتا ہے کبر و ریا

قال علیہ السلام۔ اَلْحَسَدُ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر خاکستر کردیتی ہے۔

بیت باھُو رحمۃ اللہ علیہ

وہ کیا ہے؟ جو دونوں جہاں سے اعلیٰ تر ہے
جو کہ آرائش سیم و زر سے بہتر ہے

اس علم سے (عام) لوگ بے خبر ہیں۔ وہ علم با عمل ہے۔ جس عمل سے

معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ ایسی معرفت جو توحید باری تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے لور وہ توحید نفس کا پاس انفاس ہے۔ لور وہ پاس انفاس حق الیقین کے خاص الخاص (مقام) پر پہنچا دیتا ہے اور خاص الخاص (مقام یہ) ہے۔ کہ وہ مقام لاھوت فنا فی اللہ میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ فیض اللہ درست طور پر حاصل ہو جاتا ہے۔ درست فیض اللہ کیا ہے؟ باخدا مست لور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوشیار صاحب سلک۔ صاحب معرفت۔ صاحب علم۔ صاحب توحید۔ صاحب سکر۔ صاحب شکر۔ صاحب محبت۔ صاحب عشق فنا۔ صاحب موحد محقق لور صاحب رضا ہو جاتا ہے۔ (یہی فیضان الٰہی ہے) اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بیت

علم تو بہت ہے اور عمر بہت کم ہے
جو (علم) ضروری ہے وہ حاصل کر عمل کر (پھر کیا غم) ہے

جب تو دیکھے کہ طالب کا باطن ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ سے نہیں کھلتا۔ اور (طالب) سیرانی ہو اور کسی جگہ جاکر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اس کو کہیں کہ کسی زندہ دل درویش' فقیر یا غوث یا قطب شہید جو "لایموت" ہو کی قبر پر بوقت شب۔ نیم شب یا آخر شب جائے۔ قبر کے پاؤں کی طرف (کھڑے) ہو کر یا قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو کر قرآن مجید میں سے جو کچھ بھی یاد ہے پڑھے۔ وہ قبر اسے بادلوں کی بجلی کی مانند مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے گی۔ یا توحید وحدانیت میں غرق کردے گی۔ ایسا عامل خالی

بے حاصل نہ رہے گا (لیکن یہ شدنی امر نہیں ہے کہ ناقص عامل پر بھی کھل جائے)۔

قال علیہ السلام۔ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ۔ "جب تم کسی کام میں حیرت زدہ ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

اور اگر طالب قبر کی دہشت سے ڈرے تو وہ طالب حق نہیں ہے۔ کیونکہ اسے ابھی اپنی جان بچانے کی طمع ہے۔

بیت باھُوْ رحمۃ اللہ علیہ

خوشی سے جام (عشق) پی لے اور جان (جاناں) کو دے
تجھ سے کہتا ہوں دل کے کانوں سے سن (اور جان جاناں) کو دے

مرشد مہرو محبت کے (پیکر) بخشش کرنے والے محرم اسرار کو کہتے ہیں مرشد مثل تلوار (برہنہ) ہوتا ہے۔ جو طالب اپنا سر اپنی گردن سے اڑوانا چاہتا ہے اسے مرشد کے پاس جانا چاہیے۔ مرشد چھری کی مانند ہے۔ جو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا چاہے وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ملک الموت کی مثل ہے۔ جس کو اپنی جان کی طمع نہ ہو وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک بھوکے فقیر کے گھر کی مانند ہے۔ جو فاقہ کو اختیار کرنا چاہے وہ مرشد کے سامنے آئے۔ مرشد سولی کی مثل ہے۔ جو سولی پر چڑھنا چاہے وہ مرشد کے سامنے آئے۔ مرشد آگ کی مانند ہے۔ جو کوئی مرشد کے سامنے آئے تو اخلاص سے آئے۔ اس کی نگاہ (مرشد کی) نیکی بدی پر نہ ہو

بلکہ اس کی محبت پر ہو۔ کیونکہ نیکی بدی کی تحقیق کرنے والے طالب نہیں جاسوس ہیں۔

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے' جو دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا۔ کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں؟ اس بزرگ نے اسی شخص کو کہا۔ کہ تم جاؤ اور تحقیق کرو۔ اس شخص نے طالبوں کے گروہ میں آکر تحقیق کی اور اس بزرگ کو کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس خاص صاحب اعتقاد ہیں۔ اس بزرگ نے کہا۔ چالیس میں سے کتنے؟ کہا: بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے۔ کہا: دس۔ پوچھا: دس میں سے کتنے؟ جواب دیا: پانچ۔ پوچھا: پانچ میں سے کتنے؟ کہا: دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا: کہ تم نے ایسے طالب کم دیکھے ہوں گے۔ میرے لئے قتل ہونے کے لئے دو ہی طالب کافی ہیں۔/
اے باھوؒ! صاحب راز طالب کا ملنا (آج کل) محال ہے جو صاحب اسرار الٰہی ہو۔ اس زمانہ کے طالبوں کو اس دنیائے دوں سے تو قرار ہے' مگر اہل اللہ سے فرار ہے۔

بیت

اس زمانہ کے ہیں طالب بس طالب (دنیائے) دوں
طالبوں کو ہے نہیں طلب (اللہ) بے چگون

اس زمانہ کے (اکثر مرشد) دکاندار صاحب طمع نفسانی بہت سے ہیں۔ اور طالبوں میں سے بھی ہزار میں سے ایک شخص نیک کردار ہوگا۔

قولہ تعالٰی۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ پس مرشد کا (امر) حکم خدا کی مانند ہوتا ہے۔ جس سے قضائے الٰہی جاری ہوتی ہے۔ اور طالب فرماں بردار ہو سوختہ عشق ہو۔ اپنی جان کباب کی مانند جلانے والا ہو۔ مرشد مثل بحر ہے اور طالب بمثل موج۔ نہ موج بحر

سے جدا ہے نہ بحر موج سے جدا ہے۔ اسی طرح طالب فنا فی الشیخ ہوتا ہے کہ مرشد آنکھ ہے تو طالب بمثل نظر ہے۔ نہ آنکھ سے نظر جدا ہے اور نہ آنکھ نظر سے جدا ہے۔ علم مثل شہید ہے اور فقیر بمثل شہادت علم میں مفت کھانا مفت پینا اور مفت پہننا اور سکھ کی نیند سونا حاصل ہوتا ہے اور علم سرگردانی زبان کی ہے جبکہ فقر میں اپنی جان کو فاقہ سے جلایا جاتا ہے۔

بیت

علم جو تجھے نفع نہ پہنچائے
اس علم سے جہل بہتر ہے (جو کام آئے)

علم رستگاری ہے اور جہالت معصیت و خواری ہے۔ فقر کا دل دریائے جاری ہے۔

جان لو! ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جوہر جہالت کی خرید و فروخت کرنا شیطان کا کام ہے۔ جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے۔ جوہر فقر کی کان لامکان ہے اور جوہر حیوان کھانے پینے میں جمعیت جان ہے۔ فقیر (باھُو رحمۃ اللہ علیہ) کا جواب یہ ہے کہ جوہر علم چشم کے اندر زبان کے ساتھ ہے۔ جوہر فقر سینہ اور جان میں ہے۔ جوہر جہل بد مغز پریشانی میں ہے۔ شیطان تمام ظلمت کا (نام) ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

فقیر کو اول الوہیت آلہ واحد کی الف چاہیئے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

فقیر کو چار "ب" چاہئیں۔

اول "ب" برکت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی۔
دوم "ب" بنائے اسلام (کی پابندی کرے)
سوم "ب" بدی کو چھوڑ دے۔
چہارم "ب" نفس کو خواہشات نفسانی سے بند کر دے۔

فقیر کو سات "ت" چاہئیں۔

اول "ت" ترک (دنیا) کی۔
دوم "ت" توکل کی۔
سوم "ت" تکبیر تحریمہ کی۔
چہارم "ت" تسلیم کی۔
ششم "ت" تکبر نہ کرنے کی۔
ہفتم "ت" تیاری موت کی۔ قبر سے باخبر ہونے کی۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے تو سارے جہان میں شیطان ظلمت پھیلا دیتا۔ بچے کھیل کود۔ جوان تکبر خواہشات کی مستی۔ اور بوڑھے غیبت سے باز نہ آتے۔ کھیل کود' مستی ہوا۔ غیبت (بدگوئی) (شیطانی اعمال ہیں)۔ ان سے باز آ جا۔

ادب خاموشی میں ہے۔ ذکر دل کے جوش سے ہے اور صبر اپنا خون

کے مراتب ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ خود سے بے ہوش ہو خود فروش نہ ہو۔ فقیر دریا نوش کر کے بھی سکوت میں رہے (شور و غوغا نہ کرے تو فقیر ہے) اگرچہ سکرو (مستی) اپنی انتہا پر ہو۔

بیت

باھُوؒ بڑھ حقیقت بد کردار مجھ سے کیا پوچھتے ہو
بدکار (تنزل میں ہی جاتا) ہے مرحلہ وار

دس سو پچاسی سال ہجرت کے ہیں گواہ
عہد اورنگ زیب میں مکمل ہوا یہ نکتہ وحدت، الہ

تمت بالخیر

فقیر الطاف حسین سروری قادری، سلطانی
الملقب آخری عہد کا خلیفۂ سلطانی
عزیز کالونی ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور